اُردو

ساتویں جماعت کے لیے

(نئے نصاب کے مطابق)

سندھ ٹیکسٹ بُک بورڈ، جام شورو

ناشر:

شیخ شوکت علی اینڈ سنز

اُردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی۔

جملہ حقوق بحق سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو محفوظ ہیں۔

تیار کردہ: سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو، سندھ
منظور کردہ: محکمۂ تعلیم و خواندگی حکومتِ سندھ بموجب مراسلہ نمبر جی.او.(جی۔1)
ای اینڈ ایل کریکیولم۔2014 مؤرخہ: 04-01-2016
جائزہ شدہ: بیورو آف کریکیولم اینڈ ایکسٹینشن ونگ سندھ، جام شورو۔

نگرانِ اعلیٰ

پرویز احمد بلوچ

چیئرمین، سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ

نگراں

ناہید اختر سومرو

مصنفین و مؤلفین

☆ محمد فاروق دانش ☆ پروفیسر ڈاکٹر سعدیہ نسیم ☆ پروفیسر عنایت علی خان ٹونکی
☆ پروین کاظمی ☆ ڈاکٹر عبدالحق خان حسرت کاسگنجوی ☆ ثُریّا حنیف

نظرثانی وتدوین

☆ پروفیسر محمد یاسین شیخ ☆ محمد ناظم علی خان ماتلوی ☆ محمد وسیم مغل
☆ ایس ایم طارق ☆ زاہدہ بنگش

مدیر

☆ محمد فاروق دانش

لے آؤٹ، کمپیوگرافی

بھائی جان گرافکس، کھائی روڈ۔حیدرآباد

مطبع: سندھ آفسٹ پرنٹرز اینڈ پبلشرز، کراچی

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۔	حمد (نظم)	۵
۲۔	ایثار	۸
۳۔	نعت (نظم)	۱۴
۴۔	املی کا درخت	۱۶
۵۔	ہمدردی	۲۰
۶۔	نظم وضبط	۲۶
۷۔	پانی (نظم)	۳۱
۸۔	تحریکِ پاکستان میں خواتین کا حصہ	۳۴
۹۔	ابتدائی طبی امداد	۴۰
۱۰۔	اونچی اُڑان	۴۵
۱۱۔	وطن کے پاسباں (نظم)	۵۱
۱۲۔	یومِ اِستقلال	۵۴
۱۳۔	فٹ بال	۶۰
۱۴۔	شہراور گاؤں	۶۵
۱۵۔	رات (نظم)	۶۹

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۶۔	ہمارا پرچم	۷۲
۱۷۔	سرعبداللہ ہارون	۷۷
۱۸۔	قصہ ایک دعوت کا (نظم)	۸۳
۱۹۔	زمین کی کہانی	۸۵
۲۰۔	پاکستان کی خوشحالی	۹۰
۲۱۔	نوری جام تماچی (لوک کہانی)	۹۵
۲۲۔	میری کہانی (نظم)	۹۸
۲۳۔	ہمارے طور طریقے	۱۰۱
۲۴۔	پاکستان کی سیر	۱۰۵
۲۵۔	شہد کی مکھی (نظم)	۱۱۰
۲۶۔	عوامی خدمت کے ادارے	۱۱۳
۲۷۔	حرکت کا قانون	۱۱۸
۲۸۔	ملّی نغمہ (نظم)	۱۲۳
۲۹۔	فرہنگ	۱۲۵

پیش لفظ

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ ایک ایسا تعلیمی ادارہ ہے جس کا فریضہ درسی کتب کی تیاری و اشاعت ہے۔ اس کا اوّلین مقصد ایسی درسی کتب کی تیاری وفراہمی ہے جونسلِ نوکوشعور وآگہی اور ایسی صلاحیت بخشیں جس کے ذریعے وہ اسلام کے آفاقی نظریات، بھائی چارے، اسلاف کے کارناموں اور اپنے ثقافتی ورثے اور روایات کی پاسداری کرتے ہوئے دورِ جدید کے نت نئے سائنسی، تکنیکی اور معاشرتی تقاضوں کا مقابلہ کرکے کامیاب زندگی گزار سکے۔

اس اعلیٰ مقصد کی تکمیل کی غرض سے اہلِ علم، ماہرینِ مضامین، مدرّسینِ کرام اور مخلص احباب کی ایک ٹیم ہر چارسمت سے حاصل ہونے والی تجاویز کی روشنی میں درسی کتب کے معیار، جائزے اور ان کی اصلاح کے لیے ہمارے ساتھ مسلسل مصروفِ عمل ہے۔

ہمارے ماہرین اور اشاعتی عملے کے لیے اپنے مطلوبہ مقاصد کا حصول صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب ان کتب سے اساتذہ کرام اور طلبہ کما حقہٗ استفادہ کریں۔ علاوہ ازیں ان کتب کے معیار کو بہتر بنانے میں ان کی تجاویز اور آرا ہمارے لیے ممد و معاون ثابت ہوں گی۔

چیئرمین

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو، سندھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمُ

(شروع اللّٰہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے)

حمد

حاصلاتِ تعلّم یہ نظم پڑھ کر طلبہ:

۱۔ حمد پڑھ کر سرور حاصل کریں گے۔ ۲۔ نظم کو لے اور آہنگ سے سنائیں گے۔

۳۔ مصرعوں کو سادہ نثر میں تبدیل کریں گے۔

سچ ہے یہ ربِّ ذوالجلال ہے تُو
نور ہی نور ہے ، جمال ہے تُو

تیرا ثانی نہیں دوعالَم میں
مالکِ مُلک ! بے مثال ہے تُو

سب ہیں تیرے کمال کے قائل
اصل سرچشمۂ کمال ہے تُو

کس طرح تُو خیال میں آئے
جب کہ بالائے ہر خیال ہے تُو

ایک اک شے کو ہے زَوال ، مگر
میرے اللّٰہ ! لازوال ہے تُو

تجھ سے دُوری کا ہو یقیں کیوں کر
دُور رہ کر شریکِ حال ہے تُو

حال راغبؔ کہے تو کیا تجھ سے
داورا ! رازدارِ حال ہے تُو

(راغبؔ مُرادآبادی)

مشق

سوال نمبر۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) اس حمد میں شاعر نے اللّٰہ تعالیٰ کی کِن کِن صفات کا ذکر کیا ہے؟

(ب) اللّٰہ تعالیٰ کی صفات ہم سے کس بات کا تقاضا کرتی ہیں؟

سوال نمبر۲۔ خالی جگہوں کو درست الفاظ کی مدد سے پُر کیجیے:

(الف) سچ ہے یہ رب .... ہے تُو

جمال	کمال	رحیم	ذوالجلال

(ب) تیرا .... نہیں دو عالم میں

ہم سر	کوئی	دوسرا	ثانی

(ج) ایک اک .... کو ہے زوال، مگر

شے	بات	عمارت	روح

(د) مالکِ .... بے مثال ہے تو

جہانِ	مُلک	آسمان	لامکان

(ہ) تجھ سے دوری کا ہو .... کیوں کر

تخیّل	اعتماد	یقین	شائبہ

سوال نمبر۳۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) اس حمد میں بیان کی گئی ہیں اللہ تعالیٰ کی:

نعمتیں	رحمتیں	صفات	ہدایات

(ب) یہ حمد ظاہر کرتی ہے اللہ تعالیٰ کی:

قدرت	بڑائی	خدائی	رحمت

(ج) اللہ تعالیٰ سرچشمۂ کمال ہے کیوں کہ اس نے سب کو کمالات:

دکھائے ہیں	بخشے ہیں	بتائے ہیں	سنائے ہیں

سوال نمبر۴۔ ان الفاظ کے پانچ پانچ ہم قافیہ لفظ لکھیے:

نور ثانی قائل یقین کمال

سوال نمبر۵۔ ذیل میں سے کون سا مصرعہ اللہ تعالیٰ کے ہمیشہ ہونے کو ظاہر کرتا ہے؟

مالکِ مُلک! بے مثال ہے تو — میرے اللہ لازوال ہے تو

دور رہ کر شریکِ حال ہے تو — داورا! رازدارِ حال ہے تو

سوال نمبر۶۔ درج ذیل مرکبات کے معنی سامنے خانے میں لکھیے:

ذوالجلال		لازوال	
شریکِ حال		بے مثال	
رازدارِ حال		سرچشمۂ کمال	

سوال نمبر۷۔ آخری تین اشعار کا مطلب اپنے الفاظ میں لکھیے۔

سرگرمی ☆ اس حمد کو یاد کیجیے اور کمرۂ جماعت میں زبانی سنائیے۔

ہدایات برائے اساتذہ: طلبہ کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے چند کے بارے میں بتائیے۔

اِیثار

حاصلاتِ تعلّم

یہ سبق پڑھ کر طلبہ:
۱۔ ایثار کی اہمیت جانیں گے۔
۲۔ نئے الفاظ کو جملوں میں استعمال کریں گے۔
۳۔ فعل معروف و مجہول الگ کریں گے۔
۴۔ ایثار سے متعلق کوئی واقعہ بیان کریں گے۔

دوپہر کے وقت عرب کے تپتے ہوئے ریگستان پر ایک عرب نوجوان اونٹ پر سوار تیزی سے ایک طرف جا رہا تھا، وہ اس کوشش میں تھا کہ کوئی نخلستان مل جائے تو وہ گرمی کی اس سخت دوپہر میں آرام کر سکے۔ کہیں دُور اُسے کھجور کے درختوں کا ایک جُھنڈ نظر آیا۔ اس نے اونٹ کو اور تیز کر دیا۔ کچھ دیر بعد وہ ایک خوب صورت نخلستان میں پہنچ گیا۔ درختوں کے سائے میں آیا اور اونٹ کو بٹھا کر اس پر سے اترا اور اس کا گھٹنا باندھ دیا، چشمے سے ہاتھ منھ دھویا اور پانی پی کر درختوں کے سائے میں لیٹ گیا۔ لیٹتے ہی اس کی آنکھ لگ گئی۔ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ اونٹ نے اُٹھنے کی کوشش کی جس سے اس کے گھٹنے کی رسی کھل گئی اور وہ درختوں کے پتّے

کھانے لگا۔ نخلستان کے بوڑھے مالک نے نوجوان آوازیں دیں مگر وہ تو گہری نیند سو رہا تھا۔ اس پر بوڑھے نے ایک پتھر اٹھا کر اونٹ کو دے مارا، جو اس کے سر میں لگا۔ اتفاق کی بات کہ یہ ضرب ایسی کاری

ثابت ہوئی کہ اونٹ وہیں ڈھیر ہوگیا۔ پچھلے پہر نوجوان بیدار ہوا اور اِدھر اُدھر اونٹ تلاش کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد باغ میں اسے اپنا اونٹ مردہ حالت میں ملا جس کا کافی خون بہہ چکا تھا۔ یہ دیکھ کر نوجوان کی آنکھوں میں

خون اُتر آیا۔ سامنے اُس نے دیکھا کہ ایک بوڑھا اس کی طرف چلا آ رہا ہے۔ نوجوان نے کڑک کر پوچھا:

''میرے اونٹ کو کس نے مارا ہے؟''

بوڑھے کے منہ سے ابھی یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ اتفاقیہ طور پر یہ مجھ سے ہوا ہے، تو نوجوان نے جھپٹ کر اس کا گلا دبوچ لیا۔ فوراً ہی بوڑھے کا بے جان لاشہ زمین پر پڑا تھا۔ نوجوان ابھی حیرت سے بوڑھے کی لاش کو دیکھ ہی رہا تھا کہ پیچھے سے دو نوجوانوں نے آ کر اس مسافر کو پکڑ لیا۔

خلیفۂ دُوم حضرت عمر فاروق رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کا عہدِ حکومت تھا۔ مدینہ اس جگہ سے قریب ہی تھا۔ بوڑھے کے بیٹے نوجوان کو پکڑ کر دربارِ فاروقی میں لائے اور عرض کیا کہ اس نوجوان نے ہمارے بوڑھے باپ کو بے وجہ ہلاک کر دیا۔ نوجوان نے معذرت کرتے ہوئے اقبالِ جرم کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے بوڑھے کو ہلاک کرنے کے جرم میں اسے سزائے موت کا حکم سنایا۔

جب امیر المومنین نے اس نوجوان سے اس کی آخری خواہش دریافت فرمائی تو اُس نے عرض کی۔

''اے امیر المومنین! نبی اکرم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ اپنے سر پر قرض لے کر نہ مرو۔

مجھ پر ایک یہودی کا قرض ہے۔ مجھے اجازت دی جائے کہ میں یہ قرض ادا کر آؤں۔ پھر اپنی سزا بھگتوں۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

''اگر کوئی تمھاری ضمانت دے سکے تو عارضی طور پر رہا کرنے میں مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔''

نوجوان نے مجمعے پر ایک نظر ڈالی۔ اس میں کوئی بھی اس کا واقف نہیں تھا۔ وہ حیران کھڑا تھا کہ ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کی۔

''اے امیر المومنین! میں اس نوجوان کی ضمانت دیتا ہوں۔''

صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اِن الفاظ نے مجمعے پر سنّاٹا طاری کر دیا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے صحابی ہیں۔ اگر یہ نوجوان نہ آیا تو اس کے بدلے آپ کو قتل کیا جائے گا۔''

صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے عرض کی۔

''امیر المومنین! میں نے اپنا انجام سوچ لیا ہے مگر میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ ایک مسلمان کہیں بھی اپنے آپ کو دوسروں سے بے گانہ سمجھے۔ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ہمیں جو اسلامی تعلیمات عطا فرمائی ہیں اس کی بنا پر یہ میرا بھائی ہے اور میں بہ خوشی اس کی ضمانت دیتا ہوں۔''

نوجوان کو آزاد کر دیا گیا اور اس کی واپسی کے لیے ایک مدّت مقرر کر دی گئی۔ یہ نوجوان بہت دور دراز علاقے کا رہنے والا تھا۔ طویل سفر کرتا ہوا وہ اپنے گھر پہنچا اور گھر والوں کو تمام واقعہ سنایا۔ سارے گھر میں کہرام مچ گیا، بہت سے لوگوں نے صلاح دی کہ اب یہاں تمھیں پکڑنے کون آئے گا، اب مدینے نہ جاؤ۔ لیکن اس کا ایک ہی جواب تھا کہ مسلمان کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا، اِیفائے عہد ہر مسلمان پر فرض ہے، اس لیے میں ضرور جاؤں گا۔

یہودی کا قرض بے باق کرنے کے بعد وہ ایک تیز رفتار اونٹنی لے کر مدینہ منورہ کی طرف چل پڑا۔ آج اس نوجوان کی میعاد کا آخری دن تھا۔ سب کو یقین تھا کہ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم، آج اس

عربی نوجوان کے بدلے قتل کر دیے جائیں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ بھی پریشان تھے۔ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا، سب کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی، عوام کی نگاہیں آنے والے راستے پر جمی ہوئی تھیں مگر ادھر سے کسی کے آنے کا امکان تک نظر نہ آتا تھا۔

اب وقت ختم ہوتا جا رہا تھا۔ صحابئ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ، جرأت سے میدان میں کھڑے تھے اور قریب تھا کہ جلّاد کو ان کی گردن مارنے کا حکم دیا جائے کہ اچانک مجمع میں ایک شور بلند ہوا۔

''ٹھہرو! اُدھر دیکھو! گرد و غبار اُڑ رہا ہے، شاید کوئی آ رہا ہے۔''

تھوڑی دیر بعد ہی اونٹنی پر سوار نوجوان آتا نظر آیا۔ لوگ پکار اٹھے۔

''دیکھو، وہ نوجوان آ رہا ہے!''

زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ وہ نوجوان اس مجمع میں تھا۔ اس نے اونٹنی سے اُترتے ہی معذرت کی کہ میری زین کا تنگ ٹوٹ گیا تھا جس کے باعث مجھے کچھ دیر رکنا پڑا۔ مجھے خوشی ہے کہ میرے محسن کی جان بچ گئی۔ اب میں ہر سزا بھگتنے کے لیے تیار ہوں۔''

نوجوان کی شرافت اور اِیفائے عہد نے سارے مجمع پر سناٹا طاری کر دیا۔ لوگ دل سے اُس کی سلامتی کی دُعائیں مانگنے لگے۔ اتنے میں بوڑھے کے دونوں بیٹے مجمع سے نکل کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے رُوبرُو کھڑے ہو گئے اور عرض کی:

''اے امیر المومنین! ہم نے اپنے باپ کا خون معاف کیا۔ ہم نہیں چاہتے کہ ایک ایسا سچا مسلمان ہماری وجہ سے موت کے گھاٹ اُتارا جائے۔''

یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں مسرت کے آنسو آ گئے اور فرمایا۔

''خدا کی قسم! میری بھی یہی خواہش تھی کہ کسی طرح یہ نوجوان بچ جائے۔ اس احسان کے لیے میں تمھارا شکر گزار ہوں۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نوجوان کی آزادی کا حکم دے دیا۔ جن صحابئ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے نوجوان کی ضمانت دی تھی۔ وہ حضرت ابُو ذرِ غِفاری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ تھے۔

مشق

سوال نمبر ۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) نوجوان کو صحرا میں کس چیز کی تلاش تھی؟

(ب) اس نے اونٹ کو کہاں باندھا؟

(ج) بوڑھے نے اونٹ کو کیوں مار دیا؟

(د) مجرم کو بوڑھے کے بیٹوں نے کس خوبی کی وجہ سے معاف کر دیا؟

(ہ) اس واقعے میں کن کن باتوں سے انسانیت کے احترام کا جذبہ ظاہر ہوتا ہے؟

سوال نمبر ۲: درج ذیل جملوں کو درست الفاظ سے مکمل کیجیے:

(الف) حضرت عمر فاروقؓ نے نوجوان کی .... کا حکم دے دیا۔

ضمانت	عمر قید	رہائی	پھانسی

(ب) نوجوان کی .... کا آخری دن تھا۔

زندگی	میعاد	مہلت	سزا

(ج) مجھے اجازت دی جائے کہ میں اس کا .... ادا کر آؤں۔

قرض	بل	مال	راشن

(د) تھوڑی دیر بعد ہی .... پر سوار نوجوان آتا نظر آیا۔

ہاتھی	اونٹنی	خچر	گھوڑے

سوال نمبر ۳۔ درج ذیل بیانات میں درست پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) اس واقعے سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ ہم:

وعدہ کریں	وعدہ پورا کریں	بدلہ لیں	معاف کر دیں

(ب) اس واقعے کا مرکزی کردار ہے:

بوڑھا	خلیفہ	نوجوان	صحابی

(ج) اس سبق کا واقعہ ہے:

معاشرتی	تاریخی	ادبی	تفریحی

(د) درج ذیل میں سے محاورہ ہے:

درختوں کا جھنڈ نظر آنا	اقبالِ جُرم کرنا	آنکھوں میں خون اتر آنا	شعور کا بلند ہونا

سوال نمبر۴۔ درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

اقبال	نخلستان	ضمانت	محسن	روبرو

★ بعض جملوں میں فاعل یعنی کام کرنے والے کا ذکر ہوتا ہے اور بعض میں نہیں ہوتا۔ مثلاً:

۱۔ مہر و ماہ و ابر و باد کام میں ہیں۔ ۲۔ دنیا کی محفل سج گئی۔

پہلے جملے میں فاعل کا ذکر ہے جب کہ دوسرے میں نہیں ہے۔ جس جملے میں فاعل کا ذکر ہو اس کے فعل کو ''فعلِ معروف'' کہتے ہیں اور جس جملے میں فعل کے ساتھ فاعل مذکور نہ ہو اُسے ''فعلِ مجہول'' کہتے ہیں۔

سوال نمبر۲۔ ذیل میں سے فعلِ معروف اور فعلِ مجہول الگ الگ کیجیے:

(الف) صبح بچے مدرسے گئے۔ (ب) چمن میں بہار آئی۔

(ج) لڑکوں نے سالانہ امتحان دیا۔ (د) پاکستان نے انگلینڈ کو ہرا دیا۔

(ہ) نیوزی لینڈ کی ٹیم ہار گئی۔ (و) امریکہ نے راکٹ چھوڑا۔

سرگرمی ☆ طلبہ آپس میں ایک مذاکرے کا اہتمام کریں جس میں وہ ایثار سے متعلق اپنے مشاہدات پیش کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ: طلبہ سے گفتگو کی جائے کہ ایثار کی کیا اہمیت ہے اور ایثار کرنے والا دُنیا میں کس طرح سُرخرو ہوتا ہے۔

نعت

حاصلاتِ تعلّم یہ نعت پڑھ کر طلبہ:

۱۔ نعت کو لے اور آہنگ سے پڑھیں گے۔ ۲۔ مسدّس کے بارے میں جانیں گے۔
۳۔ نئے لفظوں کے معنی تحریر کریں گے۔ ۴۔ نظم پڑھ کر کم از کم ۱۲۰ لفظوں میں اس کی نثر لکھیں گے۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا — مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا — وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیروں کا ملجا ، ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی ، غلاموں کا مولیٰ

خطا کار سے درگزر کرنے والا — بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا — قبائل کو شِیر و شکر کرنے والا

اتر کر حِرا سے سُوئے قوم آیا
اور اک ''نسخۂ کیمیا'' ساتھ لایا

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی — عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی
نئی اک لگن سب کے دل میں لگادی — اک آواز میں سوتی بستی جگادی

پڑا ہر طرف غُل یہ پیغامِ حق سے
کہ گونج اُٹھے دشت و جبل نام حق سے

(مولانا الطاف حسین حالؔی)

مشق

سوال نمبر۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کس کی مُرادیں پوری کرتے ہیں؟ (ب) حق کے نام پر کون سی اشیا گونج اُٹھیں؟

(ج) شاعر نے جو مسدس لکھی ہے اس کے ایک بند میں کتنے مصرعے ہیں؟ (د) ہر جانب کس بات کا غل پڑا؟

(ہ) رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے لوگوں کے دل میں کس طرح گھر کیا؟ (و) قبائل کو شیر وشکر کرنے والا' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

(ز) اس نظم کے خالق کا نام بتایئے؟

سوال نمبر۲۔ خالی جگہوں کو درست الفاظ سے پُر کیجیے:

(الف) اک ....میں سوتی بستی جگادی

آن	لمحے	آواز	پل

(ب) فقیروں کا ملجا.........کا ماویٰ

غریبوں	یتیموں	ضعیفوں	غلاموں

(ج) عرب کی زمیں جس نے .... ہلا دی

ساری	پوری	فوراً	اِک دم

(د) کہ گونج اُٹھے ....وجبل نامِ حق سے

صحرا	غار	دریا	دشت

سوال نمبر۳۔ شاعر نے اس نظم میں جو پیغام دیا ہے، اسے نثر میں تحریر کیجیے:

سوال نمبر۴۔ نبی آخرالزماں حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو نبیوں میں کون سا خطاب عطا کیا گیا؟ شاعر نے اسے کس مصرعے میں بیان کیا ہے؟

سوال نمبر۵۔ بتایئے کہ اس نظم میں شاعر نے شاعری کی کون سی صنف استعمال کی ہے؟

سوال نمبر۶۔ دیے گئے الفاظ کو درست معانی کے ساتھ خوش خط لکھیے اور انھیں اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

جبل	دشت	لگن	خطاکار	بداندیش

سوال نمبر۷۔ واحد کی جمع لکھیے:

قدم	ملک	سبق	غریب	خدمت

(نوٹ) مُسدّس حالی ایک طویل نظم ہے جس میں اسلام سے قبل اور بعد کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔

سرگرمی

☆ استاد سے اس نظم کے دیگر اشعار بھی سنیے اور ان کا مطلب بھی پوچھیے۔

ہدایات برائے اساتذہ: دورانِ تدریس بچوں کو نظم کی صِنف مُسدّس اور مُخمّس کے بارے میں بتایئے۔

اِملی کا درخت

حاصلاتِ تعلّم

یہ سبق پڑھ کر طلبہ :

۱۔ اخلاقی اقدار کی اہمیت کے بارے میں جانیں گے۔
۲۔ عبارت کو درست لب و لہجے سے پڑھیں گے۔
۳۔ الفاظ کے مترادف اور متضاد لکھیں گے۔
۴۔ اخلاق کی اہمیت پر ایک مضمون لکھیں گے۔

ہمارے گاؤں سے تھوڑے فاصلے پر اِملی کا ایک پرانا درخت تھا۔ وہ بہار کے موسم میں ہرا بھرا ہو جاتا، بڑا مسافر نواز تھا۔ تھکے ماندے مسافر اس کے سائے میں دم لیتے۔ کبھی کبھی کارواں یا بنجاروں کا گروہ بھی اس کے سائے میں آ کر ٹھہر جاتا۔ وہ قریب کے جوہڑ میں نہاتے دھوتے، اپنے جانوروں کو پانی پلاتے، خود اینٹیں پتھر جوڑ کر چولھے بناتے، کھانا پکاتے۔ کھا پی کر سو جاتے اور تڑکے سویرے اپنا سامان بیلوں پر لاد کر کوچ کر جاتے۔

یہ درخت گاؤں والوں کو بہت عزیز تھا۔ گاؤں کے لڑکے بالے شام کو اس کے قریب ہی کبڈی یا کوئی دوسرا کھیل کھیلتے اور شام ہونے پر گھر واپس چلے جاتے۔ چاندنی راتوں میں یہ کھیل رات کو بھی جاری رہتے۔ جب اس درخت میں پھول آتے اور پھل لگنا شروع ہوتا تو بچے پتھر مار کر گراتے اور کھٹے کٹارے مزے لے لے کر کھاتے۔

گاؤں کے مکھیا بھی کبھی کبھی اس کے سائے میں آ کر بیٹھتے اور گاؤں کے معاملات میں مشورہ کرتے۔

کُہن سال افراد کا کہنا تھا کہ ان کے باپ دادا کے بقول، اُن کے وقتوں میں بھی یہ درخت ایسا ہی تھا۔ نہ جانے

اس نے گاؤں کی کتنی نسلیں دیکھی تھیں۔ دوسرے دیہات والے اس گاؤں کا اتا پتا بتاتے وقت اسی کا نشان دیتے۔

ایک رات اس زور کی آندھی چلی کہ سارے گاؤں میں کھلبلی مچ گئی۔ گھروں کے چھپر اُڑ گئے۔ ٹین کی چھتیں بھی اکھڑ کر دور جا گریں۔ غریبوں کے جھونپڑوں کے نام ونشان تک مٹ گئے۔ کئی گھروں میں آگ لگ گئی۔ بچے ڈر کے مارے چارپائیوں کے نیچے گھس گئے۔ بڑے بوڑھے دعائیں مانگتے رہے۔ ساری رات جاگتے کٹی۔

صبح پانچ بجے کے قریب خدا خدا کرکے آندھی تھمی۔ اب گھر سے نکل کر گاؤں کا حال دیکھا تو لوگوں کو بہت دکھ ہوا۔ انھوں نے گھر گھر جا کر ایک ایک کی خیریت دریافت کی۔ اب آگے بڑھے، یہ دیکھ کر انھیں بہت صدمہ ہوا کہ ان کا پرانا درخت جس نے ان کے بزرگوں کی آنکھیں دیکھی تھیں، زمین سے اُکھڑا پڑا ہے۔ اس وقت وہ اپنا دکھ بھول گئے اور سب اس کا ماتم کرنے لگے۔ اب انھیں اس کی قدر ہوئی۔ سب کے سب آندھی کو بُرا کہنے لگے اور عورتوں نے اسے کوسنا شروع کر دیا۔

چھوٹے بڑے سب آندھی کو بُرا کہہ رہے تھے اور روتے جاتے لیکن کیا سچ مچ قصور آندھی کا تھا؟ اگر یہ بات ہے تو چوپال کے پاس نیم کا درخت اچھا خاصا کھڑا ہے، وہ کیوں نہیں گرا؟ اور بھی کئی درخت ہیں۔ وہ رات بھر آندھی کی چوٹیں سہتے رہے مگر گرے نہیں، صحیح سلامت رہے۔ ہم آندھی کو دوش دیتے ہیں پر یہ نہیں دیکھتے کہ گرنے والے درختوں کی جڑیں کھوکھلی ہوگئی تھیں۔ آندھی کے تھپیڑے جو پڑے، تو اوندھے منھ زمین پر آرہے۔

یہی حال قوموں کا ہے۔ جب کسی قوم کے اخلاق بگڑ جائیں تو لوگ اپنی ذات کو مقدم سمجھنے لگتے ہیں۔ وہ قوم کے مفاد کو اپنے ذاتی مفاد پر قربان کرنے سے بالکل نہیں ہچکچاتے۔ وہ اقتدار اور زر کی ہوس میں اتنے اندھے ہو جاتے ہیں کہ ناجائز ذرائع استعمال کرنے میں بھی تامل نہیں کرتے۔ خلقِ خدا کو لُوٹ لُوٹ کر اپنے عزیزوں اور دوستوں کے گھر بھرتے ہیں۔ بداعمالی اور بدکرداری کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔ اس وقت انصاف اُٹھ جاتا ہے۔ حق گوئی، اخلاقی جرأت اور قوّتِ ایمانی باقی نہیں رہتی۔ ملک میں نِفاق اور اِنتشار پیدا ہو جاتا ہے۔ زندگی دشوار ہو جاتی ہے۔ قوم میں ضعف آجاتا ہے اور اس کی جڑیں بھی املی کے درخت کی طرح کھوکھلی ہو جاتی ہیں۔

مشق

سوال نمبر۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) مُصنّف نے درخت کو مسافر نواز کیوں کہا ہے؟
(ب) گاؤں کے لوگوں کو درخت کیوں عزیز تھا؟
(ج) کہن سال افراد سے کیا مراد ہے؟
(د) آندھی کا گاؤں پر کیا اثر ہوا؟
(ہ) درخت گرنے کی اصل وجہ کیا تھی؟
(و) قوم کے اخلاق بگڑ جائیں تو اس میں کون کون سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں؟

سوال نمبر۲۔ درج ذیل الفاظ کے معنی تحریر کیجیے:

چوپال	جوہڑ	بنجارے	اقتدار	انتشار	کہن سال

سوال نمبر۳۔ درج ذیل الفاظ ومحاورات کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

اتا پتا	کھوکھلی	آنکھیں دیکھنا	کوچ کر جانا	دوش دینا	دور دورہ ہونا	مسافر نواز

سوال نمبر۴۔ درج ذیل خالی جگہوں کو درست الفاظ سے پُر کیجیے:

(الف) وہ................کے موسم میں ہرا بھرا ہو جاتا۔

خزاں	سرما	بہار	گرما

(ب) نہ جانے اس نے گاؤں کی کتنی................دیکھی تھیں۔

بہاریں	نسلیں	صورتیں	خزائیں

(ج) غریبوں کے................کے نام ونشان تک مٹ گئے۔

مکانوں	جھونپڑوں	سامان	گھروں

(د) جب کسی قوم کے اخلاق بگڑ جائیں، تو لوگ اپنی................کو مقدم سمجھنے لگتے ہیں۔

ذات	قوم	بات	دولت

(ہ) خلق خدا کو لُوٹ لُوٹ کر اپنے عزیزوں اور دوستوں کے................بھرتے ہیں۔

گھر	خاندان	مکان	خزانے

سوال نمبر ۵۔ درج ذیل الفاظ کے مترادف تحریر کیجیے:

رات	دُکھ	قصور	دُشوار	زر	درخت

سوال نمبر ۶۔ درج ذیل الفاظ کے متضاد تحریر کیجیے۔

خزاں	امیر	خوشی	سنورنا	آسان	اتفاق	جائز

سوال نمبر ۷۔ سبق کے مطابق درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) قوم کی جڑیں کم زور ہونے کی وجہ ہوتی ہے:

طوفان	اخلاقی کم زوری	غربت	پریشانی

(ب) درختوں کی مضبوطی کا سبب ہوتی ہیں:

ہوائیں	بارشیں	جڑیں	شاخیں

(ج) اس کہانی میں مسافر نواز تھا:

گاؤں	درخت	موسم	گاؤں کا مکھیا

(د) گاؤں والے آندھی کو بُرا کہہ رہے تھے کیوں کہ:

ان کے گھر تباہ ہوگئے	املی کا درخت گرگیا	ان کے بچے ڈر گئے	ان کا سکون برباد ہوگیا

(ہ) سرسید نے اس سبق میں نصیحت دینے کے لیے تعلق پیدا کیا ہے۔

درخت اور گاؤں میں	نئے اور پرانے درختوں میں	آندھی اور گاؤں میں	قوم اور درخت میں

سرگرمی

☆ طلبہ، مختلف گروپوں میں اخلاقی اقدار پر مضمون لکھیں۔

☆ طلبہ ایک ایک کرکے سبق کے مختلف پیراگراف ، درست لب و لہجے سے پڑھیں۔

ہدایات برائے اساتذہ: طلبہ کو اخلاقی اقدار پر مبنی کوئی مضمون تلاش کر کے سنائیے۔

ہمدردی

حاصلاتِ تعلّم

یہ سبق پڑھ کر طلبہ:

۱۔ جذبۂ ہمدردی پر مشتمل کہانی پڑھیں گے۔ ۲۔ اشاروں کی مدد سے کہانی لکھیں گے۔

۳۔ فعل معروف اور مجہول کا استعمال سیکھیں گے۔ ۴۔ ہمدردی کے حوالے سے اپنی کوئی کہانی لکھیں گے۔

آپا صدیقہ کو نادرہ کی غیر حاضری پر بڑا تعجب ہوا۔ حاضری کا رجسٹر بند کرتے ہوئے انھوں نے پوچھا:

آج نادرہ غیر حاضر ہے۔ چھٹی کی درخواست بھی نہیں بھیجی!

عطیہ نے کھڑے ہو کر جواب دیا:

نادرہ کی نانی بہت بیمار ہیں، اس لیے وہ آج اسکول نہیں آئی اور درخواست وہ کس کے ہاتھ بھیجتی، کوئی لانے والا ہی نہیں۔ اُس کا گھر بھی یہاں سے بہت دور ہے ورنہ ممکن تھا وہ خود ہی درخواست دے جاتی۔

آپا صدیقہ: کیا اس کی نانی بہت بیمار ہیں؟

عطیہ: جی ہاں، اس کی نانی کئی روز سے بیمار ہیں۔

آپا صدیقہ: مگر وہ تو برابر اسکول آ رہی تھی!

عطیہ: وہ ہر تکلیف کو برداشت کر لیتی ہے، اس کی نانی ہمیشہ تاکید کرتی ہیں کہ کچھ بھی ہو جائے اپنی تعلیم کا حرج نہ ہونے دو۔

آپا صدیقہ: کیا وہ بالکل تنہا رہتی ہے؟

عطیہ: (غم زدہ ہو کر) جی ہاں! نادرہ کا نانی کے علاوہ کوئی نہیں۔ انھیں نے اُس کی پرورش کی، وہی گھر کا تمام کام کرتی ہیں، بیماری کے باوجود وہ نادرہ کو برابر اسکول بھیجتی ہیں لیکن آج نادرہ کی غیر حاضری یہ بتا رہی ہے کہ شاید اس کی نانی زیادہ بیمار ہیں۔

آپا صدیقہ: آپ سب کو مل کر نادرہ کی مدد کرنی چاہیے۔

میں بھی آج اس کے گھر جاؤں گی۔

جماعت کی لڑکیاں ہم آواز ہوکر: ہم سب بھی چلیں گے۔

عطیہ اور جماعت کی دوسری لڑکیاں جب نادرہ کے گھر پہنچیں تو انھیں یہ دیکھ کر بہت دکھ ہوا کہ نادرہ کی نانی بخار میں پھنک رہی تھیں۔ نادرہ ان کے سر پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھ رہی تھی اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے، ہم جولیوں کو دیکھ کر اس نے جلدی سے اپنے آنسو پونچھے۔ اُسے حیرت تھی کہ یہ سب کیسے اس کے گھر پہنچ گئیں۔

عطیہ: کیسی ہے اب نانی کی طبیعت؟

نادرہ: ٹھیک نہیں ہے، غشی کی سی کیفیت ہے۔ (نادرہ خاموش رہی مگر اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے)۔

امینہ: تم نے ہمیں غیر سمجھا۔ نانی اماں اتنی بیمار ہیں اور تم نے ہمیں بتایا تک نہیں؟

(اتنے میں آپا صدیقہ کمرے میں داخل ہوئیں اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی نادرہ کے پاس پہنچیں)۔

آپا صدیقہ: میں ڈاکٹر کو لائی ہوں۔ آپا صدیقہ نے ڈاکٹر کو اندر بلا لیا۔ ڈاکٹر نے نانی اماں کا اچھی طرح معائنہ کیا اور بولا:

ان کو ٹائی فائیڈ ہے، انھیں دوا، پرہیز اور آرام کی سخت ضرورت ہے ورنہ مرض خطرناک صورت اختیار کر سکتا ہے۔ میں دوائیں لکھ رہا ہوں، منگوا کر پابندی سے دیں، دروازے کھڑکیاں کھلی رکھیں، کمرے میں تازہ ہوا آنے دیں۔ کمرے کی صفائی بھی کرائیں، دیکھیے چھت پر اور کونوں میں جالے لگے ہوئے ہیں، یہ سب اُتروائیں۔

آپا صدیقہ: جی ہاں ڈاکٹر صاحب! یہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

(آپا صدیقہ نے ڈاکٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انھیں فیس دی اور دروازے تک رخصت کر آئیں)۔

آپا صدیقہ: اب آپ کب اِن کو دیکھنے آئیں گے؟

ڈاکٹر صاحب: پرسوں! ہاں! ٹمپریچر کا ریکارڈ ضرور رکھیں اور مریضہ کو تازہ پھلوں کا رس دیں۔

ڈاکٹر کو رخصت کر کے آپا صدیقہ لڑکیوں سے مخاطب ہوکر بولیں:

بچّیو! میں ابھی دوائیں اور پھل وغیرہ لے کر آتی ہوں، آپ اس وقت تک نادرہ کا کچھ کام کر دیں، بلکہ بہتر یہ ہے کہ آپ لوگ آپس میں کام بانٹ لیں۔

عطیہ: جی اچھا آپا!

آپا صدیقہ کے جانے کے بعد تمام لڑکیاں مختلف ٹولیوں میں بٹ گئیں اور گھر کے مختلف کام کرنے لگیں۔ ایک ٹولی نے باورچی خانے کا کام سنبھالا، دوسری نے صفائی کی ذمے داری لی، تیسری نے تمام میلے کپڑے دھونے کے لیے جمع کر لیے۔ چوتھی ٹولی کی لڑکیوں نے فیصلہ کیا کہ وہ نانی اماں کی تیمارداری کے فرائض انجام دیں گی۔ پابندی سے دوا دینا، کھلانا پلانا، اُٹھانا بٹھانا، دل جُوئی کرنا ایک شخص کے بس کی بات نہ تھی۔ پانچویں ٹولی نے بازار سے سودا سُلَف منگوانے کی ذمّے داری لے لی اور یوں چشم زَدَن میں سارے کام سلجھ گئے جیسے کبھی الجھے ہی نہ تھے۔ نادرہ حیران تھی۔ عطیہ اس کی حیرانی پر مسکرائی اور اسے نانی اماں کے پاس بٹھا دیا۔

عطیہ: بس تم نانی اماں کے پاس بیٹھو، آپا صدیقہ دوائیں لے کر آتی ہوں گی، نانی اماں جلدی ٹھیک ہو جائیں گی۔ تمھیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ باورچی خانے سے امینہ نے عطیہ کو بلایا اور وہ ادھر چلی گئی۔

امینہ: (سرگوشی میں) باورچی خانے میں پکانے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ تو آٹا، چاول اور نہ ہی مرچ مصالحہ اور تیل گھی۔ کیا پکائیں؟

عطیہ: (چپکے چپکے) ابھی سب آجائے گا، معلوم ہوتا ہے نانی اماں کی بیماری کی وجہ سے سودا سُلَف آیا ہی نہیں۔ بھلا لاتا بھی کون! افسوس! ہم بھی کتنے غافل اور لاپرواہیں جانے نادرہ کب سے بھوکی ہے۔

کچھ ہی دیر میں آپا صدیقہ دواؤں اور پھلوں سے بھری ٹوکری لیے گھر میں داخل ہوئیں۔ انھوں نے دیکھا کہ بچیوں نے پلک جھپکتے میں صفائی کر کے کمرے کا نقشہ بدل دیا تھا، وہ بہت خوش ہوئیں۔ انھوں نے تھرما میٹر نانی کے منھ میں لگا دیا۔ قدسیہ نے آتے ہی برف منگوالی تھی۔ وہ برابر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں نانی اماں کے سر پر رکھ رہی تھیں۔ نانی اماں کی غنودگی میں فرق آتا دیکھ کر نادرہ کی جان میں جان آئی۔ نانی اماں نے آنکھیں کھولیں تو نادرہ جلدی سے نانی اماں کے قریب آبیٹھی۔

نادرہ: جی نانی اماں!

نانی: میں ٹھیک ہوں؟

نادرہ: جی... جی ہاں، آپ بالکل ٹھیک ہیں۔ آپا صدیقہ نے نادرہ کو اشارہ کیا کہ وہ انھیں زیادہ کچھ نہ بتائے۔

نانی: تم نے کچھ کھایا؟ نانی اماں نے بڑی مشکل سے یہ جملہ پورا کیا۔

نادرہ: جی ہاں، میں نے کھالیا۔ آپ آرام کیجیے۔

رُقیّہ کی ٹولی نانی کی خدمت پر مامور تھی۔ انھوں نے جلدی جلدی دوا پلانے کا وقت اور طریقہ آپا صدیقہ سے پوچھ لیا، دوا کا وقت ہو گیا تھا، اس لیے رُقیّہ نے نانی اماں کو دوا پلادی۔ نانی اماں کو ذرا فرحت محسوس ہوئی تو وہ سوگئیں۔

اس دوران کھانا پک چکا تھا۔ عطیہ نے نادرہ کو کھانا کھلایا۔ آپا صدیقہ نے نادرہ کچھ دیر آرام کے لیے کہا۔ نانی اماں اور نادرہ کو آرام پہنچا کر آپا صدیقہ اور تمام بچیاں اتنی خوش تھیں کہ جیسے انھیں کوئی بڑا خزانہ مل گیا ہو۔

آپا صدیقہ: رات ہونے والی ہے سوچنا یہ ہے کہ رات کو یہاں کون کون رہے گا؟

صاعقہ: آپا میرا خیال ہے کہ ہر ٹولی کی ایک ایک لڑکی یہاں رُک جائے۔

آپا صدیقہ: آپ کا خیال ٹھیک ہے مگر آپ کے گھروں سے اجازت ملنے کا سوال ہے۔

عطیہ: میں نے اس کا بندوبست کرلیا ہے ہم میں سے ہر ایک کو یہاں رُکنے کی اجازت ہے۔

آپا صدیقہ: (خوش ہوکر) بہت خوب میں اس وقت تک یہاں رہوں گی جب تک نادرہ کی نانی، ٹھیک نہیں ہو جاتیں۔

صاعقہ: آپا آپ کی برابری کون کرسکتا ہے، یہ سب کچھ ہم نے آپ ہی کی بدولت سیکھا ہے۔

ڈاکٹر صاحب برابر نانی اماں کو دیکھنے آیا کرتے تھے، وہ آپا صدیقہ کے جذبۂ خلوص اور بچیوں کی بے غرض خدمت سے اتنے متاثر ہوئے کہ آپا صدیقہ کے اصرار کے باوجود انھوں نے فیس لینے سے صاف انکار کردیا۔ انھیں یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی تھی کہ تمام بچیوں نے مل کر گھر کو شیشے کی طرح چمکا دیا تھا اور نانی اماں کو باقاعدگی سے دوا اور غذا مل رہی تھی۔

نانی اماں کی صحت روز بہ روز سنبھلتی جارہی تھی، ایک دن وہ اتنی خوش اور ہشاش بشاش تھیں کہ بغیر سہارے کے اپنے پلنگ سے اٹھ کر کرسی پر بیٹھ گئیں۔ اس پر تمام بچیوں نے خوشی سے تالیاں بجائیں اور نادرہ مارے خوشی کے آپا صدیقہ سے لپٹ کر رونے لگی۔ آپا بولیں، پگلی اس میں رونے کی کیا بات ہے؟

مشق

سوال نمبر۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) نادرہ اسکول سے کیوں غیر حاضر تھی؟

(ب) آپا صدیقہ کو عطیہ نے کیا بتایا؟

(ج) آپا صدیقہ نے لڑکیوں کو کیا مشورہ دیا؟

(د) لڑکیوں نے نادرہ کی کس طرح مدد کی؟

(ہ) ڈاکٹر صاحب کس بات سے خوش تھے؟

سوال نمبر۲۔ دیے گئے جملوں کی وضاحت کیجیے۔

(الف) نانی بخار میں پھنک رہی تھیں۔

(ب) چشم زدن میں سارے کام سلجھ گئے۔

(ج) کاش یہ جذبہ عام ہو جائے۔

سوال نمبر۳۔ نیچے کالم (الف) اور کالم (ب) کے جملوں پر غور کیجیے:

کالم (الف)	کالم (ب)
حکومت نے تعلیم مفت کر دی۔	تعلیم مفت کر دی گئی۔
اللّٰہ تعالیٰ نیک لوگوں کی دعا قبول کرتا ہے۔	نیک لوگوں کی دعا قبول کی جاتی ہے۔

کالم (الف) میں دیے گئے جملوں میں فاعل (حکومت، اللّٰہ تعالیٰ) موجود ہیں جب کہ کالم (ب) میں دیے گئے جملوں کے فاعل موجود نہیں۔ پہلے کالم میں دیے گئے جملے فعل معروف کی مثالیں ہیں جب کہ دوسرے کالم میں دیے گئے جملے فعل مجہول کی مثالیں ہیں۔

سوال نمبر۴۔ نیچے دیے گئے جملوں میں فعل معروف کو فعل مجہول اور فعل مجہول کو فعل معروف میں تبدیل کیجیے:

اس نے بہت سے مہمانوں کو مدعو کیا
تاخیر سے آنے والے طالب علموں کو جرمانہ کیا جاتا ہے۔
چاول کی فصل کاٹی گئی۔
کسان کھیتوں کو سیراب کرتا ہے۔

سوال نمبر۵۔ ان اشاروں کی مدد سے کہانی ترتیب دیجیے:

ایمن نے باغ میں کیریاں دیکھیں۔اس کے منھ میں پانی..........وہ رہ نہ سکی۔جب مالی کو..............وہ کیریاں چھوڑ کر.... باغ کا کتا اس کو دیکھ کر..........اب تو وہ بے حد..........اسے زخمی حالت میں..........

سرگرمیاں

☆ ہمدردی کے عنوان پر دس سطروں پر مشتمل کوئی واقعہ یا کہانی تحریر کیجیے۔

☆ اپنے محلے کے غریب، ضعیف اور ضرورت مند لوگوں کی خیریت معلوم کریں اور ان کی مدد کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ: منصوبی طریقۂ تدریس استعمال کرتے ہوئے طلبہ کے گروپ بنائیے اور انھیں کمرۂ جماعت کی سجاوٹ کا کام تفویض کیجیے۔

نظم وضبط

حاصلاتِ تعلّم یہ سبق پڑھ کر طلبہ :

۱۔ نظم وضبط کی اہمیت سے واقف ہوں گے۔
۲۔ نئے الفاظ کے معانی لکھیں گے۔
۳۔ مترادف اور متضاد لکھیں گے۔
۴۔ نظم وضبط پر مضمون لکھیں گے۔

دعوت میں کھانا لگ جانے کا اعلان کیا ہوا، تمام افراد بے ترتیب انداز سے کھانے کی طرف لپکے۔ کسی کو رکابی کی تلاش تھی، کوئی چمچہ تلاش کر رہا تھا جب کہ تجربے کار افراد پہلی ہی جست میں رکابیاں لے کر کھانے کے ڈونگوں کی طرف دوڑ لگا چکے تھے۔ اب جو ڈش کے قریب تھا، وہ کیا بوٹی، کیا سالن، کیا چاول..... سب کچھ اپنی رکابی میں ڈالنے کے درپے تھا۔ اب ہوا یہ کہ تین سو افراد کا کھانا دو سو افراد نے اپنی رکابیوں میں بھر لیا اور باقی افراد اپنی رکابیاں لیے مایوسی کے عالَم میں اِدھر سے اُدھر ڈونگوں میں جھانکتے پھرے۔

کسی کو سادہ چاول مل گئے تو کسی نے صرف روغنی شوربے کو غنیمت جانا۔ ایسے افراد اپنی بے بسی پر اَفسُردہ تھے اور بدنظمی کے ساتھ کھانے پر حملہ آور ہونے والے افراد کو دل ہی دل میں کوس رہے تھے۔ کھانے کا عمل بیس منٹ میں ختم ہو گیا۔ لوگوں کا لُوٹ مار کا جذبہ بھی پَست ہو چکا تھا۔ وہ اپنی رکابیاں، میزوں پر رکھ کر

پلٹ رہے تھے۔ میز پر رکھی رکابیاں قابلِ دید منظر پیش کر رہی تھیں۔ کسی رکابی میں بریانی کی تہہ لگی ہوئی تھی، کسی کی رکابی سے مجروح مرغ اپنی بے بسی کی داستان کہہ رہا تھا۔ کسی رکابی میں سلاد دُہائی دے رہی تھی اور کہیں بادام پستوں سے مرصّع گاجر کا حلوہ یہ فریاد کر رہا تھا کہ مجھے یوں کچرے پر ڈالے جانے کے لیے تو اتنے اہتمام سے تیار نہ کیا گیا تھا۔

ایسا کیوں ہوا؟ کھانا بھی افراد کی تعداد سے زیادہ تھا پھر بھی کئی افراد بھوکے رہے اور سیکڑوں افراد نے کھانا ضایع بھی کیا۔ اس کی وجہ بے صبری اور نظم و ضبط کی کمی ہے۔

اللّٰہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا نظامِ کائنات اپنے اندر ایک خاص ترتیب رکھتا ہے۔ سورج کا ہر صبح وقتِ مقررہ پر طلوع ہونا اور وقتِ مقررہ پر غروب ہو جانا نظم و ضبط کی عمدہ مثال ہے۔ چاند کے گھٹنے بڑھنے میں بھی ایک ترتیب دکھائی دیتی ہے۔ اسی طرح موسموں کا تغیّر و تبدل بھی ہمیں نظم و ضبط سکھاتا ہے۔ نظم و ضبط حسنِ ترتیب کا دوسرا نام ہے۔ جو لوگ نظم و ضبط کی پابندی کرتے ہیں، ان کے ہر کام میں ایک سلیقہ اور ترتیب نظر آتی ہے۔ اس کے برعکس وہ لوگ جو نظم و ضبط سے عاری ہوتے ہیں، اُن کی زندگی میں کسی قاعدے یا قانون کی پابندی نظر نہیں آتی۔ ایسے لوگوں کی زندگی بے سلیقہ اور بے ترتیب گزرتی ہے۔

زندگی کے ہر شعبے میں نظم و ضبط کی پابندی ضروری ہے۔ دعوت کا معاملہ ہو یا ٹکٹ خریدنے کا یا کسی محفل میں بیٹھنے کا۔ لوگ نظم و ضبط کو بھلا بیٹھتے ہیں۔ ہم ٹکٹ قطار میں لگ کر لینا کسرِ شان سمجھتے ہیں۔ بس میں جب تک ایک دوسروں کو دھکے دے کر نہ چڑھا جائے، لوگوں کو مزا ہی نہیں آتا۔ بل درست کرانا ہو یا دفتر میں کسی سے کام کی بات کرنا ہو، ہماری سوچ یہ ہوتی ہے کہ تمام افراد کا نمبر کاٹ کر سب سے پہلے اپنا کام نکال لیں۔ یعنی اصولوں کی پاسداری کو داغ لگتا ہے تو لگتا رہے لیکن ہمارا کام سب سے پہلے ہو جائے۔

نظم و ضبط کے بغیر زندگی میں کوئی کامیابی حاصل نہیں کی جاسکتی۔ جو افراد نظم و ضبط کے پابند ہوتے ہیں، کامیابی اُن کے قدم چومتی ہے۔ پرندے، جانور اور حشرات الارض بھی نظم و ضبط کا خیال رکھتے ہیں۔ دن بھر دانہ دُنکا چگنے کے بعد جب پرندے شام کو واپس اپنے گھونسلوں میں جاتے ہیں تو وہ ایک خاص ترتیب سے اُڑتے ہیں۔ شہد کی مکھیوں کی زندگی کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس ننھی مخلوق کی زندگی کس قدر منظّم اور

ضابطہ ہے۔ چیونٹی کمزور اور ننّھی مخلوق ہے لیکن قطار کی خلاف ورزی کرتی بمشکل ہی نظر آئے گی۔ زمین پر چلنے والے اکثر جاندار خاص ترتیب سے چلتے اور اپنے مُتعَیَّن کردہ ضابطوں کی پابندی کرتے ہیں۔

اسلام بھی نظم وضبط کا درس دیتا ہے۔ مقررہ اوقات میں نمازِ پنج گانہ کی ادائی نظم وضبط کی بہترین مثال ہے۔ ایک امام کی قیادت میں سب کا ایک ساتھ رکوع وسجود کرنا حُسنِ ترتیب کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتا ہے۔ رمضان کے مقدس مہینے میں روزے رکھنا، سحر تا افطار کچھ نہ کھانا پینا، نظم وضبط کا پیغام دیتا ہے۔ حج کا فریضہ بھی خاص ایام میں انجام دیا جاتا ہے۔ مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے لاکھوں مسلمانوں کا ایک ہی لباس میں ہونا نظم وضبط کا احساس دلاتا ہے۔ آپ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو سب سے پہلے صفیں سیدھی کراتے۔ یہ کام ایک ترتیب وتنظیم کا احساس دلاتا ہے۔

اسی طرح جس طالب علم کی زندگی میں نظم وضبط کارفرما ہوگا، وہ ہر روز ایک خاص ترتیب سے سارے کام کرے گا۔ اُس کے صبح جاگنے، نماز پڑھنے، ورزش کرنے، ناشتا کرنے، اسکول آنے جانے، آرام کرنے، کھیلنے اور کام کرنے کے اوقات مقرر ہوں گے۔ اس وجہ سے اسے امتحان میں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ اس کے برعکس ایک ایسا طالب علم جس کی زندگی میں نظم وضبط نہ ہو، زندگی کے ہر امتحان میں پریشان ہوجاتا ہے۔ یہاں کھیلوں کی مثال بھی پیش کرسکتے ہیں، جس ٹیم کے کھلاڑی بہتر نظم وضبط کا مظاہرہ کرتے ہیں، وہ ٹیم کامیاب رہتی ہے۔ اس کے برعکس نظم وضبط سے محروم ٹیم شکست سے دوچار ہوجاتی ہے۔

دُنیا کے عظیم لوگوں کی زندگی کا جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ان عظیم ہستیوں نے نظم وضبط کو سختی سے اپنائے رکھا۔ نظم وضبط کی اس پابندی کے باعث انھیں کامیابیاں ملیں، اِن کے نام سنہری حرفوں میں لکھّے گئے۔

ہمارے عظیم قائد محمد علی جناحؒ کی زندگی اس کی بہترین مثال ہے۔ انھوں نے اپنے ایک فرمان میں اتحاد اور ایمان کے ساتھ جس تیسری بات پر زور دیا، وہ یہی نظم وضبط ہے۔ قائد نے اپنی زندگی اسی اصول کے تحت گزاری اور ایک عظیم مقصد میں کامیابی حاصل کی۔ کامیاب انسان بننے اور پاکستان کو ترقی کی راہ پر چلانے کے لیے ہمیں زندگی کے ہر شعبے میں قائداعظمؒ کے اس فرمان پر دل و جان سے عمل کرکے نظم وضبط کو اپنا شِعار بنانا ہوگا۔

مشق

سوال نمبر۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) دعوت میں افراتفری کی کیا وجہ تھی؟

(ب) نظم وضبط کا خیال نہ رکھنے سے کیا نقصان ہوتا ہے؟

(ج) قطار بنانے کا کیا فائدہ ہوتا ہے؟

(د) ایک طالب علم بہتر منصوبہ بندی سے اپنے شب و روز کس طرح سنوار سکتا ہے؟

(ہ) دینِ اسلام نظم وضبط کی کیا تعلیم دیتا ہے؟

سوال نمبر۲۔ سبق کے مطابق درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) کھانا لگنے کے اعلان پر لوگ کھانے کی طرف لپکے:

تیزی سے	بے ترتیب	دیوانہ وار	ترتیب سے

(ب) لوگوں نے رکابیوں میں کھانا نکالا:

بہت کم	ضرورت کے مطابق	سلیقے سے	بے حساب

(ج) حشرات الارض سے مراد ہیں:

کیڑے مکوڑے	چوپائے	پرندے	درندے

(د) بس میں سوار ہوتے وقت کوشش کرنی چاہیے:

قطار بنانے کی	سب سے پہلے سوار ہونے کی	مسافروں کو سمجھانے کی	شور مچانے کی

(ہ) قائداعظمؒ کے فرمان کی درست ترتیب ہے:

اتحاد، نظم وضبط، ایمان	اتحاد، ایمان، نظم وضبط	نظم وضبط، اتحاد، ایمان	ایمان، اتحاد، نظم وضبط

(و) کامیابی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے:

وقت پر کام کرنا	کھیلنا	قطار بنانا	آرام کرنا

سوال نمبر۳۔ نظم وضبط پر دوسو الفاظ کا مضمون لکھیے۔

سوال نمبر۴۔ واحد کی جمع اور جمع کے واحد لکھیے:

مفادات	خواہشات	قاعدہ	سبق	سجود	مناظر

سوال نمبر۵۔ اعراب کی مدد سے تلفظ واضح کیجیے:

اتحاد	عربی	انتشار	ممالک
تعلق	تغیر	تبدل	نظام

سوال نمبر۶۔ مترادف الفاظ لکھیے:

مفادات	قاعدہ	خواہشات	اتحاد	حُسن

سوال نمبر۷۔ متضاد لکھیے:

بدقسمتی	کامیاب	زندگی	اعلیٰ	مشرق	طلوع

سوال نمبر۸۔ معنی لکھیے اور جملوں میں استعمال کیجیے:

نظم وضبط	مرصّع	مجروح	بحث وتکرار	کسرِشان

سرگرمی

☆ طلبہ ایسا چارٹ تیار کریں جس سے نظم وضبط کا اندازہ ہوتا ہو۔

ہدایات برائے اساتذہ: کمرۂ جماعت میں مختلف گروہوں کی شکل میں مختلف کام دے کر طلبہ کو نظم وضبط کی عملی مشق کرائیے۔

پانی

حاصلاتِ تعلّم یہ نظم پڑھ کر طلبہ:
۱۔نظم کو لے سے پڑھ کر یاد کریں گے۔ ۲۔مصرعوں کو درست ترتیب سے لکھیں گے۔
۳۔ہم قافیہ الفاظ لکھیں گے۔ ۴۔پانی کی اہمیت سے واقفیت حاصل کریں گے۔

دکھاؤ کچھ طبیعت کی روانی
جو دانا ہو تو سمجھو کیا ہے پانی

یہ مل کر دو ہواؤں سے بنا ہے
گِرہ کھل جائے تو فوراً ہَوَا ہے

نہیں کرتا کسی برتن سے کھٹ پٹ
ہر اک سانچے میں ڈھل جاتا ہے جھٹ پٹ

جو ہلکا ہو اسے سر پر اٹھائے
جو بھاری ہو اسے غوطہ دلائے

لگے گرمی تو اُڑ جائے ہوا پر
پڑے سردی تو بن جاتا ہے پتھر

ہوا میں مل کے غائب ہو نظر سے
کبھی اوپر سے بادل بن کے برسے

اسی کے دم سے دُنیا میں ترَی ہے
اسی کی چاہ سے کھیتی ہری ہے

اسی کو پی کے جیتے ہیں سب انساں
اسی سے تازہ دم ہوتے ہیں حیواں

تواضع سے سدا پستی میں بہنا
جفا سہنا مگر ہموار رہنا

(مولوی اسمٰعیل میرٹھی)

مشق

سوال نمبر۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) پانی کیا ہے؟

(ب) پانی کن دو چیزوں سے مل کر بنا ہے؟

(ج) پانی سردی میں کیا بن جاتا ہے؟

(د) پانی گرمی میں کیا صورت اختیار کر لیتا ہے؟

(ہ) پانی ہوا میں شامل ہو کر کیا بن جاتا ہے؟

سوال نمبر۲۔ درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

بادل — کھیتی — پستی — برسنا — ہموار

سوال نمبر۳۔ درج ذیل خالی جگہوں کو درست الفاظ کی مدد سے پُر کیجیے:

(الف) اسی کی چاہ سے کھیتی..........ہے

ہری — پیلی — نیلی — گیلی

(ب) اسی کو پی کے جیتے ہیں سب..........

حیواں — غلماں — انساں — پریشاں

(ج) اسی کے دم سے دنیا میں..........ہے

نمی — بری — تری — جھری

(د) جو..........ہوا سے سر پر اُٹھائے

پاس — ہلکا — دور — بھاری

(ہ) پڑے سردی تو..........جاتا ہے پتھر

بن — جم — گر — پگھل

سوال نمبر۴۔ درج ذیل بیانات میں درست پر (✓) کا نشان لگایئے:

(الف) نہیں کرتا کسی برتن سے :

لڑائی | جھگڑا | کھٹ پٹ | دوستی

(ب) جو دانا ہو تو سمجھو کیا ہے:

رانی | مانی | پانی | جوانی

(ج) کبھی اوپر سے بن کر برسے :

بارش | برسے | پانی | رم جھم

(د) ہر اک سانچے میں ڈھل جاتا ہے:

جھٹ پٹ | کھٹ پٹ | نٹ کھٹ | کھٹ کھٹ

(ہ) ہوا میں مل کے غائب ہو:

اثر سے | نظر سے | قمر سے | سفر سے

سوال نمبر۵۔ درج ذیل الفاظ کے ہم قافیہ الفاظ لکھیے :

ہوا | نظر | جیتا | سچا | سانچہ

سوال نمبر۶۔ دیے گئے کالم ''الف'' کے مصرعے کو کالم ''ب'' کے موزوں مصرعے سے ملایئے:

الف	ب
اسی کے دم سے دنیا میں تری ہے	گرہ کھل جائے تو فوراً ہوا ہے
جو ہلکا ہو اسے سر پر اٹھائے	جفا سہنا مگر ہموار رہنا
یہ مل کر دو ہواؤں سے بنا ہے	اسی کی چاہ سے کھیتی ہری ہے
تواضع سے سدا پستی میں بہنا	جو بھاری ہو اسے غوطہ دلائے

سرگرمی

☆ طلبہ پانی سے متعلق خوب صورت ڈرائنگ بنا کر لائیں۔

☆ طلبہ مختلف گروپوں میں تقسیم ہو کر دیے گئے عنوانات پر چارٹ تیار کریں۔

۱۔ پانی کے ذرائع ۲۔ پانی کا ضیاع ۳۔ پانی کے فوائد ۴۔ پانی کی حفاظت

ہدایات برائے اساتذہ: دیئے گئے موضوع پر لکھنے اور چارٹ بنانے میں طلبہ کی مدد کیجیے۔

تحریکِ پاکستان میں خواتین کا حصّہ

حاصلاتِ تعلّم یہ سبق پڑھ کر طلبہ:

۱۔ تحریکِ پاکستان کی خواتین رہنماؤں سے واقفیت حاصل کریں گے۔ ۲۔ اس سبق کو پڑھ کر اس کا خلاصہ لکھیں گے۔
۳۔ اسمِ ضمیر سے واقفیت حاصل کریں گے۔

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جس قوم کی خواتین ملکی وملّی ذمے داریوں میں حصہ نہیں لے سکیں وہ قوم عموماً آزاد زندگی بسر کرنے سے محروم رہی۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے مسلمانوں کے اصرار پر جب مسلم لیگ کی قیادت سنبھالی تو محسوس کیا کہ تحریک کے لیے کام کرنے والی خواتین کی تعداد انتہائی کم ہے۔ نیز ان میں وہ ولولہ اور جذبہ بھی موجود نہیں جس کی تحریک کو ضرورت ہے۔ اس لیے دوسرے کاموں کے علاوہ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اس بات کی طرف بھر پور توجہ دی کہ مردوں کی طرح عورتیں بھی تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے ۱۹۳۷ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس مُنعقدَہ لکھنو میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

”میں ہر مرد، عورت اور بچے کو تلقین کرتا ہوں کہ وہ سب آل انڈیا مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو کر اپنے آپ کو منظّم کریں اور اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں۔“

اس بات کا عملی نمونہ پیش کرنے کے لیے قائداعظمؒ نے سیاسی اُمور میں اپنی بہن فاطمہ جناحؒ کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا۔ محترمہ فاطمہ جناح نے پاکستان کی تحریک آزادی کے دوران اپنے کردار اور عمل سے یہ ثابت کر دکھایا کہ اگر عورتیں بھی اپنی قومی ذمے داریاں پوری کرنے کے لیے کام کریں تو پھر قوم ہر قسم کے حالات اور مشکلات کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔

محترمہ فاطمہ جناح تحریکِ پاکستان میں اپنے بھائی محمد علی جناحؒ کے شانہ بہ شانہ رہیں۔ آپ ہر جگہ، ہر وقت اپنے بھائی کے سہارے کے طور پر موجود ہوتی تھیں۔ آپ نے قائداعظمؒ کو کبھی تنہا نہ

چھوڑا اور ان کی اخلاقی مدد اور حوصلہ افزائی کرتی رہیں۔ یہ قائد کی خواہش تھی کہ خواتین، تحریک پاکستان میں اپنا کردار ادا کریں۔ اسی لیے انھوں نے اپنی بہن کو بطور مثال ساتھ رکھا۔ جب ۱۹۳۰ء میں پہلی گول میز کانفرنس ہوئی تو وہ قائد کے ساتھ تھیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے ۱۹۳۷ء کے اجلاس میں بھائی کے ساتھ شرکت کی۔ ۱۹۳۸ء میں مسلم لیگ کی خاتون رکن بن گئیں۔ اسی سال ممبئی میں ہونے والے اجلاس میں آپ نے خواتین کو کل ہند کی بنیاد پر نمائندگی دینے کا مطالبہ کیا۔ قرارداد پاکستان کے مُنعقدَہ اجلاس میں بھی آپ قائداعظمؒ کے ہمراہ تھیں۔ آپ کے جذبے اور استقامت کو قوم نے دیکھا کہ وہ اپنے بھائی کے معیار پر پوری اتریں اور تحریک پاکستان کو کامیابی کی منزل سے ہم کنار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اپنے بھائی کی بیماری بیماری میں بھی وہ مسلسل ان کے ساتھ رہیں۔ وہ اوّل تا آخر ان کا بازو بنی رہیں۔

قائداعظمؒ نے خواتین سے مسلم لیگ میں شامل ہونے اور اپنی قومی ذمّے داریاں سنبھالنے کی جو اپیل کی اس کی بدولت خواتین میں قومی اور ملّی فرض کا احساس بیدار ہوا۔ خواتین جُوق در جُوق مسلم لیگ میں شامل ہونے لگیں۔ مسلم لیگ میں خواتین کے شامل ہونے کا یہ نتیجہ نکلا کہ گھر گھر مسلم لیگ کا چرچا ہونے لگا۔ عورتیں جہاں بھی جمع ہوتیں وہاں مسلم لیگ کا ذکر ضرور ہوتا۔ خواتین کی مسلم لیگ میں شمولیت کی بدولت مسلم لیگ کا نام بڑے شہروں سے نکل کر تیزی کے ساتھ چھوٹے قصبوں اور دیہاتوں تک پہنچنے لگا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی تنظیم نو کے وقت خواتین شاخ کی بھی باقاعدہ تنظیم شروع کی گئی۔ قائداعظمؒ نے مسلم لیگی خواتین کی ایک سب کمیٹی بنائی۔ اس کمیٹی میں برصغیر کے ہر صوبے سے ایک یا دو خواتین کو شامل کیا۔ مسلم لیگ خواتین کی اس کمیٹی کی پہلی صدر بیگم محمد علی جوہر منتخب ہوئی تھیں، آپ نے بے حد جدوجہد کی۔ پورے ہندوستان کا دورہ کیا، ہر صوبے میں صوبائی کمیٹی قائم کی۔ صوبائی کمیٹیوں کی ارکان نے اپنے شہروں اور محلوں میں کمیٹیاں قائم کیں۔ اس طرح پورے ہندوستان میں خواتین مسلم لیگ کمیٹی کی شاخوں کا ایک جال پھیل گیا۔

بیگم محمد علی جوہر خواتین سب کمیٹی کی صَدر اور آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کی بھی رکن تھیں۔ ان کی مصروفیات کے پیش نظر خواتین سب کمیٹی کے لیے بیگم عبداللّٰہ ہارون کو صَدر مُنتخَب کرلیا گیا۔ بیگم عبداللّٰہ ہارون قیام پاکستان تک اس تنظیم کی صَدر رہیں۔

اُس زمانے میں جن خواتین نے تحریک پاکستان کو آگے بڑھانے اور قائداعظمؒ کا پیغام گھر گھر پہنچانے کی کوشش کی ان میں محترمہ فاطمہ جناح، بیگم اختر سلیمان، بیگم تصدق حسین، بیگم شاہنواز اور بیگم شائستہ اکرام اللہ کے نام سرِفہرست ہیں ۔ بیگم رعنا تحریک پاکستان کے عظیم رہنما نواب زادہ لیاقت علی خان کی بیگم تھیں ۔لیاقت علی خان مسلم لیگ کے سیکریٹری جنرل تھے۔بیگم رعنا نے اپنے شوہر کے ساتھ مل کر تحریکِ پاکستان کے لیے بھرپور جوش و جذبے کے ساتھ کام کیا۔

سندھ سے نصرت بیگم جو کہ سر عبداللہ ہارون کی بیگم تھیں، نے بھی خواتین کی بیداری میں اہم کردار ادا کیا۔آپ تحریک خلافت کی زبردست حامی تھیں۔آپ کو سندھ کی صوبائی خواتین کمیٹی کی صدر کے لیے نامزد کیا گیا۔بیگم جہاں آرا شاہنواز اور گیتی آرا مشہور مسلم لیگی رہنما سر محمد شفیع کی صاحب زادیاں تھیں۔ان دونوں بہنوں نے بھی تحریک میں نمایاں خدمات انجام دیں۔بیگم جہاں آرا نے تینوں گول میز کانفرنسوں میں مسلم خواتین کی نمائندگی کی۔وہ پہلی مسلم خاتون تھیں جنھوں نے لندن کے گلڈ ہال میں خطاب کیا۔

فاطمہ بیگم مشہور زمانہ ''پیسہ اخبار'' کے مدیر محبوب عالم کی صاحبزادی تھیں۔انھوں نے مسلم خواتین کو بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔فاطمہ بیگم نے ''خاتون'' نامی اخبار بھی جاری کیا۔اس اخبار کے وسیلے سے انھوں نے مسلم لیگ اور قائد کے پیغام کو عوام تک پہنچایا۔

مسلم خواتین نے اس تحریک میں جو خدمات انجام دیں اور بہادری کی جو داستانیں رقم کیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔تحریک پاکستان کے عروج کے زمانے میں صغریٰ بی بی نامی ایک نڈر مسلمان لڑکی سیکریٹریٹ کے گیٹ پر چڑھ گئی اور یہاں اس نے اپنے دوپٹے سے بنا پرچم لہرا کر دم لیا۔

آزادی سے پہلے ہی مسلمان طالب علموں کی ایک تنظیم آل انڈیا مسلم لیگ اسٹوڈنٹس فیڈریشن موجود تھی۔ اسی طرز کی ایک تنظیم گرلز مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے نام سے قائم کی گئی۔اس تنظیم کی کنوینر بیگم شائستہ اکرام اللہ تھیں۔زنانہ نیشنل گارڈ بھی اسی زمانے میں قائم ہوئی۔فیڈریشن کی رکن خواتین اور نیشنل گارڈ کی رضا کار خواتین نے ملک کے گوشے گوشے میں مسلم لیگ کا پیغام پہنچانے کا فریضہ انجام دیا۔لوگوں کو پاکستان کے مطالبے کے مقاصد سے آگاہ کیا۔قراردادِ پاکستان ۱۹۴۰ء کی منظوری سے ۱۹۴۷ء تک کا زمانہ کافی کٹھن تھا۔

کیوں کہ مسلم لیگ نے قرارداد منظور کر کے پاکستان کا مطالبہ کر دیا تھا۔ اب اگلا مرحلہ ۱۹۴۶ء کے انتخابات کا تھا۔ مسلم لیگ کو یہ ثابت کرنا تھا کہ وہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔

اللّٰہ کے فضل و کرم سے ان انتخابات میں مسلم لیگ نے عظیم الشان کامیابی حاصل کر کے یہ ثابت کر دیا کہ مسلم لیگ ہی برصغیر کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ اس شاندار کامیابی میں مسلم خواتین اور طالبات کا بہت بڑا حصہ تھا۔

قیامِ پاکستان سے تقریباً ڈیڑھ برس قبل قائداعظمؒ نے دِلّی میں خواتین کا اجلاس بلایا۔ اس اجلاس میں بہت بڑی تعداد میں خواتین نے شرکت کی۔ اس موقع پر خواتین سے قائداعظمؒ نے فرمایا:

”مجھے خواتین کے متحد ہونے پر بے حد خوشی ہوئی ہے۔ دراصل خواتین کا یہ اتحاد اور تنظیم ہی ہمیں کامیابی کی منزل تک پہنچائے گا۔“

۱۹۴۷ء میں برصغیر کی مسلمان خواتین نے حکومت وقت کے خلاف سول نافرمانی سے یہ ثابت کر دکھایا کہ جب کسی قوم کی خواتین میدان عمل میں آ جائیں تو پھر اُس قوم کو کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی۔ حکومتِ وقت نے ان پر لاٹھیاں برسائیں، آنسو گیس کے شیل پھینکے اور سول نافرمانی کے جرم میں خواتین کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ خواتین حکومت کے اس حربے سے بھی نہ گھبرائیں۔ اُنھوں نے قید و بند کی سختیوں کو قبول کیا۔ جیل میں بھی اُنھوں نے اپنا کام جاری رکھا۔ انھوں نے دنیا پر یہ واضح کر دیا کہ آزادی کی راہ میں جیل کی دیواریں بھی رکاوٹ نہیں بن سکتیں۔

خواتین نے نہ صرف سیاسی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا بلکہ وہ سماجی خدمت کے کاموں میں بھی پیش پیش رہیں۔ قیام پاکستان کے بعد جب بے سروسامان مہاجرین کے قافلے پاکستان پہنچنے لگے تو ان کی آبادکاری بھی بہت بڑا مسئلہ تھی۔ اس موقع پر بھی خواتین نے مہاجرین کے کھانے پینے، رہنے سہنے اور علاج معالجے کے سلسلے میں بڑی اہم خدمات انجام دیں۔ انھوں نے تحریک کے لیے گھر گھر جا کر چندہ جمع کیا۔ جلسے کیے، جلوس نکالے۔ یوں انھوں نے بھرپور طریقے سے مردوں کا حوصلہ بڑھایا اور آزادی کی تحریک میں نئی جان ڈال دی۔

مشق

سوال نمبرا۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) قائداعظم محمد علی جناحؒ کیوں چاہتے تھے کہ خواتین بھی تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں؟

(ب) قائداعظم محمد علی جناحؒ کی اپیل پر خواتین نے کیا ردِ عمل ظاہر کیا؟

(ج) بیگم محمد علی جوہر نے تحریک پاکستان میں کیا خدمات انجام دیں؟

(د) سِول نافرمانی کے دوران مسلم خواتین نے حکومتی مظالم کا کس طرح مقابلہ کیا؟

(ہ) محترمہ فاطمہ جناح نے تحریک پاکستان میں قائداعظم کی کس طرح مدد کی؟

سوال نمبر۲۔ درج ذیل الفاظ کے معنی لکھیے اور جملے بنائیے:

چرچا	حربہ	ولولہ	جدوجہد	کٹھن	اصرار

سوال نمبر۳۔ درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

جوق در جوق	مقاصد	قیادت	انتخابات	تحریک

سوال نمبر۴۔ درست تلفظ کے مطابق اعراب لگائیے:

اصرار	احساس	شکست	ولولہ	جوق در جوق

سوال نمبر۵۔ جمع کے واحد لکھیے:

خواتین	اقوام	ذمے داریاں	مشکلات	فسادات	مہاجرین

سوال نمبر۶۔ دی گئی خالی جگہوں کو مناسب الفاظ لکھ کر مکمل کیجیے:

(الف) قائداعظمؒ نے سیاسی اُمور میں اپنی بہن .... کو ہمیشہ ساتھ رکھا۔

(ب) خواتین .... مسلم لیگ کا پیغام گھر گھر پہنچایا۔

(ج) قائداعظمؒ نے خواتین .... مسلم لیگ میں شامل ہونے کی اپیل کی۔

(د) ۱۹۴۰ء سے لے کر ۱۹۴۷ء .... کا زمانہ کافی کٹھن تھا۔

(ہ) حکومت وقت نے خواتین .... گرفتار کرنا شروع کر دیا تھا۔

سوال نمبر۷۔ اس سبق کو پڑھ کر دس سطروں میں اس کا خلاصہ لکھیے۔

سوال نمبر۸۔ بتائیے! ان میں سے کون سی شخصیت دوسروں سے مختلف ہے اور کیوں؟

محترمہ فاطمہ جناح	بیگم رعنا لیاقت علی خان	صغریٰ بی بی	بی اماں

سوال نمبر۹۔ درست بیانات پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) قائداعظمؒ نے قیادت سنبھالی:

مسلم لیگ کی	پاکستان لیگ کی	عوامی لیگ کی	سٹوڈنٹس لیگ کی

(ب) صغریٰ بی بی نے اپنے دوپٹّے سے بنا پرچم لہرایا:

کمرے میں	چھت پر	پارک میں	گیٹ میں

(ج) خواتین مسلم لیگ میں شامل ہونے لگیں:

درجہ بہ درجہ	ترتیب وار	جوق در جوق	آہستہ آہستہ

(د) ۱۹۳۷ء میں قائداعظمؒ نے مسلم لیگ کے اجلاس سے خطاب کیا:

کراچی میں	لکھنؤ میں	دلّی میں	لندن میں

(ہ) مسلم لیگ خواتین شاخ کی پہلی صدر منتخب ہوئیں:

بیگم شائستہ	محترمہ فاطمہ جناح	محترمہ رعنا لیاقت علی خان	بیگم محمد علی جوہر

(و) ۱۹۴۷ء میں مسلمان خواتین نے کی:

سول نافرمانی	لڑائی	ترقی	صلح

وہ کلمات جو اسم کی جگہ استعمال کیے جائیں، اسمِ ضمیر کہلاتے ہیں۔ مثلاً: میں، وہ، تم، اس اور اُنھوں وغیرہ۔

سوال نمبر۱۰۔ ذیل کی عبارت کو دوبارہ اس طرح لکھیں کہ ہر جملے میں نام کی جگہ اسمِ ضمیر آجائے۔

قائداعظمؒ ہمارے لیڈر ہیں۔ قائداعظمؒ نے مسلمانوں کو متحد کیا۔ قائداعظمؒ نے مسلم لیگ کی قیات سنبھالی۔
قائداعظمؒ بڑے اصول پسند تھے۔ قائداعظمؒ وقت کے بڑے پابند تھے۔ قائداعظمؒ طلبہ سے بہت محبت کرتے تھے۔

سوال نمبر۱۱۔ بانئ پاکستان محمد علی جناحؒ نے جو تقریر کی، اس کا خلاصہ لکھیے۔

سوال نمبر۱۲۔ تحریک پاکستان کی کسی نامور خاتون پر ۲۰۰ الفاظ میں ایک مضمون لکھیے۔

سرگرمی

☆ طلبہ تحریک پاکستان کی نامور خواتین کا تصویری البم تیار کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ: تحریک پاکستان کی دیگر اہم خواتین شخصیات کے بارے میں طلبہ کو معلومات فراہم کیجیے۔

اِبتِدائی طِبّی اِمداد

حاصلاتِ تعلّم یہ سبق پڑھ کر طلبہ :
۱۔ابتدائی طبی امداد کے بارے میں جانیں گے۔ ۲۔نئے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کریں گے۔
۳۔ ابتدائی طبی امداد کے اقدامات سے واقف ہوں گے۔ ۴۔نادیدہ عبارت کو پڑھ کر سمجھیں گے۔

آپ نے "اِبتِدائی طِبّی اِمداد" کے الفاظ سنے ہوں گے۔کبھی آپ نے غور کیا کہ اِبتِدائی طبی امداد کسے کہتے ہیں؟ دراصل یہ وہ امداد ہے جو کسی حادثے کا شکار ہونے والے شخص کو فوری طور پر بہم پہنچائی جاتی ہے۔اس امداد کی بدولت متاثرہ فرد کی زندگی بچانے میں مدد ملتی ہے۔

اردو میں "اِبتِدائی طِبّی اِمداد" کے الفاظ انگریزی کے لفظ فرسٹ ایڈ(First Aid) کے متبادل ہیں۔اس کا مطلب ہے کہ وہ ڈبا یا تھیلا جس میں اِبتِدائی طِبّی اِمداد کا سامان موجود ہوتا ہے،اُسے فرسٹ ایڈ باکس، کہتے ہیں۔اس میں پٹیاں،روئی، مختلف قسم کے مرہم، ٹنکچر، زخم صاف کرنے کی ادویات موجود ہوتی ہیں۔ان کے استعمال کا طریقہ جاننے کے لیے ابتدائی طبی امداد کی باقاعدہ تربیت حاصل کرنا پڑتی ہے۔

کسی بھی وقت اِبتِدائی طِبّی اِمداد کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔فیکٹریوں اور کارخانوں میں کام کرنے والوں کو کسی وقت بھی چوٹ لگ سکتی ہے،سڑک پر چلتے ہوئے کسی موٹر گاڑی سے ٹکر ہو سکتی ہے، میدان میں

کھیلتے ہوئے کوئی کھلاڑی گر سکتا ہے، باورچی خانے میں کام کرتے ہوئے پاؤں پھسل سکتا ہے۔ ذرا سی بے احتیاطی سے کپڑوں میں آگ لگ سکتی ہے، بجلی کا کام کرتے ہوئے کرنٹ لگ سکتا ہے، صفائی کرنے کے دوران بچھو ڈنک مار سکتا ہے، نہر یا دریا میں نہاتے ہوئے کوئی ڈوب سکتا ہے۔

معاشرے میں رہنے والے ہر فرد کے لیے ضروری ہے کہ اُسے ابتدائی طبی امداد کی چند بنیادی باتوں کا پتا ہو تا کہ ضرورت پڑنے پر وہ متاثرہ شخص کے لیے کچھ نہ کچھ کر سکے۔ مثال کے طور پر یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ اگر سانپ ڈس لے تو زہر کو دل تک پہنچنے سے روکا جائے۔ زخمی جگہ سے دو اِنچ اوپر زور سے رسی یا کپڑا باندھ دیں۔ جتنی جلد ممکن ہو، متاثرہ فرد کو اسپتال تک پہنچانے کی کوشش کریں۔

اسی طرح اگر کوئی شخص پانی میں ڈوب گیا ہو تو اُسے پانی سے باہر نکال کر نبض دیکھی جائے۔ ڈوبنے والے شخص کے پیٹ میں پانی بھر جاتا ہے۔ اسے بروقت نکالنا ضروری ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لیے متاثرہ شخص کو اُلٹا لٹا کر اُس کی پیٹھ کو دبانا مناسب رہتا ہے۔

چھوٹے بچے ہر چیز کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتے رہتے ہیں۔ بعض اوقات وہ بجلی کے پلگ (Plugs) میں اپنی انگلی ڈال دیتے ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بجلی کے ننگے تار سے ہمارا جسم چُھو جاتا ہے جس سے ہمیں کرنٹ لگ جاتا یا کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ کوئی شخص بجلی کے تار یا بجلی سے چلنے والی کسی مشین سے چمٹ کر رہ جاتا ہے۔ ایسی صورت میں سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہیے کہ اسے بجلی کے تار یا مشین سے الگ کیا جائے۔ سوئچ بند کر کے پلگ نکال دیں، بہتر ہے کہ مین سوئچ بند کر دیں یا فیوز نکال دیں۔ متاثرہ فرد کو ننگے ہاتھوں سے نہ چُھوئیں کیوں کہ اُس کے جسم میں بجلی کا کرنٹ موجود ہوتا ہے۔ یہ کرنٹ چھونے والے شخص کے جسم میں منتقل ہو جاتا ہے۔ غیر مُوصِل اشیا (ایسی اشیا جن میں سے بجلی کا کرنٹ نہ گزر سکے، مثلاً لکڑی، کاغذ، پلاسٹک وغیرہ) کی مدد سے متاثرہ فرد کو الگ کریں۔ یہ خیال رکھیں کہ الگ کرتے وقت، جس جگہ آپ کھڑے ہوں وہ گیلی نہ ہو۔ متاثرہ شخص کے اوپر کمبل ڈال دیں۔ اس کے بعد سب سے پہلے یہ دیکھیں کہ آیا نظامِ تنفُّس بحال ہے۔ اگر سانس رُک گئی ہے یا سست رفتاری سے آ رہی ہے، تو مصنوعی طور پر تنفُّس کا بندوبست کریں۔ باقی جسم کی نسبت سر کو نیچا رکھیں۔ متاثرہ شخص کو زیادہ ہلنے جلنے نہ دیں۔ کوئی لمحہ

ضایع کیے بغیر قریبی اسپتال میں پہنچانے کا بندوبست کریں۔

اگر کسی کو آگ لگ جائے تو اُس پر کمبل وغیرہ پھینک کر آگ کو بجھانے کی کوشش کریں۔ کمرے یا سامان کو آگ لگی ہو تو ریت ڈالنے سے آگ بجھانے میں مدد ملتی ہے۔ آگ سے جھلس جانے والے حصوں پر مرہم وغیرہ لگائیں اور متأثرہ فرد کو اسپتال پہنچائیں۔

گرمیوں کے موسم میں دھوپ میں سخت کام کرنے سے لُو لگ جاتی ہے۔ عام طور پر بچے یا بڑی عمر کے لوگ اس کا شکار ہوتے ہیں۔ جسم میں پانی کی شدید کمی واقع ہو جاتی ہے۔ جسم کا درجۂ حرارت ایک سو چار ڈگری سینٹی گریڈ سے بڑھ جاتا ہے۔ متأثرہ فرد بے ہوش ہو جاتا ہے۔ دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے۔ خون کا دباؤ کم یا زیادہ ہو سکتا ہے۔ سر کے بھاری پن کی شکایت ہو سکتی ہے، متلی آ سکتی ہے۔ اگر کسی فرد کو لُو لگ جائے تو فوری طور پر دھوپ سے سائے میں لے کر جائیں، ٹھنڈی جگہ پر رکھیں، ٹھنڈا پانی یا مشروب پلائیں اور جتنی جلدی ہو سکے، اسپتال پہنچائیں۔

یاد رکھیں! ان باتوں پر ہم سب کو عمل کرنا چاہیے۔ اگر ہمارے آس پاس کوئی شخص طبی امداد کا مستحق ہو تو ہمیں اُس کی حتی الوسع مدد کرنی چاہیے۔ ساتھ ہی ہمیں کوئی لمحہ ضایع کیے بغیر امدادی اداروں کو فون کر کے اُنھیں مدد کے لیے طلب کرنا چاہیے۔

مشق

سوال نمبر۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) ابتدائی طبی امداد سے کیا مراد ہے؟

(ب) ابتدائی طبی امداد کے کیا فائدے ہیں؟

(ج) ابتدائی طبی امداد کی ضرورت کہاں اور کس وقت پڑسکتی ہے؟

(د) سانپ ڈس لے تو کیا کرنا چاہیے؟

(ہ) ڈوبنے والے شخص کو ابتدائی طبی امداد کیسے پہنچائی جاتی ہے؟

(و) اگر کوئی بجلی کے تار سے چمٹ جائے تو کیا کرنا چاہیے؟

(ز) مُوصِل اور غیر مُوصِل اشیا سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر۲۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) ان میں سے غیر موصل ہے:

لوہا	پیتل	تانبا	لکڑی

(ب) نظامِ تنفس سے مراد ہے:

ہاضمے کا نظام	خون کا نظام	سانس لینے کا نظام	فالتو مادے خارج کرنے کا نظام

(ج) لُو لگنے سے جسم میں کمی واقع ہو جاتی ہے:

سانس کی	خون کی	پانی کی	درجہ حرارت کی

(د) ان میں سے موصل ہے:

لکڑی	پتھر	پانی	پلاسٹک

سوال نمبر۳۔ فرسٹ ایڈ باکس میں موجود سامان کی فہرست بنائیے:

سوال نمبر۴۔ دیے گئے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

بروقت	کمربستہ	افاقہ	جائے حادثہ	نظامِ تنفس	متاثرہ

سوال نمبر۵۔ اِعراب کی مدد سے تلفظ واضح کیجیے:

مستعد	حتی الوسع	مستحق	طلب	تنفس	ظاہر

سوال نمبر ۶۔ واحد کی جمع لکھیے:

فرد	فرض	شخص	حادثہ	جسم	مقصد

سوال نمبر ۷۔ دیے گئے الفاظ کے متضاد لکھیے:

تاریکی	باقاعدہ	عوام	کمی	دھوپ	ٹھنڈا

نادیدہ عبارت

سوال نمبر ۸۔ اس عبارت کو غور سے پڑھیے اور اس کے آخر میں دیے گئے سوالوں کے جواب دیجیے:

''ہر انسان کے جسم میں تین بوتل اضافی خون کا ذخیرہ موجود ہوتا ہے۔ ہر تندرست شخص ہر تیسرے مہینے خون کی ایک بوتل عطیے کے طور پر دے سکتا ہے۔ اس سے اس کی صحت پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ خون دینے والے شخص کا کولیسٹرول بھی قابو میں رہتا ہے۔ تین ماہ کے اندر اندر نیا خون اس ذخیرے میں شامل ہو جاتا ہے۔ خون دینے والے افراد میں قُوّتِ مُدافعت زیادہ ہوتی ہے۔ وہ جلدی بیماریوں کا شکار نہیں ہوتے۔ خون دینے والے افراد موٹاپے سے بھی محفوظ رہتے ہیں۔ جسم سے خون نکالنے سے پہلے مکمل جانچ پڑتال کرنا ضروری ہوتا ہے۔ خون دینے والے شخص کا صحت مند ہونا بنیادی شرط ہے۔ کئی خطرناک امراض خون کی منتقلی کی وجہ سے خون لینے والے شخص تک پہنچ سکتے ہیں''۔

سوالات:

(الف) اضافی خون سے کیا مراد ہے؟

(ب) ایک صحت مند شخص کتنے عرصے کے بعد کتنا خون بطور عطیہ دے سکتا ہے؟

(ج) قُوّتِ مُدافعَت کیا ہوتی ہے؟

(د) خون دینے والے شخص کو خون دینے سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟

(ہ) خون کی منتقلی سے پہلے اچھی طرح جانچ پڑتال کیوں کی جاتی ہے؟

سرگرمی

☆ طلبہ جماعت میں مکالموں کی صورت میں ابتدائی طبی امداد کی اہمیت کو اجاگر کریں۔

☆ طلبہ سبق میں موجود ابتدائی طبی امداد کی مختلف صورتوں کا عملی مظاہرہ پیش کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ: فرسٹ ایڈ باکس کے ذریعے بچوں کی تربیت کیجیے کہ ایمرجنسی میں کسی کی مدد کیسے کی جائے۔

اُونچی اُڑان

حاصلاتِ تعلّم

یہ سبق پڑھ کر طلبہ:

۱۔ ایجادات کے بارے میں واقفیت حاصل کریں گے۔ ۲۔ محاوروں کو جملوں میں استعمال کریں گے۔
۳۔ الفاظ کے متضاد لکھیں گے۔ ۴۔ کسی بھی ایجاد پر مختصر مضمون لکھیں گے۔

"ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے" کے مصداق انسان کے دل میں بہت سی خواہشیں ہوتی ہیں جنھیں پورا کرنے کے لیے وہ ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ کچھ تو اس کے اختیار میں ہوتی ہیں اور کچھ ایسی ہوتی ہیں جو آرزو کے باوجود پوری نہیں ہو پاتیں۔ الف لیلوی داستانوں میں اُڑن قالین کے تصوّر نے یہ تصور اُجاگر کیا تھا کہ انسان فضا میں اُڑ سکتا ہے۔ انسان پرندوں کو فضا میں اُڑتے ہوئے دیکھتا تو اُس کے جی میں بھی پرندوں کی طرح اُڑنے کی خواہش پیدا ہوتی۔ وہ سوچتا۔

"کاش! میرے بھی پَر ہوتے اور میں بھی فضاؤں میں اُڑتا پھرتا۔"

فضا میں اُڑنے کے خواب تو بہت سوں نے دیکھے، مگر ان کے خوابوں کی تعبیر کیسے ممکن ہوئی، یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ امریکی فوج ۱۹۰۳ء میں ہوائی جہاز بنانے کی کوشش میں مصروف تھی۔ جہاز تو بن گیا مگر یہ اُڑان نہ بھر سکا۔ امریکی اخبار 'نیویارک ٹائمز' نے لکھا کہ شاید اُڑنے والی مشین بنانے

بنانے میں دس لاکھ سال سے ایک کروڑ سال تک کا عرصہ لگ جائے لیکن ابھی اس بات کو صرف آٹھ روز گزر رہے تھے کہ دو آدمیوں نے نا قابل یقین کارنامہ انجام دے کر اہلِ دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ یہ تھے وِلبر رائٹ اور اُس کا چھوٹا بھائی آروِل رائٹ۔

وِلبر رائٹ ۱۶ اپریل ۱۸۶۷ء کو امریکی ریاست انڈیانا میں پیدا ہوا۔ اُس کا چھوٹا بھائی آروِل رائٹ ۱۹ اگست ۱۸۷۱ء کو ریاست اوہائیو میں پیدا ہوا۔ دونوں بھائی تمام عمر اکٹھے رہے۔ وہ بھائی ہونے کے ساتھ ساتھ گہرے دوست بھی تھے۔ وہ ساتھ رہتے، ساتھ کھیلتے اور ساتھ ہی کام کرتے تھے۔ یہ دونوں بھائی ملٹن رائٹ نامی ایک پادری کے بیٹے تھے۔

رائٹ برادران کے والد اکثر چرچ کے معاملات کے سلسلے میں سفر میں رہتے۔ ان کی والدہ کالج کی تعلیم یافتہ خاتون تھیں۔ وہ ریاضی اور سائنس کی ماہر تھیں خاص طور پر وہ مختلف آلات کو استعمال کرنے میں مہارت رکھتیں تھیں۔ وہ خود بھی مختلف چیزیں بناتی رہتی تھیں۔ آروِل نے اپنے بچپن کے بارے میں لکھا:

”ہم خوش قسمت تھے کہ ہم نے ایک ایسے ماحول میں پرورش پائی جہاں بچوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی کہ جو چیز اُن کے تجسس کو اُبھارے، وہ اس کے بارے میں کھوج لگائیں۔“

گھر میں پڑھنے کا رجحان غالب تھا۔ دو لائبریریاں تھیں، ان میں سے ایک مذہبی کتابوں پر مشتمل تھی جب کہ دوسری میں عام کتابوں کا ذخیرہ تھا۔ مطالعے سے بھی رائٹ برادران میں پرواز کے بارے میں تجسُّس اُبھرا۔

ایک مرتبہ ملٹن رائٹ اپنے بیٹوں کے لیے ایک کھلونا ہیلی کاپٹر لے کر آیا۔ یہ کاغذ، بانس اور کارک سے بنا ہوا کھلونا تھا۔ اس میں ایک ربڑ لگا ہوا تھا، اسے کافی دیر گھمانے کے بعد چھوڑتے تو یہ فضا میں بلند ہو جاتا اور چند سیکنڈ فضا میں رہتا۔ اس کا سائز ایک انسانی ہاتھ کے مساوی تھا۔ اس وقت آروِل سات سال کا اور ولبر گیارہ سال کا تھا۔ دونوں بچوں کے دل میں اُڑان کی چنگاری تو پہلے سے موجود تھی، اس کھلونے کو پا کر وہ چنگاری مزید بھڑک اُٹھی۔ دونوں بھائی اس کھلونے سے کھیلتے رہتے۔ یہ کھیل انھیں بہت بھایا، وہ ہر وقت اس سے کھیلتے رہتے۔ آخر کار کاغذ پھٹ گیا اور ربڑ ٹوٹ گئی۔ اُنھوں نے ویسا ہی کھلونا بنانے کی کوشش کی مگر

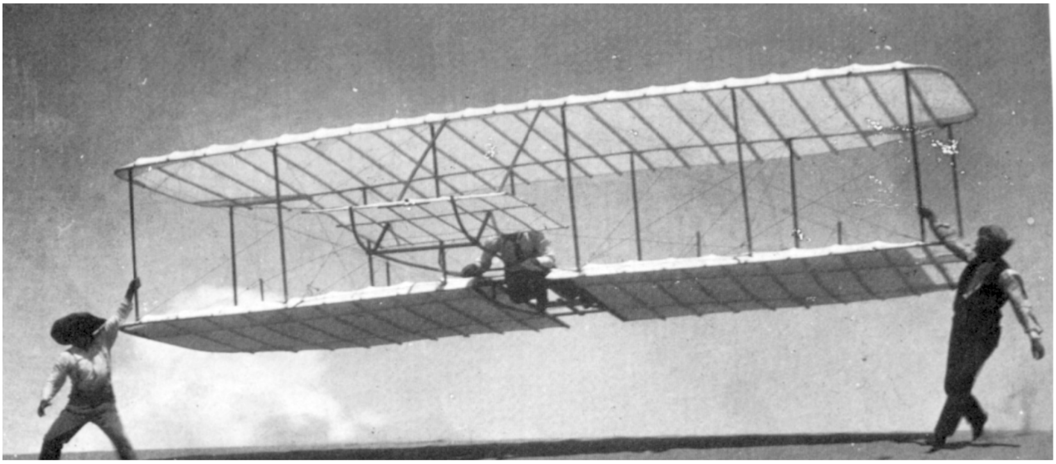

اس کا وزن اس قدر زیادہ ہو گیا کہ اس کا اُڑنا ممکن نہ تھا۔

کھلونا ہیلی کاپٹر بنانے کا تجربہ اگرچہ ناکام ہو گیا، تاہم اب اُنھیں ایک نیا خیال سُوجھا۔ وہ پتنگیں بنا کر اپنے دوستوں کو بیچنے لگے۔ اُنھوں نے کئی ڈیزائن آزمائے۔ بالآخر وہ صحیح ڈیزائن بنانے میں کامیاب ہو گئے۔ اب پتنگیں یوں اُڑتیں جیسے انھیں پَر لگ گئے ہوں۔

کچھ دن بعد وِلبر کی مدد سے آرول نے ایک پرنٹنگ پریس ڈیزائن کیا۔ وہ اپنے بنائے گئے پریس پر اخبار چھاپتے رہے۔ پھر اُنھوں نے سائیکل کی ایک دکان کھول لی۔ چار سال بعد ایک جرمن ہوا باز گلائیڈر جہاز اُڑانے کی کوشش میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اس سے بھی رائٹ برادران کے حوصلوں کو تقویت ملی۔ اُنھوں نے سوچا انسان کا فضا میں اُڑنے کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکتا ہے۔

دونوں بھائی مسلسل تجربات کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ۱۹۰۳ء کا وہ تاریخی لمحہ آن پہنچا جب یہ دونوں بھائی ناممکن کو ممکن بنانے کی جستجو میں کامیاب ہو گئے۔ یہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۳ء کی بات ہے۔ آرِول بارہ سیکنڈ سے زیادہ دیر فضا میں رہا۔ اس کے جہاز نے سینتیس میٹر کا فاصلہ طے کیا۔ اس روز دونوں بھائیوں نے تین مزید اُڑانیں بھریں۔ وِلبر اُنسٹھ سیکنڈ فضا میں رہا اور دو سو ساٹھ میٹر کا فاصلہ طے کیا۔ شمالی کیرولینا کے ایک مقام کِٹی ہاک پر دونوں بھائیوں کے علاوہ چار لوگ اس ناممکن کو ممکن بنتا دیکھ رہے تھے۔ ایک آدمی نے اس منظر کو کیمرے کی آنکھ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیا۔

گرچہ فضا میں اُڑنے کا کامیاب تجربہ ہو چکا تھا، تاہم زیادہ تر لوگ ان کے اس کارنامے سے ناواقف تھے۔ وہ اس بات پر یقین کرنے کو تیار ہی نہ تھے کہ انسان فضا میں اُڑ سکتا ہے۔ ۱۹۰۸ء میں وِلبر فرانس گیا اور اس نے نوے میٹر کی بلندی پر اُڑنے کا عملی مظاہرہ کیا۔ ایک فرانسیسی کمپنی وِلبر کو اُڑنے والی مشین بنا کر دینے پر آمادہ ہوگئی۔ جن دنوں وِلبر فرانس میں تھا، آرِول نے امریکا میں کامیاب پروازیں کیں۔ ان میں سے ایک پرواز ایک گھنٹے تک جاری رہی۔ امریکا کا جنگی محکمہ رائٹ برادران کا جہاز خریدنے پر تیار ہو گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے رائٹ برادران کی شہرت کو پَر لگ گئے۔ اخبارات میں اُن کے بارے میں لمبی لمبی کہانیاں چھپنے لگیں وہ ہیرو بن چکے تھے، جہاں جاتے لوگ اُن کے پیچھے پیچھے چلتے۔ لیکن دونوں بھائیوں کو شہرت سے کوئی سروکار نہ تھا۔ وہ واپس اپنے قصبے میں آگئے اور اپنے جہاز کو خوب سے خوب تر بنانے کی کوششوں میں لگ گئے۔ اونچی اُڑان کے دل دادہ دونوں بھائیوں نے بہت سے لوگوں کو بھی اُڑنا سکھایا۔

وِلبر رائٹ آخر کار ٹائیفائیڈ بخار میں مبتلا ہو کر ۱۹۱۲ء میں دنیا سے کُوچ کر گیا۔ بھائی کی موت کے بعد آرِول مرتے دم تک اپنے جہاز کا ڈیزائن بہتر سے بہتر کرنے میں لگا رہا۔ آرِول کا انتقال بھی ۱۹۴۸ء میں ہوگیا۔

آج دُنیا میں نہایت تیز رفتار جہاز موجود ہیں۔ خلائی گاڑیوں نے خلا کی تسخیر کو ممکن بنا دیا ہے لیکن امریکا کے شہر واشنگٹن کے فضائی و خلائی عجائب گھر میں رکھا گیا پہلا ہوائی جہاز دنیا کو یاد دلا رہا ہے کہ یہ سب رائٹ برادران کے پہلے قدم کی بدولت ممکن ہوا۔

مشق

سوال نمبر۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) رائٹ برادران کہاں کے رہنے والے تھے؟

(ب) رائٹ برادران کے گھر کا ماحول کیسا تھا؟

(ج) بچپن کے ماحول نے رائٹ برادران پر کیا اثر ڈالا؟

(د) رائٹ برادران کے اس کارنامے سے آپ نے کیا سبق حاصل کیا ہے؟

(ہ) رائٹ برادران کی والدہ کیسی خاتون تھیں؟

(و) رائٹ برادران کا بنایا گیا کھلونا ہیلی کاپٹر کیوں نہ اُڑ سکا؟

سوال نمبر۲۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) رائٹ برادران کی عمروں میں فرق تھا:

تین برس کا | چار برس کا | پانچ برس کا | چھے برس کا

(ب) رائٹ برادران کے والد تھے:

اُستاد | وکیل | جج | پادری

(ج) وِلبر رائٹ پیدا ہوا:

نیویارک میں | واشنگٹن میں | انڈیانا میں | اوہائیو میں

(د) رائٹ برادران نے دکان کھولی:

سائیکل کی | موٹرسائیکل کی | کار کی | ہوائی جہاز کی

(ہ) رائٹ برادران نے پہلی پرواز کی:

امریکا میں | فرانس میں | جرمنی میں | انگلستان میں

(و) وِلبر کا انتقال ہوا:

ڈینگی بخار سے | ہیضے سے | ملیریا سے | ٹائیفائیڈ سے

سوال نمبر۳۔ دیے گئے محاورات کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

ہاتھ دھو بیٹھنا	دم نکلنا	پر لگ جانا	شرمندۂ تعبیر ہونا	قسم کھانا

سوال نمبر۴۔ واحد اور جمع لکھیے:

تجربات	لمحہ	خیال	قصبہ	حادثہ	ممکنات

سوال نمبر۵۔ اِعراب کی مدد سے تلفظ واضح کیجیے:

تجربہ	عملی	مظاہرہ	فضا	جستجو	اُڑان

سوال نمبر۶۔ درج ذیل الفاظ کے مترادف لکھیے:

خواہش	مصروف	یقین	مساوی	آمادہ

سوال نمبر۷۔ درج ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے:

خواب	کامیاب	مصروف	عزت	ممکن

سوال نمبر۸۔ سوچیے اور بتائیے:

(الف) مطالعہ کیوں ضروری ہے؟

(ب) آپ کیسی کتابیں پڑھتے ہیں؟

(ج) رائٹ برادران کی ایجاد سے دنیا میں کیا انقلاب برپا ہوا؟

سوال نمبر۹۔ کتابوں کی مدد سے ایک مختصر مضمون لکھیے جس میں کسی ایجاد کی کہانی بیان کی گئی ہو۔

سرگرمی

☆ مختلف ایجادات کی تصاویر جمع کر کے ایک چارٹ تیار کیجیے۔

ہدایات برائے اساتذہ: جہاز کی ایجاد کے ساتھ دیگر ایجادات کے حوالے سے طالب علموں کو مفید معلومات فراہم کیجیے۔

وطن کے پاسباں

حاصلاتِ تعلّم یہ نظم پڑھ کر طلبہ:
۱۔ نظم کو لے سے پڑھ کر سنائیں گے۔ ۲۔ نظم میں استعمال ہونے والے نئے الفاظ کے معنی بتائیں گے۔
۳۔ وطن کی اہمیت سے واقفیت حاصل کریں گے۔

یہ وطن تمھارا ہے تم ہو پاسباں اس کے
یہ چمن تمھارا ہے تم ہو نغمہ خواں اس کے

اس چمن کے پھولوں پر رنگ و آب تم سے ہے
اس زمیں کا ہر ذرہ آفتاب تم سے ہے
یہ فضا تمھاری ہے بحر و بر تمھارے ہیں
کہکشاں کے یہ جادے رہ گزر تمھارے ہیں

یہ وطن تمھارا ہے تم ہو پاسباں اس کے
یہ چمن تمھارا ہے تم ہو نغمہ خواں اس کے

اس زمیں کی مٹی میں خون ہے شہیدوں کا
ارضِ پاک مرکز ہے قوم کی امیدوں کا
نظم و ضبط کو اپنا میرِ کارواں جانو
وقت کے اندھیروں میں اپنا آپ پہچانو

یہ وطن تمھارا ہے تم ہو پاسباں اس کے
یہ چمن تمھارا ہے تم ہو نغمہ خواں اس کے

یہ زمیں مقدس ہے ماں کے پیار کی صورت
اس چمن میں تم سب ہو برگ و بار کی صورت
دیکھنا گنوانا مت دولتِ یقیں لوگو
یہ وطن امانت ہے اور تم امیں لوگو

یہ وطن تمھارا ہے تم ہو پاسباں اس کے
یہ چمن تمھارا ہے تم ہو نغمہ خواں اس کے

میر کارواں ہم تھے روحِ کارواں تم ہو
ہم تو صرف عنواں تھے اصل داستاں تم ہو
نفرتوں کے دروازے خود پہ بند ہی رکھنا
اس وطن کے پرچم کو سر بلند ہی رکھنا

یہ وطن تمھارا ہے تم ہو پاسباں اس کے
یہ چمن تمھارا ہے تم ہو نغمہ خواں اس کے

(کلیم عُثمانی)

مشق

سوال نمبر۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) زمین کس کے پیار کی صورت مقدس ہے؟
(ب) وطن کی مٹی میں کس کا خون شامل ہے؟
(ج) شاعر نے کیا چیز گنوانے سے منع کیا ہے؟
(د) ارضِ پاک کس کی امیدوں کا مرکز ہے؟
(ہ) ''نفرتوں کے دروازے خود پہ بند رکھنا'' سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر۲۔ الفاظ کے معنیٰ لکھیے:

پاسباں — برگ وبار — نغمہ خواں — کارواں — کہکشاں

سوال نمبر۳۔ درج ذیل الفاظ کے واحد یا جمع لکھیے:

شہید — مرکز — امانت — عنوانات — اوقات

سوال نمبر۴۔ درج ذیل مصرعوں کو درست الفاظ سے مکمل کیجیے:

(الف) نفرتوں کے دروازے..............پہ بند ہی رکھنا

خود — سب — تم — ہم

(ب) اس..............میں تم سب ہو برگ و بار کی صورت

دیس — وطن — ملک — چمن

(ج) کہکشاں کے یہ..............راہ گزر تمھارے ہیں

اندھیرے — پیارے — نظارے — جادے

(د) اس زمیں کا ہر..............آفتاب تم سے ہے

چیز — حصہ — ذرہ — شے

(ہ) اس زمیں کی مٹی میں..............ہے شہیدوں کا

پانی — دودھ — خون — تیل

(و) اس وطن کے..............کو سربلند ہی رکھنا

پرچم — جھنڈے — حصے — لوگوں

سوال نمبر۵۔ کالم ''الف'' میں دیے گئے مصرعوں کو کالم ''ب'' کے درست مصرعوں سے ملایئے:

(الف)	(ب)
یہ زمیں مقدس ہے ماں کے پیار کی صورت	اس زمیں کا ہر ذرّہ آفتاب تم سے ہے
اس زمیں کی مٹی میں خون ہے شہیدوں کا	یہ چمن تمھارا ہے تم ہو نغمہ خواں اس کے
اس چمن کے پھولوں پر رنگ و آب تم سے ہے	اس چمن میں تم سب ہو برگ و بار کی صورت
یہ وطن تمھارا ہے تم ہو پاسباں اس کے	ارضِ پاک مرکز ہے قوم کی امیدوں کا

سرگرمی ☆ طلبہ کلاس میں مختلف قومی نغمے سنائیں۔

ہدایات برائے اساتذہ: یہ نغمہ ترنم سے پڑھ کر طلبہ سے کورَس کی صورت میں پڑھوایئے:

یَومِ اِستقلال

حاصلاتِ تعلّم یہ سبق پڑھ کر طلبہ:
۱۔ پاکستان کی آزادی کے دن کے بارے میں جانیں گے۔ ۲۔ محاورات کا دُرست استعمال سیکھیں گے۔
۳۔ نئے الفاظ کو جملوں میں استعمال کریں گے۔ ۴۔ تحریک پاکستان کی کسی شخصیت پر تقریر کر سکیں گے۔

لطیف آباد
حیدر آباد، سندھ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

میرے پیارے دوست اظہار الحق، اَلسَّلامُ علَیکُم

تم نے اپنے پچھلے خط میں ۲۳ ؍ مارچ کے حوالے سے اپنے اسکول میں ہونے والے جلسے کی مکمل کارروائی لکھی تھی۔ صبح سے شام تک تمھارے اسکول میں جو جو باتیں ہوئیں اور جس طرح تم نے ان میں شرکت کی اس کی تفصیل تھی۔جی بہت خوش ہوا۔تم نے بھی اس قومی تیوہار کے حوالے سے تقریر کی تھی اور تمھیں انعام ملا تھا۔تم نے اپنی تقریر کے کچھ حصے خط میں نقل کیے تھے جنھیں پڑھ کر میں بہت متاثّر ہوا۔ وہ خط ابو نے

بھی پڑھا اور بڑی داد دی۔ تم نے جس طرح پاکستان کی تاریخ کا نقشہ کھینچا ہے اسے پڑھ کر یوں لگا جیسے ہم سب ۲۳رمارچ ۱۹۴۰ء کے جلسے میں موجود ہیں اور اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔

آج میں یومِ استقلال کے حوالے سے کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔ پرسوں ۱۴راگست تھی۔ ہم لوگ ایک ہفتے پہلے ہی سے اس کے لیے تیاریاں کررہے تھے۔ ہمارے استاد حامد علی صاحب ہمارے نگراں تھے۔ ہم نے جھنڈا تیار کیا۔ کھیل کے میدان میں جہاں ہم سب روزانہ دعا کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ وہاں جھنڈا لہرانے کے لیے ایک لمبے بانس کا انتظام کیا۔ ہمارے پی ٹی کے استاد نے تقریباً سولڑکوں کو مختلف قسم کی پی ٹی کے لیے تیار کیا۔ انھیں مختلف قسم کے مظاہرے سکھائے۔ ہمارے اردو کے استاد محمد جاوید نے سات آٹھ لڑکوں کو تحریک پاکستان پر تقریریں تیار کرائیں اور انھیں بار بار سنا۔ جہاں جہاں تقریر میں زور پیدا کرنے کی ضرورت تھی وہاں انھیں ہدایات دیں اور یوں تقریر کرنے والے لڑکوں میں ایک جوش اور ولولہ پیدا ہوگیا۔ میں بھی ان میں شریک تھا۔ میرا موضوع ''استقلالِ پاکستان'' تھا۔ یعنی ہم نے آزادی تو حاصل کرلی اب اس آزادی کو کس طرح قائم رکھا جاسکتا ہے۔

۱۴راگست کی صبح ہم سب اپنے اُستاد صاحبان کے ہمراہ اسکول میں موجود تھے۔ سب کے لباس صاف ستھرے تھے۔ عجیب سماں تھا! اسکول جھنڈیوں سے سجا ہوا تھا۔ چونا ڈال کر راستے بنائے گئے تھے۔ اسکول میں بینڈ بھی ہے، جسے دُعا کے وقت قومی دُھنیں بجانے کے لیے لڑکے ہی استعمال کرتے ہیں یا پھر جب کوئی قومی تقریب ہوتی تو قومی نغمے بینڈ کی مترنّم دھنوں پر سنائے جاتے ہیں۔ کھیل کے میدان میں قومی پرچم لہرایا گیا۔ پرچم لہرانے کی رسم ہمارے اسکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے ادا کی۔ بینڈ کی دُھن پر قومی ترانہ پیش کیا گیا۔ ہمارے پی ٹی کے استاد نے لڑکوں کو پی ٹی کی تربیت دی تھی، اس کا مظاہرہ کرایا گیا۔ مظاہرہ اتنا دل چسپ تھا کہ ہم سب بہت خوش ہوئے اور دل بھر کر داد دی۔ اس کے بعد ہیڈ ماسٹر صاحب نے سب کو بڑے ہال میں جمع ہونے کی دعوت دی جہاں تقریری مقابلہ ہونا تھا۔ ہم سب ہال میں داخل ہوئے۔ ہال کو بے حد خوب صورتی سے سجایا گیا تھا۔ کرسیوں اور صوفوں کو بڑے سلیقے سے رکھا گیا تھا۔ اگلی نِشَستوں پر شہر کے مُعزَّزِین اور اسکول کے اساتذہ تھے۔ اس کے بعد طالب علم تھے۔ اسٹیج کی میز پر ایک شیلڈ رکھی تھی جو اوّل

آنے والے مقرر کو دی جاتی تھی۔ اس کے علاوہ دوسرے اور تیسرے نمبر پر آنے والے مقررین کے لیے بھی انعامات تھے۔

میری تقریر کئی مقررین کے بعد ہوئی۔ تقریر کا عنوان ''استقلالِ پاکستان'' تھا۔ تمھاری دل چسپی کے لیے اس کے کچھ حصے نقل کرتا ہوں۔ پوری تقریر اسکول کے میگزین میں چھپے گی، تمھیں بھجواؤں گا، یقیناً تمھیں پسند آئے گی۔

''اللّٰہ نے ہمیں بڑی بڑی نعمتوں سے نوازا ہے۔ آزادی ان میں سے ایک ہے۔ آزادی حاصل کرنا یقیناً ایک بڑا کام ہے لیکن اس سے بھی بڑا کام اسے برقرار رکھنا ہے۔ جو لوگ آزادی کی قدر و قیمت کا احساس نہیں رکھتے قربانی اور ایثار کے جذبے سے محروم ہو جاتے ہیں۔ یہ بات ہم سب جانتے ہیں کہ غلامی ایک لعنت ہے، ذلت ہے۔ انسان کا احساس مردہ ہو جاتا ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے بسنے والے جب تک حرّیت کا مطلب سمجھتے رہے، آزادی کے لیے جانوں کے نذرانے پیش کرتے رہے، آزادی ہمارے قدم چومتی رہی، جب لوگوں نے اپنی ذمے داریوں کا احساس چھوڑ دیا اور خود غرضی پر اُتر آئے تو ایثار و قربانی کا جذبہ خیال خام ہو گیا اور ہم پر غیر ملکی قوموں کا غلبہ ہو گیا۔ ہمارے لیے تمام ترقیاں روک دی گئیں، تمام اعلیٰ مراتب روک دیے گئے۔ ہماری حیثیت غلاموں کی سی ہو گئی۔

آزادی اس بات کا نام نہیں ہے کہ دل میں جو کچھ جس طرح آئے، نتائج سے بے پروا ہو کر وہ کام کر لیا جائے۔ یہ تو ایک طرح کی بے راہ رَوی ہوگی۔ اس طرح تو ملک کی سلامتی پر حرف آ سکتا ہے۔ ایک سچے مسلمان اور آزاد شہری کی حیثیت سے یہ بات ہمیں ہر وقت اپنے ذہن میں رکھنی چاہیے۔ اگر ہم اللّٰہ کے قوانین کو اپنی زندگی کا حاصل بنالیں اور ان کے پابند ہو جائیں تو ہمیں غیروں کے بنائے ہوئے قوانین کی کبھی کوئی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔

اس تقریر کا آخری حصہ یہ ہے:

''ہم نے اپنے اس ملک کو بڑی قربانیوں کے بعد اسلام کے نام پر حاصل کیا ہے۔ نفاذِ اسلام کے لیے ہمیں بہت کچھ کرنا ہوگا۔ علم کی کمی کی وجہ سے بھی ہم بہت پیچھے رہ گئے ہیں اس لیے ہمیں شوق، جذبے اور مسلسل جدوجہد کے

ساتھ علم کو عام کرنا ہے۔ جہالت اور ناداری سے نجات حاصل کرنی ہے۔ہمیں خلوص و ہمدردی کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے احکام کو عام کرنا ہے۔ہمیں چاہیے کہ ہم خود بھی برائیوں سے بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ ہمیں فتح و کامرانی کے ساتھ استقلالِ پاکستان کے لیے جذبہ، جوش اور مسلسل جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘

تقاریر کے اس مقابلے میں مجھے دوسرا انعام ملا۔لوگوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔صدرِ مجلس ہمارے ہیڈ ماسٹر صاحب تھے،اُن کی تقریر تو بہت ہی زیادہ ولولہ انگیز تھی۔انھوں نے وہ واقعات دہرائے جو تحریکِ آزادی کے سلسلے میں پیش آئے۔اس کے بعد انھوں نے قائداعظمؒ کے پیغام سنائے اور تعلیم کی طرف پوری طرح توجہ دینے کی تلقین کی۔

اس دن کھیلوں کے بھی مقابلے ہوئے جن میں طالب علموں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔انعامات حاصل کیے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے انعامات تقسیم کرتے ہوئے کھیلوں کی اہمیت اور جسمانی ورزش کی طرف بھی توجہ دلائی۔

شام کو جب ہم لوٹے تو بہت خوش تھے۔میں نے یہ ساری باتیں اپنی امی کو بتائیں۔انھوں نے کہا، ہم نے بھی یہاں ٹی وی پر ۱۴راگست کی تقریباً تمام تقریبات دیکھیں۔قومی نغمے سنے، ولولہ انگیز تقریریں سنیں۔ دراصل ۲۳رمارچ اور ۱۴راگست ہمارے قومی تیوہار ہیں۔ان تیوہاروں کا ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ ماضی میں ہمارے بزرگوں نے اس ملک کو قائم کرنے میں جو جدوجہد کی اور جانوں کی قربانیاں دیں،انھیں ہم یاد رکھیں اور اپنے ملک کی آزادی اور سالمیت کے لیے ہر ممکن جدوجہد کریں۔اس دن، رات کو بھی ٹی وی پر ۱۴راگست کے حوالے سے بڑے اچھے پروگرام نشر ہوئے، وہ تم نے بھی دیکھے ہوں گے۔اگر ہو سکے تو اپنے ہاں کی ۱۴راگست کی تقریبات کے بارے میں لکھنا۔تمھارے خط کا منتظر رہوں گا۔ فقط، والسلام۔

تمھارا دوست

محسن

مشق

سوال نمبر۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) ہم یومِ استقلال کس تاریخ کو مناتے ہیں؟

(ب) ہم یومِ استقلال کیوں مناتے ہیں؟

(ج) ہیڈ ماسٹر صاحب نے اپنی تقریر میں کیا کہا؟

(د) محسن کی تقریر میں سے پانچ اہم باتیں لکھیے۔

سوال نمبر۲۔ آپ کے اسکول میں یومِ استقلال کس طرح منایا جاتا ہے، بیان کیجیے۔

سوال نمبر۳۔ خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے:

(الف) ہمارے لیے تمام ....روک دی گئیں۔

نوکریاں	ترقیاں	آسانیاں	نعمتیں

(ب) علم کی کمی کی وجہ سے بھی ہم بہت ....رہ گئے ہیں۔

پیچھے	دور	سادہ	کورے

(ج) وہاں جھنڈا لہرانے کے لیے ایک لمبے ....کا انتظام کیا۔

مینار	سریے	بانس	بورڈ

(د) ہمیں چاہیے کہ اپنے ملک کی آزادی اور سالمیت کے لیے ہر ممکن ....کریں۔

جدوجہد	کوشش	کام	محنت

سوال نمبر۴۔ اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

جائے حادثہ	جھنڈا	نجات	قربانی	کمربستہ

سوال نمبر ۵۔ متضاد لکھیے:

اعلیٰ | تقریر | غلامی | عالم | فتح

کالم ''الف'' اور کالم ''ب'' میں دیے گئے جملے دیکھیے:

کالم ''الف''	کالم ''ب''
آپ کے آنے سے محفل کو آٹھ چاند لگ گئے۔	آپ کے آنے سے محفل کو چار چاند لگ گئے۔
اُس کی باتوں نے میرے زخموں کے اُوپر نمک چھڑک دیا۔	اُس کی باتوں نے میرے زخموں پر نمک چھڑک دیا۔
وہ اپنے باپ کی موت پر دس دس آنسو رویا۔	وہ اپنے باپ کی موت پر آٹھ آٹھ آنسو رویا۔

کالم ''الف'' میں دیے گئے جملے غلط ہیں جب کہ کالم ''ب'' میں دیے گئے جملے درست ہیں۔

کیوں کہ کالم ''الف'' میں محاوروں کے لفظوں میں تبدیلی کر دی گئی ہے۔ درست محاورہ ہے ''چار چاند لگنا''۔ اگر اسے تین چاند لگنا، پانچ چاند لگنا، سو چاند لگنا کہا جائے تو یہ غلط ہوگا۔ اسی طرح درست محاورہ ہے ''زخموں پر نمک چھڑکنا''۔ اس کے لفظوں میں بھی کوئی ردّ و بدل نہیں کیا جا سکتا۔ ''آٹھ آٹھ آنسو رونا'' بھی محاورہ ہے، اس میں بھی کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جا سکتی۔ یاد رکھیں کہ محاورہ اپنے لفظی معنوں میں استعمال نہیں ہوتا۔

سوال نمبر ۶۔ آپ بھی لغت میں سے پانچ محاورے تلاش کر کے لکھیے۔

سرگرمی

☆ طلبہ پاکستان کے قومی ترانے کا خوش خط چارٹ بنا کر جماعت میں آویزاں کریں۔

☆ طلبہ کسی اور قومی موضوع پر تقریری مقابلہ اور مقابلۂ معلومات منعقد کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ: تحریک پاکستان کے حوالے سے بچوں کو معلومات فراہم کیجیے۔

فُٹ بال

حاصلاتِ تعلّم اس سبق کو پڑھ کر طلبہ:

۱۔ فٹ بال کے کھیل سے واقفیت حاصل کریں گے۔ ۲۔فٹ بال کے کھیل کا آنکھوں دیکھا حال لکھیں گے۔

۳۔فٹ بال کے کھیل سے جو تنظیمی تربیت ملتی ہے اُس کے بارے میں لکھیں گے۔

فٹ بال ایک سادہ سا کھیل ہے۔ یہ دُنیا کے مقبول ترین کھیلوں میں سے ایک ہے۔اس کھیل پر کرکٹ اور دیگر کھیلوں کی طرح زیادہ خرچ نہیں آتا۔اس کھیل کے لیے صرف ایک گیند، کی ضرورت ہوتی ہے، گیند کو ہاتھوں یا کسی اور آلے سے کھیلنے کے بہ جائے پاؤں سے کھیلتے ہیں، اسی لیے اس کھیل کو فُٹ بال، کا نام دیا گیا ہے۔ فٹ بال، اسکوائش یا بیڈمنٹن کی طرح کسی ہال یا کمرے وغیرہ میں نہیں کھیلا جاتا بلکہ اس کے لیے ایک کھلے میدان کی ضرورت ہوتی ہے۔فٹ بال کا میدان تقریباً سو میٹر لمبا اور پچاس میٹر چوڑا ہوتا ہے۔میدان کے دونوں اطراف کے وسط میں لکڑی کے پول لگے ہوتے ہیں۔ دونوں پولوں کو اوپر سے بھی ایک لکڑی کے ذریعے جوڑا جاتا ہے۔اس طرح لکڑیوں سے بنا ہوا یہ دروازہ ''گول پوسٹ'' کہلاتا ہے۔ لکڑی کے دونوں پولوں کا درمیانی فاصلہ آٹھ گز اور اونچائی آٹھ فٹ ہوتی ہے۔

فٹ بال کی ٹیم میں گیارہ کھلاڑی ہوتے ہیں۔ٹیم کا جو کھلاڑی گول کے سامنے کھڑا ہوتا ہے، وہ ''گول کیپر'' کہلاتا ہے، گول کیپر کا کام اپنے گول پوسٹ کا دفاع کرنا ہوتا ہے۔مخالِف ٹیم کے کھلاڑی جب دوسری ٹیم

کے گول پوسٹ پر حملے کرتے ہیں اور کک مار کر فٹ بال کو گول کے اندر پھینکنا چاہتے ہیں تو گول کیپر، فٹ بال کو گول پوسٹ میں جانے سے روکنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ وہ پاؤں سے کِک مار کر یا ہاتھوں سے فٹ بال کو پکڑ کر گول پوسٹ میں جانے سے روکتا ہے۔ فٹ بال کے کھیل میں صرف گول کیپر کو گیند کو ہاتھ سے روکنے یا پکڑنے کی اجازت ہوتی ہے۔ گول کیپر کے سوا اگر کوئی دوسرا کھلاڑی بال کو روکنے یا لینے کے لیے ہاتھ لگائے تو یہ فاؤل ہوتا ہے۔ فاؤل کی صورت میں دوسری ٹیم کو کِک مارنے کے لیے گیند دیا جاتا ہے۔ گول کیپر کی مدد اور اپنے گول کی حفاظت کے لیے گول کیپر سے ذرا آگے اور کھلاڑی ہوتے ہیں۔ ان کھلاڑیوں کو"فل بیک" کہا جاتا ہے۔ اسی طرح ان سے تھوڑا اور آگے تین اور کھلاڑی ہوتے ہیں۔ ان کو"ہاف بیک" کہاجاتا ہے۔ فل بیک، ہاف بیک اور گول کیپر مل کر مخالف ٹیم کے حملے کو روکتے اور اپنے گول کی حفاظت کرتے ہیں۔ اُن سے فٹ بال چھین کر اپنے کھلاڑیوں کی طرف بڑھاتے ہیں تاکہ وہ مخالف ٹیم کے گول پر حملہ کر کے گول کر سکیں۔

گول کیپر، فل بیک اور ہاف بیک کے علاوہ ہر ٹیم میں پانچ پانچ اور کھلاڑی ہوتے ہیں، جنھیں "فارورڈز" کہا جاتا ہے۔ اگر ان کو حملہ آور دستہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ یہ فارورڈز کھلاڑی اپنی ٹیم کے باقی ساتھیوں کی مدد سے ایک دوسرے کو پاس دیتے ہوئے بال لے کر مخالف ٹیم کے گول کی طرف بڑھتے ہیں اور زوردار کِک لگا کر مخالف ٹیم پر گول کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مخالف ٹیم کے کھلاڑی جب بال لے کر ان کے گول پوسٹ کی طرف بڑھتے ہیں تو اس وقت یہ کھلاڑی اپنے گول کے علاقے میں آ کر اپنے دفاعی کھلاڑیوں کی بھی مدد کرتے ہیں۔

اس کھیل کی نگرانی کرنے والا شخص ریفری کہلاتا ہے۔ ریفری کی ذمےّ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ کھیل کو اس کے قواعد وضوابط کے مطابق کھلائے۔ ریفری کی مدد کے لیے بھی دو اور آدمی ہوتے ہیں۔ ان میں ایک، ایک گول پوسٹ کے قریب اور دوسرا دوسرے گول کے قریب کھڑا ہوتا ہے۔ ان کو گول جج، کہا جاتا ہے، یہ گول ہونے یہ نہ ہونے کا فیصلہ دیتے ہیں۔

کھیل شروع ہونے سے پہلے جب دونوں ٹیمیں میدان میں آتی ہیں تو سب سے پہلے "ٹاس" کیا جاتا ہے۔ "ٹاس" کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کون سی ٹیم کھیل کا آغاز کرے گی۔ "ٹاس" عموماً چاندی کے سِکّے کو ہوا میں اُچھال کر

کیا جاتا ہے۔ جو ٹیم ٹاس جیت جاتی ہے، وہ فٹ بال کو سنٹر لائن پر رکھتی ہے پھر اس ٹیم کا ایک فارورڈ کھلاڑی آگے بڑھ کر کِک مار کر فٹ بال کو مخالف ٹیم کی طرف پھینک دیتا ہے۔ اس طرح کھیل شروع ہو جاتا ہے۔

کھیل کے دوران چھوٹے موٹے فاؤل پر عموماً ''فری کِک'' مخالف ٹیم کو مل جاتی ہے لیکن مخالف ٹیم کے کھلاڑی کو دانستہ روکنے، گرانے یا زخمی کرنے پر زیادہ سزا دی جاتی ہے۔ بعض اوقات ایسے فاؤل کرنے والے کھلاڑی کو ریفری سرخ رنگ کا کارڈ دکھا کر تمام وقت کے لیے میدان سے باہر بھیج دیتا ہے۔ گول پوسٹ کے قریب ایسا فاؤل کرنے پر پینلٹی کِک دوسری ٹیم کو مل جاتی ہے۔ پینلٹی کِک پر اکثر گول ہو جاتا ہے۔ اس لیے کھیل کے دوران ہر ٹیم یہ کوشش کرتی ہے کہ وہ اپنے گول کے علاقے میں ایسا فاؤل نہ کرے جس سے ان کے خلاف دوسری ٹیم کو 'پینلٹی کِک' مل جائے۔ فری کِک اور پینلٹی کِک کے علاوہ اکثر کارنر کِک بھی فاؤل پر دی جاتی ہے۔

فٹ بال کافی تیز رفتاری سے کھیلا جاتا ہے۔ ہر کھلاڑی ہر وقت ادھر سے اُدھر بھاگتا دوڑتا رہتا ہے۔ کھیل کے دوران چند کھلاڑیوں کو تبدیل کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ ہر ٹیم کا منیجر جب دیکھتا ہے کہ اس کا کوئی کھلاڑی بہت تھک گیا ہے یا وہ اچھا کھیل پیش نہیں کر رہا تو وہ اسے باہر بلا کر اس کی جگہ ایک تازہ دم کھلاڑی میدان میں اُتارتا ہے۔ فٹ بال کے کھیل کے دوران ایک وَقفہ ہوتا ہے۔ وقفے سے پہلے کا وقت ''پہلا ہاف'' اور وقفے کے بعد کا وقت ''دوسرا ہاف'' کہلاتا ہے۔ کھیل کے دوران جب کسی ٹیم کا کوئی کھلاڑی گول کرنے میں کامیاب ہوتا ہے تو دوسرے ساتھی فوراً اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ خوشی سے اس سے لپٹ جاتے ہیں اور بعض اوقات تو کندھوں پر بھی اُٹھا لیتے ہیں۔

فٹ بال دنیا کے اکثر مَمالک میں کھیلا جاتا ہے۔ ہر ملک اس کے لیے زبردست تیاری کرتا ہے۔ خاص کر ہر چار سال بعد جو ورلڈ کپ ہوتا ہے اس کے لیے بھرپور تیاری کی جاتی ہے۔ اس میں دنیا کی بہترین ٹیمیں حصہ لیتی ہیں۔ ورلڈ کپ جہاں کھیلا جاتا ہے لوگ وہاں اپنے کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کے لیے جاتے ہیں۔ ہر میچ کے دوران پورا اسٹیڈیم اکثر تماشائیوں سے بھرا ہوتا ہے۔ تماشائی نعروں اور تالیوں سے کھلاڑیوں کی بھرپور حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

مشق

سوال نمبر۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) فٹ بال کی ٹیم میں کل کتنے کھلاڑی ہوتے ہیں؟

(ب) فٹ بال ٹیم کے کون سے کھلاڑیوں کو دفاعی کھلاڑی کہا جاتا ہے؟

(ج) حملہ آور کھلاڑی کیا کہلاتے ہیں؟

(د) کھیل شروع ہونے سے قبل ٹاس کیوں کیا جاتا ہے؟

(ہ) کھیل کی نگرانی کرنے والے شخص کو کیا کہا جاتا ہے؟

(و) فٹ بال کے کھیل میں فاؤل کس قسم کی غلطی پر دیا جاتا ہے؟

(ز) فٹ بال کا ورلڈ کپ کتنے عرصے بعد منعقد ہوتا ہے؟

سوال نمبر۲۔ درج ذیل الفاظ پر اعراب لگائیے اور ان کے معنی لکھیے:

مخالف	وقفہ	دانستہ	فاؤل	کک

سوال نمبر۳۔ دیے گئے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

فاؤل	ٹاس	اعزاز	سادہ	دفاع	نگرانی

سوال نمبر۴۔ دیے گئے بیانات کے مطابق درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) فٹ بال کا کھیل کھیلا جاتا ہے:

کمرے میں　　ہال میں　　نرسری میں　　میدان میں

(ب) ہر چار سال بعد ہوتا ہے:

ایشیا کپ　　ورلڈ کپ　　نیشنل کپ　　سٹی کپ

(ج) پاکستان کا قومی کھیل ہے:

فٹ بال　　ہاکی　　کرکٹ　　اسکوائش

(د) کھیل شروع کرنے سے پہلے کیا جاتا ہے:

ٹاس	جائزہ	انٹرویو	سلیکشن

(ہ) فٹ بال کے کھیل میں وقفوں کی تعداد ہوتی ہے:

ایک	دو	تین	چار

(و) گول پوسٹ کے سامنے جو کھلاڑی کھڑا کیا جاتا ہے، وہ کہلاتا ہے:

وکٹ کیپر	شاپ کیپر	گول کیپر	بال کیپر

سوال نمر۵۔ کسی فٹ بال میچ کا آنکھوں دیکھا حال بیان کیجیے۔

سوال نمبر۶۔ فٹ بال کھیلنے سے ہمیں کیا تنظیمی تربیت ملتی ہے؟ کم از کم ایک سو لفظ لکھیے۔

سوال نمبر۷۔ دیے گئے جملوں کو سبق کے مطابق درست الفاظ سے پُر کیجیے:

(الف) فٹ بال میں ....کھلاڑی ہوتے ہیں:

(ب) وقفے سے پہلے کا ہاف..............کہلاتا ہے۔

(ج) گول کیپر کا کام اپنے..............کا دفاع کرنا ہوتا ہے۔

(د) فٹ بال کا کھیل..............سے کھیلا جاتا ہے۔

سرگرمی ☆ طلبہ کسی میدان میں فٹ بال کا مقابلہ منعقد کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ: طلبہ کو فٹ بال کے علاوہ دیگر کھیلوں کے بارے میں بھی معلومات فراہم کیجیے۔

شہر اور گاؤں

حاصلاتِ تعلّم

یہ سبق پڑھ کر طلبہ:

۱۔ روزمرّہ بول چال سے واقفیت حاصل کریں گے۔
۲۔ اِسم کی شناخت کریں گے۔
۳۔ شہری اور دیہی زندگی کی خوبیوں پر مضمون لکھیں گے۔

طارق اور طاہر دونوں بچپن کے دوست تھے۔ وہ گاؤں میں رہتے، ایک ساتھ کھیلتے اور اکٹھے پڑھتے تھے۔ ابھی دونوں تیسری جماعت ہی میں تھے کہ طارق کے والد ملازمت کی تلاش میں شہر آ گئے۔ خاصی دوڑ دھوپ کے بعد انھیں کپڑے کے کارخانے میں ملازمت مل گئی۔ کارخانے میں کام کرنے والے افراد کے لیے ایک رہائشی کالونی تھی۔ طارق کے والد کو بھی اُسی کالونی میں ایک چھوٹا سا گھر مل گیا۔ گھر ملنے کے بعد وہ اپنے بیوی بچوں کو بھی شہر لے آئے۔

اب طارق شہر منتقل ہو گیا جب کہ طاہر اپنے گاؤں ہی میں رہا۔ ان دونوں کو جدا ہوئے آٹھ برس کا عرصہ بِیت گیا البتہ ان کا خط و کتابت کے ذریعہ آپس میں رابطہ قائم تھا۔

ایک دن طاہر کی والدہ بیمار ہوئیں تو وہ انھیں گاؤں کے اسپتال لے گیا۔ ڈاکٹر نے معائنے کے بعد

دوائیں تجویز کیں۔ کچھ دوائیں تو گاؤں کے میڈیکل اسٹور سے مل گئیں، لیکن ایک دوا وہاں نہ ملی۔ طاہر اگلے روز صبح سویرے دوا لینے شہر گیا۔ بازار سے دوا لینے کے بعد اُس نے سوچا کہ چلو اپنے دوست طارق سے بھی جاتے جاتے مل لوں۔

طاہر بازار سے طارق کے گھر گیا۔ وہ طاہر کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ پُر جوش طریقے سے اُس کا استقبال کیا۔ اُس کی تواضع کی۔ کچھ دیر بعد طاہر نے رخصت چاہی۔

طارق بولا۔ ''پہلی بار شہر آئے ہو۔ جانے کی اتنی جلدی کیا ہے، آج ٹھہر جاؤ! شام کے بعد تو یہاں کی رونق اور بڑھ جاتی ہے۔ سڑکوں پر ٹریفک رواں دواں ہو جاتی ہے۔ بازار میں لوگوں کا ہجوم ہو جاتا ہے۔ یہ رونق دیکھ کر تم گاؤں کو بھول جاؤ گے۔''

طاہر بولا۔ ''دوست! مجھے معاف رکھو۔ جب سے شہر میں داخل ہوا ہوں، ہر طرف دھواں ہی دھواں ہے۔ مجھے اس فضا میں سانس لینا دشوار ہو گیا ہے۔ ہر طرف شور ہی شور ہے۔ سڑکوں پر گاڑیوں کا اس قدر ہجوم ہے کہ سڑک پار کرنا مشکل ہے۔ ہر شخص بس بھاگتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ بے شمار گاڑیوں کے باوجود لوگوں کو بسوں میں بیٹھنے کی جگہ نہیں ملتی۔ بسوں کے دروازوں پر بھی لوگ لٹکے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جگہ جگہ سڑکوں کے کنارے گندگی کے ڈھیر..... یہی ہے تمھارا شہر اور اُس کی رونقیں، جن کا تم خط میں فخر سے ذکر کرتے ہو۔''

طاہر کی کڑوی باتیں سُن کر طارق بولا:

’’دوست! گاؤں میں کیا ہے۔ایک معمولی سی دوا تو وہاں پر دستیاب نہیں جس کے لیے تم شہر آئے ہو۔ابھی تم کہہ رہے تھے کہ زیادہ تاخیر ہوئی تو بس نکل جائے گی اور پھر تمھارا گاؤں جانا ممکن نہیں ہوگا۔علاج کے لیے اسپتال نہیں۔تعلیم کے لیے اچھے تعلیمی ادارے نہیں۔روزگار نہ ہونے کے برابر ہے۔بجلی نہ ہونے کی وجہ سے شام ہوتے ہی پورے گاؤں پر خاموشی چھا جاتی ہے۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہوتا ہے۔رات کے اس سناٹے میں صرف جانوروں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔

طارق کی باتیں سُن کر طاہر نے کہا دوست! تم نے ٹھیک کہا: کہ گاؤں میں علاج کی سہولتیں میسر نہیں ایک معمولی سی دوا بھی وہاں دستیاب نہیں۔آنے جانے کے لیے سفر کی سہولتیں نہیں ہیں۔میں ان سب باتوں کو تسلیم کرتا ہوں،لیکن گاؤں کی طرح تازہ اور صاف ستھری ہوا کیا تمھارے شہر میں ہے؟ گاؤں میں صبح کا جو سہانا منظر ہوتا ہے، وہ کبھی اپنے شہر میں دیکھا ہے؟ ٹھیک ہے،شہر میں شام ہوتے ہی بازاروں کی رونق بڑھ جاتی ہے، لوگوں کا ہجوم ہر طرف نظر آتا ہے۔اس ہجوم میں سے کتنے لوگ ایک دوسرے کو جانتے ہیں؟ ایک دوسرے کا حال احوال پوچھتے ہیں۔میں آج صبح جب شہر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک تیز رفتار گاڑی ایک بوڑھے شخص کو کچلتی ہوئی گزر گئی۔ڈرائیور نے گاڑی روکنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کی۔

اچھے دوست! گاؤں میں شام کے بعد لوگ اوطاق میں بیٹھ کر خوب باتیں کرتے ہیں۔تمھارے شہر والے تو کیا،کبھی تمھارے محلے والے بھی اس طرح نہیں بیٹھتے ہوں گے۔میں تسلیم کرتا ہوں کہ دیہات میں صحت،تعلیم اور روزگار کی سہولتیں بہت کم ہیں،لیکن اب دیہات وہ دیہات نہیں رہے۔اکثر دیہات میں بجلی، سڑکیں،اسکول اور اسپتال قائم ہو چکے ہیں۔تم کافی عرصے سے اپنے گاؤں واپس نہیں آئے۔جب تم نے گاؤں چھوڑا تھا اُس وقت کے گاؤں اور آج کے گاؤں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔گاؤں میں ان سہولتوں کے آجانے کے باوجود لوگوں کے خلوص و محبت میں کمی نہیں آئی۔تم کبھی گاؤں آ کر تو دیکھو۔تمھیں آج بھی اُسی طرح کا خلوص اور پیار ملے گا۔دوست! میری باتوں سے خفا نہ ہونا۔میں نے جو سچ تھا وہ کہا۔وقت کم ہے اور مجھے دوا لے کر واپس جانا ہے۔والدہ میری راہ دیکھ رہی ہوں گی اس لیے چلتا ہوں۔زندگی رہی تو پھر ملیں گے۔

مشق

سوال نمبر۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) طاہر کو شہر کیوں جانا پڑا؟
(ب) طاہر نے کیوں جلدی واپس جانے کی اجازت طلب کی؟
(ج) طاہر نے طارق کو گاؤں سے متعلق کیا طعنہ دیا؟
(د) طارق نے گاؤں سے متعلق کیا کہا؟
(ہ) آپ کے خیال میں دونوں میں سے کس کی باتیں درست ہیں اور کیوں؟

سوال نمبر۲۔ آپ شہری اور دیہی زندگی میں سے کسے پسند کرتے ہیں؟ اپنی پسند کی وجوہات بیان کیجیے۔

سوال نمبر۳۔ ''دیہی زندگی'' یا ''شہری زندگی'' پر دو پیراگراف لکھیے۔

سوال نمبر۴۔ درج ذیل میں سے اسم الگ کر کے لکھیے:

طارق	دوا	بس	تندرست	ہجوم	بے شمار	خوش	اسپتال

سوال نمبر۵۔ درج ذیل کو الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجیے اور اِن پر اعراب لگایئے:

دشوار	منظر	زحمت	تواضع	استقبال

سوال نمبر۶۔ جملوں کو درست کر کے لکھیے۔

میں نے بازار جانا ہے۔ احسن تم کو کھانا کھلائے گا۔ میں نے ناشتا کھایا۔ انجم نے وضو بنایا۔ مجھ کو پانی دو۔

سوال نمبر۷۔ کالم (الف) اور کالم (ب) کے جملے غور سے پڑھیے:

کالم الف	کالم ب
وہ آئے روز بحث کرتا ہے۔	وہ آئے دن بحث کرتا ہے۔
چُپ رہو، شور نہ ڈالو۔	چُپ رہو، شور نہ مچاؤ۔

کالم (ب) کے جملے درست جب کہ کالم (الف) کے جملے غلط ہیں۔
یہ سوال ضرور ذہن میں آتا ہے کہ کالم (ب) کے جملے درست کیوں اور کالم (الف) کے غلط کیوں ہیں؟
اس کا جواب یہ ہے کہ اہلِ زبان جو گفت گو جس طرح کرتے ہیں، وہ اسی طرح کی جاتی ہے۔
کوئی بھی زبان بولتے وقت اہلِ زبان کے طریقہ کار کو اپنایا جاتا ہے۔ اہلِ زبان کی قبول کردہ بول چال کو روزمرّہ کہتے ہیں۔ اس کے برعکس بولی جانے والی زبان کو روزمرہ نہیں کہتے۔ روزمرہ میں الفاظ اپنے حقیقی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ دیے گئے

سرگرمی ☆ طلبہ دو گروپوں میں تقسیم ہو کر شہری اور دیہی زندگی کی خوبیاں بیان کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ: طلبہ کو شہر اور گاؤں میں پیش آنے والی مشکلات کے بارے میں بتایئے:

رات

حاصلاتِ تعلّم یہ نظم پڑھ کر طلبہ:

۱۔ لے اور آہنگ سے پڑھیں گے۔ ۲۔ اشعار میں قافیہ تلاش کر کے لکھیں گے۔
۳۔ مرکزی خیال تحریر کریں گے۔

گیا دن ، ہوئی شام ، آئی ہے رات — خدا نے عجب شے بنائی ہے رات
نہ ہو رات تو دن کی پہچان کیا — اُٹھائے مزا دن کا انسان کیا
ہوئی رات خَلقَت چُھٹی کام سے — خموشی سی چھائی سرِ شام سے
مُسافر نے دن بھر کیا ہے سفر — سرِ شام منزل پہ کھولی کمر
درختوں کے پتّے بھی چُپ ہو گئے — ہوا تھم گئی پیڑ بھی سو گئے
اندھیرا اُجالے پہ غالب ہوا — ہر اک شخص راحت کا طالب ہوا
کسان اب چلا کھیت کو چھوڑ کر — کہ گھر میں کرے چین سے شب بسر
غریب آدمی جو کہ مزدور ہیں — مشقّت سے جن کے بدن چُور ہیں
نہایت خوشی سے گئے اپنے گھر — ہوئے بال بچّے بھی خوش دیکھ کر
گئے بُھول سب کام دھندے کا غم — سویرے کو اُٹھیں گے اب تازہ دم
کہاں چین یہ بادشہ کو نصیب — کہ جس بے غمی سے ہیں سوتے غریب

(مولوی اسمٰعیل میرٹھی)

مشق

سوال نمبرا۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) کسان کھیت کو چھوڑ کر کہاں جاتا ہے؟

(ب) رات اللّٰہ تعالیٰ نے کیوں بنائی ہے؟

(ج) بے فکری سے کون لوگ سوتے ہیں؟

(د) چین کن لوگوں کو نصیب نہیں ہوتا ہے؟

سوال نمبر۲۔ درج ذیل خالی جگہوں کو درست الفاظ کی مدد سے پُر کیجیے:

(الف) گیا.........ہوئی شام، آئی ہے رات

(ب) مسافر نے..........بھر کیا ہے سفر

(ج) کہاں..........یہ بادشہ کو نصیب

(د) نہ ہو رات تو..........کی پہچان کیا

(ہ) ہوئے بال بچے بھی.........دیکھ کر

سوال نمبر۳۔ درج ذیل بیانات پر (✓) کا نشان لگایئے:

(الف) خدا نے عجب شے بنائی ہے:

شام | رات | دُنیا | صبح

(ب) کہ گھر میں کرے چین سے:

تمام | آرام | شب بسر | گزر

(ج) گئے بھول سب کام دھندے کا:

رنج | غم | خیال | حال

(د) سویرے کو اٹھیں گے ہو:

تازہ دم | ہشاش بشاش | جلدی | فوری

(ہ) غریب آدمی جو کہ:

مجبور ہے | معذور ہے | مزدور ہے | مغرور ہے

سوال نمبر۴۔ دیے گئے مصرعے لفظوں کو صحیح ترتیب دے کر لکھیے:

(الف) گئی رات ہوئی ہے شام گیا دن

(ب) سفر مسافر نے ہے دن بھر کیا

(ج) اندھیرا غالب ہوا اُجالے پہ

(د) گئے بھول دھندے کام غم سب کا

(ہ) نصیب یہ بادشہ کو کہاں چین

سوال نمبر۵۔ اس نظم سے ہم قافیہ الفاظ تلاش کر کے لکھیے۔

سوال نمبر۶۔ اس نظم کا مرکزی خیال اپنے الفاظ میں لکھیے۔

سرگرمی

☆ نیند کے فوائد دس سطروں میں لکھیے۔

ہدایات برائے اساتذہ: دن اور رات کے بننے اور ان سے ہفتے اور مہینوں کے بارے میں طالب علموں کو بتائیے:

ہمارا پرچم

حاصلاتِ تعلّم یہ سبق پڑھ کر طلبہ:

۱۔ پاکستان کے پرچم کی اہمیت سے واقفیت حاصل کریں گے۔
۲۔ مترادف اور متضاد لکھیں گے۔ ۳۔ پرچم کی اہمیت پر مضمون لکھیں گے۔

ہر سال ۱۴/ اگست کو یومِ آزادی پوری شان و شوکت سے منایا جاتا ہے۔ اس بار بھی اسکول میں قومی پرچم لہرانے کی تقریب تھی۔ پرچم لہرانے کے ساتھ ہی قومی ترانہ پیش کیا گیا۔ دُعا کے بعد بچوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی اور میڈم نے سب کو ہال میں بٹھا دیا۔ وہ ان سے غیر رسمی بات چیت کے موڈ میں تھیں۔ طالبات نے بھی دل چسپی لی۔ میڈم اور طالبات کے درمیان گفتگو کچھ اس طرح ہوئی:

رابعہ: میڈم! ہمیں قومی پرچم کے بارے میں کچھ بتائیے۔

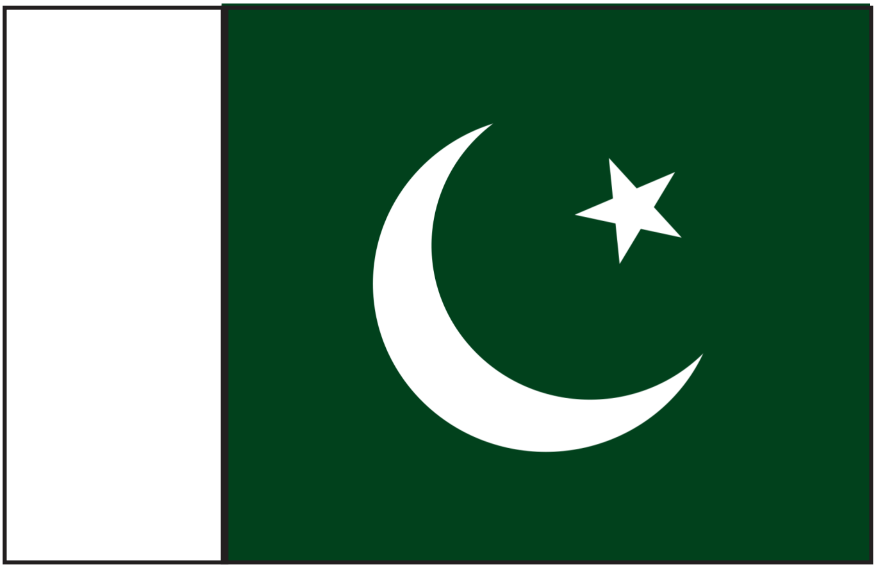

میڈم: کہنے کو تو پرچم کپڑے کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے، لیکن جب یہ کپڑا کسی خاص تناسب اور مخصوص رنگوں کے باعث پرچم کی شکل اختیار کر لیتا ہے تو یہ محض کپڑے کا ٹکڑا نہیں رہتا، بلکہ یہ ملک کی عزت اور وقار کی علامت بن جاتا ہے۔ ہمارے پرچم کا تین چوتھائی حصہ سبز رنگ کا ہے اور بقیہ ایک چوتھائی سفید ہے۔ سبز رنگ کا حصہ پاکستان میں بسنے والے مسلمانوں کی نمائندگی کرتا ہے جب کہ سفید حصہ پاکستان میں موجود اَقلِّیَتوں کی علامت ہے۔

فاطمہ: میڈم! ہمارے پرچم کے بارے میں ہمیں کچھ اور بھی بتایئے؟

میڈم: فاطمہ بیٹی! قومی پرچم کسی بھی ملک کی پہچان اور شناخت ہوتا ہے۔ ہمارا پرچم ہماری آزادی اور خودمختاری کا نشان ہے۔ ہم قومی ترانے میں پڑھتے ہیں:

پرچمِ ستارہ وہلال رہبرِ ترَقّی وکمال

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے پرچم پر بنا ہوا ہلال ہماری ترقی کی علامت ہے۔ ہلال پہلی رات کے چاند کو کہتے ہیں جس طرح ہلال بڑھتے بڑھتے پُورا چاند بن جاتا ہے، اسی طرح اللّٰہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمارا وطن بھی ترقی کے راستے پر گامزن رہے گا۔ اس پر پانچ کونوں والا ستارہ بنا ہوا ہے جس سے اسلام کے پانچ ارکان مراد ہیں۔

سُنبل: میڈم! ہمارے پرچم کا ڈیزائن کس نے بنایا تھا؟

میڈم: سنبل نے بہت عمدہ سوال کیا ہے۔ اکثر لوگوں کو معلوم ہی نہیں کہ ہمارے قومی پرچم کا ڈیزائن کس شخصیت نے تیار کیا تھا۔ جناب امیرالدین قدوائی نے ہمارے پیارے پرچم کا ڈیزائن تیار کیا تھا

قرۃ العین: میڈم! ہم اکثر سنتے اور پڑھتے ہیں، کہ ہمیں قومی پرچم کا ادب واحترام کرنا چاہیے۔ آپ ہمیں بتایئے کہ ہم کس طرح قومی پرچم کا احترام کر سکتے ہیں؟

میڈم: آپ نے یہ سوال کر کے بہت اچھا کیا کیوں کہ میں خود بھی چاہتی تھی کہ اس سلسلے میں آپ سے بات کروں۔ یاد رکھیے! جب اپنے ملک میں کئی ملکوں کے پرچم ایک ساتھ لہرائے جائیں تو کوئی بھی پرچم پاکستان کے پرچم سے اُونچا نہیں لہرایا جائے گا۔

سائرہ: جی میڈم! ہونا بھی چاہیے۔

میڈم: یاد رکھیے، اقوام متحدہ کی عمارت پر اقوام متحدہ کا پرچم باقی پرچموں سے اونچا لہراتا ہے، باقی سبھی مَمالک کے پرچم ایک سی اونچائی پر لہراتے ہیں۔ اگر کسی ادارے کا پرچم لہرایا جائے تو قومی پرچم لازماً اونچا رکھا جائے گا۔ بانس کے ساتھ پرچم کا سفید حصہ آئے گا۔ پرچم کے آداب میں ایک نہایت اہم بات یہ ہے کہ اسے پاؤں، جوتوں، زمین یا کسی بھی گندی چیز سے بچانا ضروری ہے۔ پرچم کو طلوعِ آفتاب کے بعد لہرانا

چاہیے اور غروبِ آفتاب سے پہلے اتار لینا چاہیے۔ کسی صورت میں پرچم پر رات کا سایہ نہیں پڑنے دینا چاہیے۔ یہاں میں آپ کو یہ بات بتانا بھی ضروری خیال کرتی ہوں کہ پاکستان میں ایک عمارت ایسی بھی ہے جہاں رات کے وقت بھی پرچم لہرایا جاتا ہے۔

بہت سی طالبات: (حیرانی سے) میڈم! وہ کون سی عمارت ہے؟

میڈم: بھئی یہ پارلیمنٹ ہاؤس ہے۔ یہاں دن رات، پرچم لہراتا رہتا ہے، لیکن ایک خاص اہتمام کے ساتھ اور وہ یہ کہ رات کو مصنوعی روشنی کے ساتھ پرچم کو روشن رکھا جاتا ہے۔

نائلہ: میڈم! ہم ۱۴/ اگست کو اپنے گھروں، دکانوں، عمارتوں پر قومی پرچم لہراتے ہیں مگر یہ پرچم رات کے وقت نہیں اُتارتے۔

میڈم: بیٹی! لوگوں کو معلوم ہی نہیں کہ پرچم کے آداب کیا ہیں۔ اگر انھیں معلوم ہو کہ رات کے وقت پرچم لہرانا درست نہیں ہے تو مجھے یقین ہے کہ کوئی ایسا نہ کرے۔

عائشہ: میڈم! ۱۴/ اگست کو ہم اپنے اسکولوں، بازاروں اور گھروں کو کاغذ کی جھنڈیوں سے بھی سجاتے ہیں۔ ہم ان جھنڈیوں کو اُتارنا بھول جاتے ہیں۔ ہوا کے چلنے سے یا بارش کی وجہ سے یہ جھنڈیاں زمین پر گرتی رہتی ہیں۔ آپ نے ابھی بتایا ہے کہ جھنڈے کا زمین یا جوتوں سے چھونا آداب کے خلاف ہے، لیکن ہم تو اس کا خیال ہی نہیں رکھتے۔

میڈم: آپ نے ایک بہت اہم نکتے کی طرف ہماری توجہ دلائی ہے۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ جہاں کپڑے سے بنے ہوئے جھنڈے کا ادب کریں، وہاں کاغذ یا پلاسٹک کے بنے ہوئے جھنڈوں یا جھنڈیوں کا بھی دل و جان سے ادب و احترام کریں۔ جھنڈیوں کا زمین پر گرنا اور انھیں پاؤں تلے روندنا بہت بُری بات ہے۔ جھنڈیاں لگانے والوں کو اس بات کی طرف خاص توجہ دینی چاہیے۔ اسی طرح قوم پرچم میں کوئی اضافہ کیا جائے نہ کوئی تصویر بنائی جائے۔ پرچم کو جلانا بھی اس کی توہین ہے۔ پرچم لہراتے وقت باوردی لوگ پرچم کو سلیوٹ کرتے ہیں جب کہ دوسرے لوگ بھی ''ہوشیار باش'' کی حالت میں باادب کھڑے رہتے ہیں۔

پرچم کے بارے میں تمام طالبات نے میڈم کا شکریہ ادا کیا۔ سب نے دل سے وعدہ کیا کہ وہ پرچم کے ان آداب کا ہمیشہ خیال رکھیں گی اور دوسروں کو بھی اس کے احترام کا مشورہ دیں گی۔

مشق

سوال نمبر ۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) قومی پرچم پر بنا ہوا چاند اور ستارہ کس بات کی علامت ہیں؟

(ب) پانچ کونوں والے ستارے کا کیا مطلب ہے؟

(ج) کس عمارت پر پرچم کو رات کے وقت مصنوعی طور پر روشن رکھا جاتا ہے؟

(د) کیا چھوٹی جھنڈیوں کا بھی احترام کیا جانا چاہیے؟

(ہ) پاکستانی پرچم کا ڈیزائن کس نے تیار کیا؟

سوال نمبر ۲۔ دیے گئے بیانات کے مطابق درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) قومی پرچم حیثیت رکھتا ہے:

قومی	تاریخی	صوبائی	عوامی

(ب) پرچم کا سبز رنگ ہوتا ہے:

ایک چوتھائی	ایک تہائی	دو تہائی	تین چوتھائی

(ج) ہلال کہتے ہیں چاند کو:

پہلی رات کے	دسویں رات کے	چودھویں رات کے	آخری رات کے

(د) پرچم کو لہرایا جاتا ہے:

دوپہر میں	شام میں	طلوعِ آفتاب کے بعد	فجر سے پہلے

سوال نمبر ۳۔ واحد کی جمع اور جمع کے واحد لکھیے۔

تقریب	مرحلہ	آداب	اقوام	اوطان	شکل

سوال نمبر ۴۔ اِعراب کی مدد سے تلفظ واضح کیجیے۔

ہلال	احترام	فضا	اختتام	شکل	شناخت	توجہ

سوال نمبر ۵۔ ان الفاظ کے متضاد لکھیے:

طلوع	اختتام	ترقی	بلندی	مصنوعی

سوال نمبر ۶۔ دیے گئے الفاظ کو جملوں میں اس طرح استعمال کیجیے کہ مفہوم واضح ہو جائے:

آب و تاب	چابک دستی	ادب و احترام	فضل و کرم	جھنڈیاں

سوال نمبر ۷۔ ''قومی پرچم کے آداب'' کے موضوع پر ایک سو لفظوں پر مشتمل مضمون لکھیے۔

اس سبق میں ایک لفظ ''حیرانی'' استعمال ہوا ہے۔ عام طور پر لوگ اسے ''حیرانگی'' لکھتے اور بولتے ہیں۔ یاد رکھیے ''حیرانگی'' غلط ہے۔ ذیل میں چند ایسے الفاظ دیے جاتے ہیں جن کے آخر میں ''گی'' آتا ہے۔

سادہ سے سادگی، پاکیزہ سے پاکیزگی، سنجیدہ سے سنجیدگی، زندہ سے زندگی، بندہ سے بندگی، درندہ سے درندگی، بے چارہ سے بے چارگی وغیرہ۔ جن الفاظ کے آخر میں ''ہ'' آتی ہو اور وہ صفت بھی ہوں۔ ایسے لفظوں کے آخر سے ہم ''ہ'' کو ہٹا کر ''گی'' کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ جو الفاظ ''ہ'' پر ختم نہیں ہوتے، اُن کے آخر میں صرف ''ی'' بڑھائی جاتی ہے۔ مثلاً: حیران سے .... حیرانی

سوال نمبر ۸۔ آپ ان لفظوں سے اسی طرح لفظ بنائیے:

درست سے .... ناراض سے ....

لاچار سے .... خوار سے ....

سرگرمی

☆ طلبہ، پاکستان کا جھنڈا تیار کر کے جماعت میں آویزاں کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ: طلبہ کو دُنیا کے دیگر ممالک کے جھنڈوں سے متعلق اضافی معلومات فراہم کیجیے، نیز چند اور ممالک کے جھنڈوں کی تصاویر بھی دکھائیے۔

سر عبداللہ ہارون

حاصلاتِ تعلّم یہ سبق پڑھ کر طلبہ:
۱۔ تحریکِ پاکستان کے رہنماؤں سے واقفیت حاصل کریں گے۔ ۲۔ مترادف اور متضاد لکھیں گے۔
۳۔ پاکستان کی کسی اہم شخصیت پر مضمون لکھیں گے۔

ایک بچہ بڑا ہونہار تھا۔ ابھی اُس کے کھیلنے کے دن تھے کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ ماں نے حکم دیا کہ وہ اسکول سے آ کر کھیلنے کے بہ جائے کچھ کام کرے۔ دوسرے دن ماں نے اُسے چھوٹی سی ٹرے میں کچھ ننھے ننھے کھلونے، رومال، کنگھیاں اور بال پنیں وغیرہ رکھ کر دیں اور کہا:

''جاؤ، انھیں جا کر بیچو، اس لیے کہ اب گھر کی ذمہ داری تمھیں ہی سنبھالنی ہے۔'' باپ کی جدائی کی حقیقت کو وہ بھلا نہیں سکتا تھا، ماں کے حکم پر وہ بوجھل بوجھل قدموں سے گھر سے نکلا۔ پہلے دن اُس کے دوستوں نے اُسے تنگ کیا۔ پوچھا ''عبداللہ کیا کر رہے ہو؟''

''تجارت۔'' اُس نے جواب دیا۔ دوستوں نے اس لفظ پر خوب ہنسی اُڑائی اور پھر ایک نے اُسے سیٹھ کہہ کر بھی مذاق اُڑایا۔ اس بچے نے دوستوں کے مذاق اور تمسخر سے ہمت ہارنے کے بہ جائے عزم کیا کہ وہ محنت کر کے ایک دن ضرور سیٹھ بنے گا۔ بعد میں وہ بچہ ماں کی فرماں برداری اور دن رات محنت کی

سر عبداللہ ہارون کی قائدِ اعظمؒ کے ساتھ ایک یادگار تصویر

وجہ سے حاجی عبداللہ ہارون کے نام سے مشہور رہوا۔ جس نے کاروباری، سیاسی اور سماجی خدمات کے میدان میں بہ یک وقت شہرت اور عزت پائی۔

عبداللہ ہارون ۱۸۷۲ء میں ممبئی کے کچھّی میمن گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ماں کے کہنے کے مطابق پہلے خود چیزیں بیچیں، جب ذرا بڑے ہوئے تو اپنے بہنوئی صالح محمد کے پاس ملازمت کرلی۔ وہ ہر کام والدہ کے حکم اور مشورے سے کرتے تھے اور اپنے خرچ کا حساب بھی والدہ کو دیتے تھے۔ جب ان کا کاروبار بڑھا تو وہ والدہ کو حج پر لے گئے۔ واپسی پر انھوں نے ماموں کے ساتھ اناج کا کام شروع کردیا اور اس کام میں مہارت حاصل کی۔

عبداللہ ہارون کی والدہ حنیفہ بائی اعلیٰ مضبوط کردار اور عمدہ صفات کی مالکہ تھیں۔ وہ اپنے بیٹے میں بھی یہی صفات دیکھنا چاہتی تھیں۔ اسی لیے زندگی کے ہر مرحلے پر اُن کی رہنمائی کرتی تھیں۔ یہی اوصاف عبداللہ ہارون کو اپنی والدہ سے وَرثے میں ملے۔

ایک دن اُن کے دل میں اپنا ذاتی کاروبار کرنے کا خیال آیا۔ ایسے وقت میں ایک بار پھر ماں ہمت اور حوصلہ بڑھانے کے لیے آگے بڑھی اور اچھی خاصی رقم لاکر اُن کے سامنے رکھ دی۔ وہ حیران رہ گئے۔ ماں نے بتایا کہ یہ رقم وہ ایک عرصے سے جمع کررہی تھی۔ انھوں نے اس رقم سے شکر کا کام شروع کیا اور پھر رفتہ رفتہ کام کو اس حد تک آگے بڑھادیا کہ وہ ''شوگر کنگ'' (شکر کے بادشاہ) کہلانے لگے۔ اُن کی جدو جہد کا مرکز کراچی تھا۔

اپنے ذاتی کام کے آغاز میں ایک دن دکان پر بیٹھے اپنے کاروبار کو بڑھانے کے بارے میں سوچ رہے تھے کہ ایک خیراتی تنظیم کے کچھ لوگ اُن کے پاس آئے اور فلاحی کام کے لیے چندہ مانگا۔ انھوں نے فوراً ہی بکس میں سے پانچ سو روپے نکال کردے دیے۔ اُس زمانے میں یہ اچھی خاصی رقم تھی۔ اُن کے جانے کے بعد عبداللہ ہارون نے جب باقی رقم کا شمار کیا تو صرف ۲۵ روپے بچے تھے۔ ایک لمحے کے لیے خیال آیا کہ ماں کو حساب دوں گا تو شاید وہ ناراض ہوں گی، لیکن جب گھر پہنچ کر ماں کو بتایا تو خلافِ توقع وہ بہت خوش ہوئیں اور کہا:

’’دیکھو،ہم مسلمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینا اور دوسروں کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ سب اُسی کی امانت ہے۔ اگر اُسے تمھارا یہ عمل پسند آگیا تو وہ ان ۲۵ روپوں کو ۲۵ ہزار میں بدل دے گا۔‘‘

شاید یہ قبولیت کی گھڑی تھی۔ چند روز بعد اُنھیں ایک سودے میں واقعی ۲۵ ہزار روپے کا منافع ہوا۔ وہ اپنے فرائض پوری ذمے داری سے ادا کرتے تھے۔ اُس دور میں حج پر جانے والوں کو بہت پریشانیاں اُٹھانا پڑتی تھیں۔ آپ کی کوششوں سے کراچی میں حاجی کیمپ کا قیام عمل میں آیا۔ آپ نے کئی پرانی مسجدوں کی مرَمّت کروائی اور کئی نئی مسجدیں تعمیر بھی کرائیں۔

جس زمانے میں تحریک خلافت زوروں پر تھی تو عبداللہ ہارون بھی اُس کے حامیوں میں تھے۔ جب خالق دینا ہال، کراچی میں مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی پر مقدمہ چلا تو اُن کی بہادر ماں بی اماں، عبداللہ ہارون کے گھر آ کر رہنے لگیں۔ جب دونوں بھائیوں کو قید کی سزا ہوئی اور بی اماں اُن سے ملنے جیل جاتیں تو وہ بھی اپنے بچوں کو جیل میں ساتھ لے جاتے اور مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی سے ملواتے۔ وہ چاہتے تھے کہ اُن کے بچے بھی یہ دیکھیں کہ قوم کے یہ عظیم قائدین اپنی قوم کے لیے کیسی کیسی تکالیف برداشت کر رہے ہیں۔

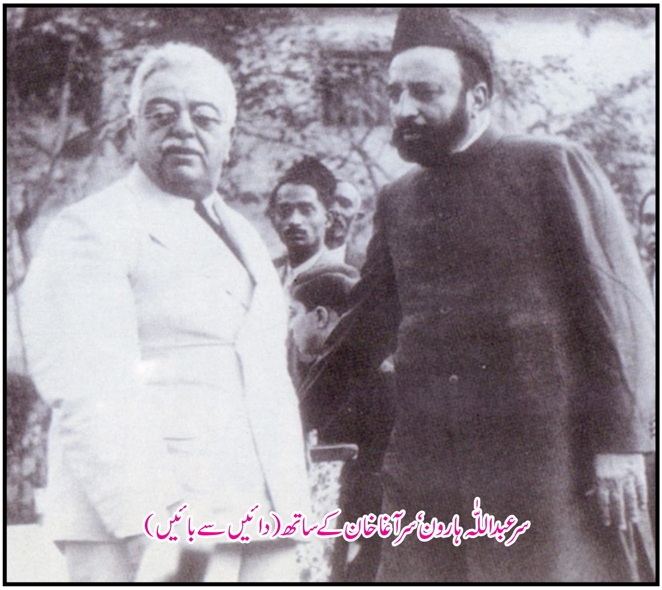

سر عبداللہ ہارون، سر آغا خان کے ساتھ (دائیں سے بائیں)

وہ سماجی کاموں میں ہمیشہ خود کو پیش پیش رکھتے۔ لڑکیوں کو تعلیم دلوانے کے لیے ایک اسکول بھی بنوایا جو بعد میں اُن کی والدہ حنیفہ بائی کے نام سے موسوم ہوا۔ انھوں نے عبداللہ ہارون کالج، مسلم جیم خانہ، مدرسے، یتیم خانہ اور کھیل کا میدان بھی تعمیر کروایا۔ سماجی اور سیاسی خدمات کے

اعتراف میں حکومت نے اُنھیں ''سر'' کے خطاب سے نوازا۔

سیاسی میدان میں بھی آپ نے بھرپور حصہ لیا اور قوم کے لیے اُس کے مَثبت نتائج بھی حاصل کیے۔ ۱۹۲۰ء میں سندھی کا پہلا روزنامہ ''الوحید'' جاری کیا جس نے ۲۵ سال تک ہندو پریس کا مقابلہ کیا۔ ۱۹۲۳ء میں ممبئی کے قانون ساز ادارے کے لیے الیکشن لڑا اور کامیابی حاصل کی۔ سندھ کو ممبئی سے الگ کرنے کی تجویز بھی پیش کی بعد میں ۱۹۳۵ء کے قانون کے تحت سندھ، ممبئی سے الگ ہوا۔ اس سے مسلمانوں کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچا۔

سر عبداللّٰہ ہارون پانچ سال تک سندھ خلافت کمیٹی کے صدر رہے۔ سندھ میں یونائیٹڈ پارٹی کے قیام میں بھی اُن کا حصہ رہا۔ ۱۹۳۸ء میں آپ ہی کی کوششوں سے سندھ صوبائی مسلم لیگ کے اجلاس میں مسلمانوں کے لیے الگ علیٰحدہ وطن کی قرارداد منظور ہوئی۔ بعد میں مارچ ۱۹۴۰ء کے مسلم لیگ کے اجلاس میں قراردادِ پاکستان پیش ہوئی تو اُس کی تائید کرنے والوں میں عبداللّٰہ ہارون بھی تھے۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمان سندھ کے راستے ہندوستان آئے تھے۔ سندھ کے مسلمانوں کے سامنے سب سے پہلے یہ مسئلہ آیا تھا جو اب مسلم لیگ کے سامنے ہے۔ یہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس قرارداد کو منظور کریں۔''

۲۷ اپریل ۱۹۴۲ء کو کراچی میں حرکت قلب بند ہو جانے کے باعث انتقال کر گئے۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے ان الفاظ میں انھیں خراجِ تحسین پیش کیا:

''وہ مسلم لیگ کے انتہائی مضبوط ستونوں میں سے ایک تھے۔ انھوں نے نہ صرف مسلمانانِ سندھ کی عظیم خدمات سرانجام دیں بلکہ پورے ہندوستان کے مسلمانوں کی دن رات خدمت کی۔ انھوں نے غلامی کی زنجیروں کو کاٹنے اور آزادی کے حصول کے لیے دن رات ایک کر دیے۔''

کراچی میں عبداللّٰہ ہارون کالج، عبداللّٰہ ہارون مسلم جم خانہ اور عبداللّٰہ ہارون روڈ انھی کے نام سے مشہور ہیں۔

مشق

سوال نمبر۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) سرعبداللّٰہ ہارون کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

(ب) سرعبداللّٰہ ہارون کی والدہ کا نام کیا تھا؟

(ج) ''شوگر کنگ'' کے معنی کیا ہیں؟

(د) ''بی اماں'' کون تھیں؟

(ہ) عبداللّٰہ ہارون نے کب اور کون سا رسالہ جاری کیا؟

(ز) سرعبداللّٰہ ہارون کی وفات کب اور کہاں ہوئی؟

سوال نمبر۲۔ دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) عبداللّٰہ ہارون کی والدہ...............اعلیٰ کردار اور عمدہ صفات کی مالکہ تھیں۔

حنیفہ بائی	نسیمہ بائی	سلمیٰ بائی	زلیخا بائی

(ب) سماجی اور سیاسی خدمات کے اعتراف میں اُنھیں '........' کے خطاب سے نوازا گیا۔

لارڈ	پیر	سر	ڈاکٹر

(ج) ۱۹۲۰ء میں سندھی کا پہلا روزنامہ '..........' جاری کیا

المنظر	الوحید	الرشید	الوجود

(د) فلاحی کام کے لیے انھوں نے فوراً ہی بکس میں سے...............روپے نکال کر دیے۔

پانچ سو	پچیس سو	پچیس	ہزار

(ہ) ان کی جدوجہد کا مرکز.................تھا۔

لاہور	کراچی	ممبئی	لندن

سوال نمبر۳۔ درج ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے:

پسند	سُکھ	بلند	قدیم	مثبت

سوال نمبر۴۔ درجہ ذیل الفاظ کے مترادف لکھیے۔

دن	غلامی	ہمت	صفت	قدیم

سوال نمبر۵۔ دیے گئے بیانات کے درست جوابات پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) عبداللہ ہارون سندھ خلافت کمیٹی کے صدر رہے۔

سات سال	پانچ سال	تین سال	دو سال

(ب) عبداللہ ہارون اپنی والدہ کے ساتھ گئے:

خریداری کرنے	سبزی لینے	حج پر	دعوت میں

(ج) ایک دوست نے عبداللہ کو کہہ کر پکارا:

سیٹھ	مزدور	جھوٹا	نمازی

(د) عبداللہ ہارون نے اخبار نکالا:

الفتح	الوحید	القدیر	البرہان

(ہ) عبداللہ ہارون کو سودے میں منافع ہوا:

۲۵ کا	۲۵ سو کا	۲۵ ہزار کا	۲۵ لاکھ کا

(و) آپ کے گھر آکر رہتی تھیں:

دادی اماں	نانی اماں	بی اماں	تائی اماں

سوال نمبر۶۔ مذکر / مونث الگ کر کے لکھیے:

تحریک	مرحلہ	حصول	تنگ	قید	گھرانہ

سرگرمی

☆ طلبہ، پاکستان کی کسی مشہور شخصیت پر ۱۵۰ الفاظ پر مشتمل مضمون لکھیں۔

ہدایات برائے اساتذہ: بچوں کو پاکستان کی دیگر قومی شخصیات سے متعارف کروائیے:

قِصّہ ایک دعوت کا

حاصلاتِ تعلّم	یہ نظم پڑھ کر طلبہ: ۱۔ مزاحیہ نظم سے لطف اندوز ہوں گے۔ ۲۔ نظم کو سادہ نثر میں لکھیں گے۔ ۳۔ مترادف الفاظ لکھیں گے۔ ۴۔ مزاحیہ انداز میں کسی دعوت کا حال بیان کریں گے۔

بُفے دعوت پہ بلوایا گیا ہوں
پلیٹیں دے کے بہلایا گیا ہوں

کبھی باتوں میں الجھایا گیا ہوں
کہیں کرسی سے ٹکرایا گیا ہوں

نہ آئی پر نہ آئی میری باری
پلاؤ تک بہت آیا گیا ہوں

کبابوں کی رکابی ڈھونڈنے کو
کئی میلوں سے دوڑایا گیا ہوں

برائے قتلِ قلیہ ہائے ماہی
چُھری کانٹے سے لڑوایا گیا ہوں

مٹر کے واسطے جب کی مٹرگشت
تو آلو گوشت میں پایا گیا ہوں

ضِیافت کے بہانے درحقیقت
مَشقّت کے لیے لایا گیا ہوں

(سیّد ضمیر جعفری)

مشق

سوال نمبر۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) بُفے دعوت کسے کہا جاتا ہے؟

(ب) بُفے دعوت میں مہمان کو کن مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے؟

(ج) شاعر نے مچھلی حاصل کرنے کے لیے کس سے لڑائی کی؟

(د) کباب حاصل کرنے کے لیے شاعر کو کہاں تک دوڑنا پڑا؟

(ہ) کھڑے ہو کر کھانے میں کیا مشکلات پیش آتی ہیں؟

سوال نمبر۲۔ درج ذیل مصرعوں کو درست الفاظ کی مدد سے پُر کیجیے:

(الف) ضیافت کے ....درحقیقت

(ب) پلاؤ تک ....آیا گیا ہوں

(ج) کہیں ....سے ٹکرایا گیا ہوں

(د) مٹر کے ....جب کی مٹر گشت

(ہ) کبابوں کی ....ڈھونڈنے کو

سوال نمبر۳۔ درج ذیل الفاظ کے مترادف لکھیے:

ماہی	ضیافت	حقیقت	غلہ	مشقت

سوال نمبر۴۔ ضیافت کے بہانے درحقیقت مشقّت کے لیے لایا گیا ہوں

اس شعر میں شاعر نے بفے کی کس خرابی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وضاحت کیجیے۔

سوال نمبر۵۔ شاعر نے ایک بفے دعوت کا حال لکھا ہے۔ آپ بھی کسی دعوت کا حال عمدہ پیرائے میں لکھیے۔

سوال نمبر۶۔ اِس نظم کو سادہ نثر میں تحریر کیجیے۔

سرگرمیاں

☆ طلبہ مشہور شعرا کا کلام جمع کریں۔

☆ طلبہ کمرۂ جماعت میں مشاعرہ منعقد کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ: طلبہ کے لیے ایک مختصر مشاعرے کا اہتمام کیجیے جس میں وہ مزاحیہ شعرا کا کلام پیش کیجیے۔

زمین کی کہانی

حاصلاتِ تعلّم یہ سبق پڑھ کر طلبہ:

۱۔ زمین کی اہمیت کے بارے میں جان سکیں گے۔ ۲۔ مترادف لفظ لکھیں گے۔
۳۔ نئے الفاظ کے معنی لغت سے تلاش کر کے لکھیں گے۔ ۴۔ ماحولیات پر مضمون لکھیں گے۔

میں زمین ہوں جس پر آپ سب رہتے ہیں۔ میں کب وجود میں آئی اس بارے میں، میں کچھ نہیں جانتی۔ آپ لوگ صدیوں سے یہ معلوم کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ میں کب وجود میں آئی، لیکن آپ بھی ابھی تک کسی حتمی نتیجے پر نہیں پہنچ پائے ہیں۔ بس اندازے ہی لگا رہے ہیں۔ ہاں میں نے اپنی پیدائش کے بارے میں ایک کہانی سُن رکھی ہے۔ وہ کہانی کچھ یوں ہے کہ وجود میں آنے سے قبل میں سورج کا حصہ تھی۔ سورج کے بارے میں آپ جانتے ہیں کہ وہ نہایت گرم ہے اور تیزی سے گھومتا ہے۔ تیز رفتاری کے باعث اِس کے کئی حصّے الگ ہو گئے، اِن میں سے ایک حصّہ میں ہوں۔ جب میں سورج سے علٰیحدہ ہوئی تھی تو اس وقت میں بھی سورج کی طرح انتہائی گرم تھی۔ اس گرمی کے باعث میرے اُوپر کسی بھی چیز کا زندہ رہنا

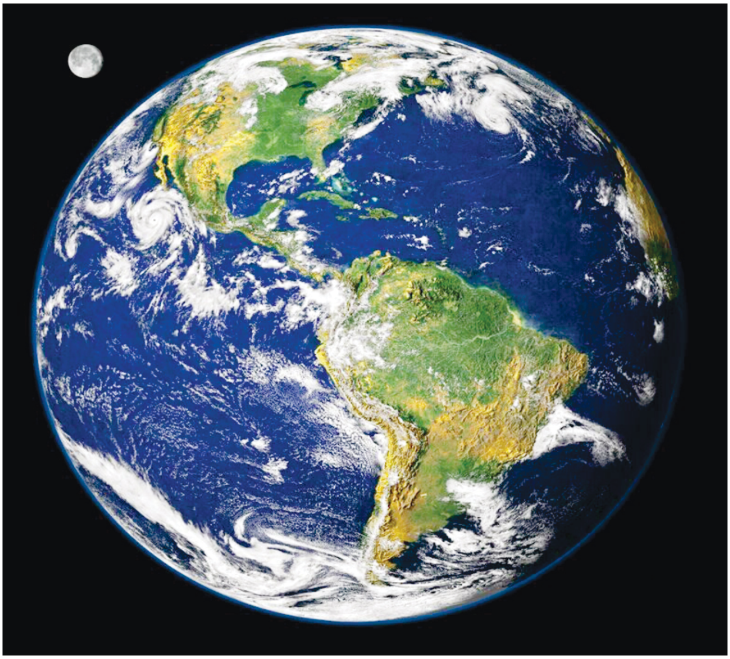

ناممکن تھا۔ نامعلوم میں کتنا عرصہ اسی طرح بنجر اور ویران پڑی رہی۔ آہستہ آہستہ میری اوپر کی سطح ٹھنڈی ہوتی گئی، جس کی وجہ سے میرے اوپر کی سطح نے ٹھوس حالت اختیار کر لی۔ پھر مجھے ایک حالت پر قائم رہنے کے لیے خالقِ کائنات نے مجھ پر پہاڑ کھڑے کر دیے۔ پہاڑ جہاں مجھے ایک حالت پر قائم رکھنے کا سبب ہیں، وہاں ان کی وجہ سے میرے حسن میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

میرے ٹھنڈے ہونے کے بعد مجھ پر زندگی کے آثار نمودار ہونے لگے۔ کہا جاتا ہے کہ اِبتدا میں مجھ پر خوف ناک قسم کے جانور آباد تھے لیکن وہ رونق نہیں تھی جو انسان کے آباد ہونے کے بعد ہوئی ہے۔ میری رونق کو بڑھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو آباد کیا۔ انسانوں کے علاوہ اور بھی بے شمار مخلوقات مجھ پر آباد ہیں۔ اللہ نے فرمایا ہے کہ تمام مخلوقات میں انسان بہترین اور افضل مخلوق ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا پھر علم کے ساتھ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت عطا کی۔ انسان نے مجھ پر قدم رکھنے کے بعد میرے حسن و جمال میں اضافے اور اپنی آسائش کے لیے کام کرنا شروع کیا۔ مجھ پر انسانوں کو آباد کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے قسم قسم کے خوبصورت پرندے اور جانور پیدا کیے۔ اس سے میری رونقوں میں روز بہ روز اضافہ ہونے لگا۔

انسانوں کے علم وحکمت اور مسلسل تگ و دَو کی بدولت میں آباد ہونے لگی۔ انسان نے اپنی سہولت اور آرائش کے لیے گھر بنانے شروع کیے اور وہ جگہ جگہ مل جل کر آبادیوں کی صورت میں رہنے لگے۔ انسانوں کی تگ و دو اور محنت کو دیکھتے ہوئے میں نے بھی اس کے لیے اپنے اندر چھپے ہوئے خزانے اگلنے شروع کر دیے۔ جن میں اناج کے علاوہ قسم قسم کی سبزیاں، پھل اور طرح طرح کے پھول شامل ہیں۔ انسان نے ان چیزوں پر قناعَت نہ کی بلکہ جب اُسے معلوم ہوا کہ میرے سینے کے اندر بے شمار قیمتی اشیا دفن ہیں تو اُس نے ان کو حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔ اب اُس نے قسم قسم کی مشین ایجاد کیں۔ ان مشینوں کی مدد سے جگہ جگہ میرے سینے میں سوراخ کر کے قیمتی معدنیات حاصل کرنی شروع کیں جیسے:سونا، چاندی، فولاد، تانبا اور بہت کچھ۔ میں انسان کی اس حرکت پر بھی خفا نہ ہوئی کیونکہ وہ مجھے آباد کرنے اور مجھے زیادہ سے زیادہ خوب صورت بنانے کی کوشش میں مصروف تھا۔

پھر انسانوں نے خود کو قبائل، گروہوں اور قوموں میں تقسیم کر لیا۔ میرے بھی حصّے بخرے کیے اور کہنے لگے، یہ ملک میرا حصہ ہے، وہ تیرا ملک ہے۔ حالاں کہ یہ سب ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں۔ لیکن انسانوں نے اس حقیقت کو فراموش کر دیا۔ اب نہ صرف انسان، انسان کا دشمن بن گیا بلکہ اپنے دفاع اور دوسروں کو تباہ کرنے کے لیے ایٹم بم اور دیگر مہلک ہتھیار تک بنا ڈالے۔

میرا یہ خیال تھا کہ ہتھیار تو اُنھوں نے بنائے ہیں مگر ان کا استعمال نہیں کریں گے لیکن میرا خیال غلط ثابت ہوا۔ انسان باز نہ آیا۔ میں اس دن کو کبھی نہیں بھول پاؤں گی جب انسان نے اپنے جیسے انسانوں پر ہیروشیما اور ناگاساکی میں پہلی مرتبہ ایٹم بم گرائے۔ ان بموں کی وجہ سے میرے سینے میں اس قدر گہرے شِگاف پڑے کہ وہ ایک عرصے تک نہ بھر پائے۔ لاکھوں انسان جن میں بچے، بوڑھے اور عورتیں شامل تھے پلک جھپکتے میں جل کر راکھ کا ڈھیر بن گئے۔ یہ منظر جب بھی یاد آتا ہے تو میرا دل خون کے آنسو روتا ہے۔ میرا خیال تھا کہ اس ہولناک تباہی کے بعد انسان دوبارہ ایسا کرنے کا سوچے گا بھی نہیں لیکن افسوس کہ اس انسان نے اس سے بھی سبق نہ سیکھا۔

انسان جو میری مٹی سے بنا ہے جو مجھے ماں کہہ کر پکارتا ہے۔ جس کی بقا صرف میری وجہ سے ہے۔ جس کو ہمارے خالق نے ''اشرف المخلوقات'' قرار دیا ہے۔ اس کے بارے میں جب میں سوچتی ہوں تو حیران و پریشان ہو جاتی ہوں۔ کیا یہی اس کی فضیلت اور شرافت ہے؟ جو کام یہ کر رہا ہے وہ تو درندے بھی نہیں کرتے۔

اس لیے میں انسان سے اِلتجا کرتی ہوں کہ اے انسان! ہوش میں آ۔ اپنی تخلیق کے مقصد کے پیشِ نظر مجھے اور میرے اوپر بسنے والوں کو تباہ و برباد نہ کر۔ یاد رکھ کہ اگر تو ان حرکات سے باز نہ آیا تو پھر تیرا انجام بھی بڑا دردناک ہوگا۔ اے انسان! مجھے جہنم نہ بنا۔ میں تو تیرے لیے مہربان ماں کی طرح ہوں۔ مہربان ماں کے ساتھ ایسا برتاؤ تجھے زیب نہیں دیتا۔

مشق

سوال نمبر۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) جب زمین وجود میں آئی تو اس پر جاندار کیوں موجود نہ تھے؟

(ب) زمین کی اُوپر کی سطح کیسی ہے؟

(ج) اللّٰہ تعالیٰ نے زمین پر پہاڑ کیوں کھڑے کیے ہیں؟

(د) پانچ معدنیات کے نام بتائیے جن کے نام سبق میں نہ ہوں۔

(ہ) جاپان میں کن کن شہروں پر ایٹم بم گرائے گئے تھے؟

سوال نمبر۲۔ دیے گئے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

وجود — خالق — خوف ناک — بسیرا — تگ و دو — سرکش

سوال نمبر۳۔ خالی جگہوں میں درست لفظ لکھ کر جملے مکمل کیجیے:

(الف) میں وجود میں آنے سے قبل .... کا حصّہ تھی۔

چاند — تارے — سورج — بادل

(ب) انسانوں نے اس .... کو فراموش کر دیا۔

حقیقت — صداقت — اصلیت — ایجاد

(ج) میرے سینے کے اندر بے شمار قیمتی اشیا .... ہیں۔

موجودہ — پوشیدہ — دفن — نہیں

(د) انسانوں کے علاوہ اور بھی بے شمار مخلوقات مجھ پر .... ہیں۔

موجود — آباد — رہتی — ناز کرتی

(ہ) مہربان .... کے ساتھ ایسا برتاؤ تجھے زیب نہیں دیتا۔

ماں — زمین — دوست — پڑوسی

سوال نمبر۴۔ درج ذیل الفاظ پر اِعراب لگا کر تلفظ واضح کیجیے:

قناعت	خالق	اناج	شگاف	التجا	عبرت

سوال نمبر۵۔ سبق کے مطابق درست بیان پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) میں تو تیرے لیے مہربان دوست کی طرح ہوں۔

(ب) میری رونقوں میں روز بہ روز اضافہ ہونے لگا۔

(ج) سست رفتاری کے باعث اس کا ایک حصہ الگ ہوکر گر پڑا۔

(د) زمین پہلے سورج کا حصہ تھی۔

سوال نمبر۶۔ لغت سے تلاش کر کے درج ذیل کے معنی لکھیے:

خالق	آثار	نمودار	خوف ناک	تگ و دو	قناعت	شگاف

سوال نمبر۷۔ ان لفظوں کے مترادف جوڑے بنائیے:

ابتدا	افضل	باعث	شدید	عطا
اعلیٰ	شروع	انتہائی	بخشش	سبب

سوال نمبر۸۔ ماحولیات کے بارے میں ایک سو الفاظ پر مشتمل مضمون لکھیے۔

سرگرمی ☆ طلبہ جوڑیوں میں انسان اور زمین کے درمیان مکالمہ کمرۂ جماعت میں پیش کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ:	کلاس میں طلبہ کو زمین کی کہانی پڑھاتے وقت نقشے کی مدد سے بتائیے کہ اس وقت دنیا میں کتنے براعظم موجود ہیں۔

پاکستان کی خوشحالی

حاصلاتِ تعلّم

یہ سبق پڑھ کر طلبہ:
۱۔ زراعت سے متعلق واقفیت حاصل کریں گے۔ ۲۔ متضاد لفظ لکھیں گے۔
۳۔ واحد اور جمع لکھیں گے۔ ۴۔ زراعت کی اہمیت پر دس سطریں لکھیں گے۔

زراعت اور انسان کا بہت پُرانا ساتھ ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ جب سے انسان نے دنیا میں قدم رکھا زراعت کا کام شروع ہوگیا اور جب تک یہ دنیا باقی رہے گی، زراعت کی اہمیت باقی رہے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو زندہ رہنے کے لیے غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ زراعت کا شعبہ ہی تو ہے جو خوراک پیدا کرنے میں دن رات لگا رہتا ہے۔

ہمارا پیارا ملک پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ پاکستان کی تقریباً ستر فی صد آبادی دیہات میں رہتی ہے۔ دیہات میں رہنے والوں کی اکثریت زراعت کے شعبے سے منسلک ہے۔ یہ لوگ کھیتی باڑی کرتے اور ملک کی غذائی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی شب و روز محنت کی بہ دولت زرعی پیداوار میں اضافہ ہو رہا ہے۔

زراعت سے ملک کی معیشت مضبوط ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زراعت کو پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی تصور کیا جاتا ہے۔ انسانی جسم میں ریڑھ کی ہڈی کی اہمیت سے آپ بخوبی آگاہ ہیں۔ اگر خدانخواستہ ریڑھ کی ہڈی میں کوئی نقص واقع ہو جائے تو انسانی جسم مفلوج ہو کر رہ جاتا ہے۔ اسی طرح زراعت ہمارے ملک کے لیے بہت اہم ہے۔ اگر یہ شعبہ کمزور پڑ جائے تو اس سے ملک کمزور ہو گا۔

زندگی کے ہر شعبے میں سائنس کا عمل دخل دیکھا جا سکتا ہے۔ زراعت کے شعبے میں بھی سائنس نے انقلاب برپا کر دیا ہے۔ آج سے تیس سال پہلے تک کھیتی باڑی کے سارے کام انسانی ہاتھوں اور چوپایوں کی مدد سے انجام پاتے تھے۔ کھیت میں ہل چلانے، کنویں سے پانی نکالنے، گندم کی کٹائی کرنے اور گنے کا رس نکالنے کے لیے چوپایوں سے کام لیا جاتا تھا۔ اب سائنس دانوں نے کھیتی باڑی کے ہر کام کے لیے مشینیں ایجاد کر لی ہیں۔ ٹریکٹر کی مدد سے ہل چلایا جاتا ہے۔ ہارویسٹنگ مشین سے فصل کی کٹائی اور گہائی کا کام ایک ساتھ عمل میں آتا ہے۔ ٹیوب ویل سے کھیت سیراب کیے جاتے ہیں۔ غرض مشینوں سے کسان کے کام میں تیزی آگئی ہے اور کام پہلے کی نسبت تیز رفتاری سے ہوتا ہے۔

زرعی سائنس دان، دن رات تجربات کرتے رہتے ہیں۔ وہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں نئے نئے طاقتور بیج تیار کرتے ہیں، یہ نئے بیج زیادہ پیداوار دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان میں بیماریوں کے خلاف قوتِ مدافِعتَ بھی زیادہ پائی جاتی ہے۔ ان بیجوں کی بدولت فی ایکڑ پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے۔ اس اضافے سے ملک کو بہت زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ زیادہ پیداوار ہو گی تو ملک خوراک کے معاملے میں خود کفیل ہو گا۔ اسے خوراک کے معاملے میں دوسرے ملکوں کا محتاج نہیں ہونا پڑے گا۔ اگر باہر سے خوراک درآمد کی جائے تو اس پر قیمتی زرِ مبادلہ خرچ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس اگر ہم اپنی ضرورت سے زائد اناج پیدا کریں تو ہم اسے دوسرے ملکوں کو برآمد کر کے زرِمبادلہ کما سکتے ہیں۔

اللّٰہ تعالیٰ نے پاکستان کو بہترین وسائل سے نوازا ہے۔ خاص طور پر یہاں کی زمین اپنی زرخیزی کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے۔ یہاں کے نہری نظام کا شمار دنیا کے آب پاشی کے بہترین نظاموں میں ہوتا ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ کے فضل سے ہم گندم کی پیداوار میں خود کفالت کا درجہ حاصل کر چکے ہیں۔ ہم اسے

بَر آمد کرتے ہیں۔ اسی طرح پاکستانی چاول کی دنیا میں بڑی مانگ ہے۔ یہاں کاشت کیے جانے والے چاول اپنی خوشبو کے لحاظ سے بے مثال ہیں۔ پاکستان کی ایک اہم برآمدی فصل کپاس بھی ہے۔ اسے ہم بیرونی ملکوں میں برآمد کر کے بہت سا زرمبادلہ کماتے ہیں۔

آٹے اور چاول کی ملیں، خوردنی تیل، دھاگا اور کپڑا بنانے کے کارخانے، یہ سب زراعت سے وابستہ ہیں۔ یوں زراعت کی ترقی کے ساتھ صنعتی ترقی بھی ممکن ہوتی ہے۔ خوردنی تیل نکالنے کے لیے روغنی اجناس کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمارے ملک میں سورج مکھی، کینولا وغیرہ سے خوردنی تیل نکالا جاتا ہے۔

ہمارے ملک میں روغنی اجناس اتنی مقدار میں پیدا نہیں ہو رہیں جتنی ان کی ضرورت ہے۔ اِس لیے ہم بیرونی ممالک سے پام آئل درآمد کرنے پر مجبور ہیں۔ اسی طرح ہمارے ہاں چینی کی ضروریات بھی بڑھ گئی ہیں۔ ملک میں پیدا ہونے والی چینی ہماری ضرورتوں کے لیے ناکافی ہے۔ مجبوراً ہمیں چینی بھی باہر سے منگوانی پڑتی ہے۔ لہذا ہمیں روغنی اجناس اور گنے کی پیداوار میں اضافہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم اپنی خوردنی تیل اور چینی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے کسی کے محتاج نہ ہوں۔

گندم، چاول اور دالوں کے علاوہ سبزیاں اور پھل بھی انسانی خوراک کا حصہ ہیں۔ ہمارے ملک میں ہر طرح کی سبزیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اب تو جدید طریقوں کی مدد سے بے موسمی سبزیاں بھی اُگائی جا رہی ہیں۔ ہمارے ملک میں پیدا ہونے والا آم دنیا بھر میں بے حد پسند کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ہمارے ہاں پیدا ہونے والے کینو کو بھی اس کی عُمدہ کوالٹی کی بہ دولت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ ان پھلوں کی برآمد سے ہم زرِمبادلہ کماتے ہیں۔

زراعت سے وابستہ دیگر شعبوں میں پولٹری فارم، ڈیری فارم اور فش فارم بھی شامل ہیں۔ اکثر گھروں میں گائے یا بھینس ہوتی ہے۔ کچھ لوگ بھیڑ بکریاں پالتے ہیں۔ ڈیری فارم میں اعلیٰ نسل کے دودھ دینے والے جانور رکھے جاتے ہیں۔ ان جانوروں سے دودھ، مکھن، گھی کے علاوہ گوشت بھی حاصل ہوتا ہے۔ ان کی کھالوں سے چمڑے کے کارخانے چلتے ہیں۔ ان کا گوبر قدرتی کھاد کا کام دیتا ہے۔ اس گوبر سے بایو گیس بھی تیار کی جاتی ہے۔ بیشتر کسان پولٹری فارم کا کاروبار بھی کرتے ہیں۔ پولٹری فارم سے انڈوں کے علاوہ گوشت کی ضروریات پوری

ہوتی ہیں۔ کچھ کسان بھائیوں نے فش فارم بھی بنا رکھے ہیں۔ ان سے ہمیں مچھلی حاصل ہوتی ہے۔

اگر ملک کو خوش حال کرنا ہے تو کسان کو خوش حال کرنا ہوگا۔ اگر ہم زراعت کو ترقی دیں تو ہم اپنے پاؤں پر خود کھڑے ہو سکتے ہیں۔ ہم غیر ملکی امداد سے بے نیاز ہو سکتے ہیں۔ ہم قیمتی زرِمبادلہ بچا سکتے ہیں مگر اس کے لیے ایک ہی نسخہ ہے اور وہ یہ کہ ہم اپنے کسان بھائیوں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں دیں۔ حادثات کی صورت میں معاشی امداد فراہم کریں۔ انھیں سستے اور معیاری بیج فراہم کریں۔ کھاد، زرعی ادویات اور مشینری کو سستا کر دیں۔ کسانوں کو ٹریکٹر اور ٹیوب ویل چلانے کے لیے رعایتی نرخوں پر تیل فراہم کریں۔

مشق

سوال نمبر ۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) ”زراعت پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہے“ اس جملے کی وضاحت کریں۔

(ب) کون سی صنعتیں زرعی پیداوار کی مرہونِ منت ہیں؟

(ج) قدرتی کھاد سے کیا مراد ہے؟

(د) ڈیری فارم سے ہمیں کیا حاصل ہوتا ہے؟

(ہ) درآمدات اور برآمدات سے کیا مراد ہے؟

(و) صنعت کا زراعت کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

سوال نمبر ۲۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) بھینسیں اور گائیں ہوتی ہیں۔

زرعی فارم میں	پولٹری فارم میں	ڈیری فارم میں	فش فارم میں

(ب) ہارویسٹنگ مشین کام آتی ہے:

ہل چلانے کے	بیج بونے کے	کھاد بکھیرنے کے	فصل کاٹنے اور گاہنے کے

(ج) پاکستان ملک ہے:

صنعتی	زرعی	نیم صنعتی	نیم زرعی

(د) بیجوں پر تجربات کرتے ہیں:

کسان	سائنس دان	تاجر	صنعت کار

(ہ) پام آئل کام آتا ہے:

ٹریکٹر چلانے کے	ٹیوب ویل چلانے کے	کھانا پکانے کے	بالوں میں لگانے کے

سوال نمبر۴۔ واحد اور جمع لکھیے:

وسائل	دیہات	ایجاد	سہولت	دوا	مشکلات

سوال نمبر۵۔ دیے گئے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

معیشت	نسل	خودکفالت	انقلاب	زرِمبادلہ

سوال نمبر۶۔ دیے گئے الفاظ کے متضاد لکھیے:

زندگی	دیہی	بیرونی	زرخیز	خوش حال	سستا

سوال نمبر۷۔ سبق کے اہم نکات کو ذہن میں رکھتے ہوئے کم از کم سو لفظوں میں اس کا خلاصہ لکھیے۔

سرگرمی

☆ طلبہ، پاکستان میں پیدا ہونے والی اہم زرعی اجناس کی فہرست مرتب کریں۔

☆ طلبہ اپنے اپنے گھروں سے کوئی ایک سبزی یا پھل لائیں اور اس پر گفتگو کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ:

۱۔ زرعی پیداوار بڑھانے کے لیے جو اقدامات ہو رہے ہیں، اُن سے طلبہ کو آگاہ کیجیے۔

۲۔ مختلف فصلوں کے بیج اور ان کے پودوں کی تصاویر دکھایئے۔

نُوری جام تماچی

حاصلاتِ تعلّم یہ سبق پڑھ کر طلبہ :

۱۔ لوک داستان کے بارے میں جانیں گے۔ ۲۔ غلط بیانات کو درست کر کے لکھیں گے۔
۳۔ نوری جام تماچی کی کہانی اپنے لفظوں میں لکھیں گے۔

دنیا کی ہر قوم میں کچھ کہانیاں اور داستانیں سچائی، محبت اور اخلاق کے پیغام کی وجہ سے اَمَر ہو جاتی ہیں۔ شاعر اور ادیب ان داستانوں کو نثر یا نظم میں بیان کرتے ہیں جنھیں ہر عمر کے لوگ بڑے شوق سے سنتے اور سناتے ہیں۔ صوبۂ سندھ کی ایسی داستانوں کو شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ نے نہایت عمدگی سے اپنی شاعری میں بیان کیا ہے۔ ان داستانوں میں عمر ماروی، سسی پنھوں اور نوری جام تماچی وغیرہ شامل ہیں۔ اس سبق میں آپ کو نوری جام تماچی کی لوک داستان سناتے ہیں۔

سندھ میں سموں خاندان کے دورِ حکومت میں جام تماچی نام کا ایک مشہور حاکم گزرا ہے۔ اس کے دورِ حکومت میں ضلع ٹھٹھے کی مشہور جھیل کینجھر کے کنارے غریب مچھیرے آباد تھے۔ یہ اپنے گزر بسر کے لیے جھیل پر مچھلی کا شکار کرتے تھے۔ مچھیروں کے اس خاندان میں ایک نہایت خوبصورت لڑکی پیدا ہوئی۔ اس کا نام نوری رکھا گیا۔

ایک دن جام تماچی جھیل کی سیر کے لیے آیا۔ جام کی آمد کی خبر سنتے ہی خوشی کے مارے مچھیروں کی بستی کے تمام مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے اپنے حاکم کو ایک نظر دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے۔ جام تماچی سب لوگوں سے خوشی خوشی ملا۔ اچانک اس کی نگاہ نوری پر پڑی جو پرانے کپڑے پہنے اپنی جھونپڑی کے باہر

کھڑی جام تماچی کو دیکھ رہی تھی۔ ایک غریب مچھیرے کے گھر میں اتنی با حیا لڑکی دیکھ کر وہ حیرت میں ڈوب گیا۔ اُس نے دل ہی دل میں اس سے شادی کرنے کا ارادہ کرلیا۔ اس نے محل پہنچ کر نوری کے والدین کے پاس نوری سے شادی کا پیغام بھجوایا۔ اس کے والدین نے اس پیغام کو اپنی خوش قسمتی سمجھتے ہوئے بہ خوشی قبول کرلیا۔ اس طرح نوری اس حاکم کی رانی بن گئی۔ جام تماچی کی اور بھی بیویاں تھیں۔

ایک دن اس نے اپنی تمام رانیوں سے کہا کہ فلاں دن وہ سب عمدہ لباس زیبِ تن کر کے آئیں۔ مجھے اُس وقت جس بیوی کا بناؤ سنگھار سب سے اچھا لگے گا، اُسے اپنی مہارانی بنالوں گا اور اپنے ساتھ جھیل کی سیر کراؤں گا۔

پھر کیا تھا۔ ہر رانی، مہارانی بننے کے خواب دیکھنے لگی۔ جب مقررہ دن آیا تو اس کی تمام رانیاں عمدہ سے عمدہ لباس زیبِ تن کر کے آئیں۔ لیکن نوری اپنے پرانے کپڑے پہنے لجاتی شرماتی آکھڑی ہوئی۔ یہ وہی لباس تھا جو جام سے پہلی ملاقات کے دن پہنے ہوئے تھی۔

جام تماچی آیا اور تمام رانیوں کا جائزہ لیا۔ اس نے دیکھا کہ ہر رانی، مہارانی بننے کی خواہش میں ایک سے بڑھ کر ایک زرق برق لباس پہنے، سونے چاندی کے زیورات کی چمک دمک سے جھلملاتی کھڑی ہے مگر نوری بناؤ سنگھار کر کے آنے کے بہ جائے اپنے وہی پرانے کپڑے پہنے کھڑی ہے۔ اس نے تعجب سے پوچھا! ''تم نے زربفت کا لباس اور سونے چاندی کے زیورات کیوں نہیں پہنے؟''

نوری نے نہایت ادب سے عرض کی:

''میں ایک غریب مچھیرے کی بیٹی ہوں اور آپ کی باقی بیگمات سموں خاندان کی عزت دار شہزادیاں ہیں۔ میں بھلا اُن سے کیا مقابلہ کروں گی۔ مجھے اپنا یہی لباس عزیز ہے، اس لیے اسی کو پہن لیا ہے۔''

جام، نوری کا یہ جواب سنتے ہی عش عش کر اُٹھا۔ اس بات نے اس کے دل میں نوری کی عزت اور بھی بڑھا دی۔ اُسے وہ واقعہ بھی یاد آ گیا جب اُس نے نوری کو اِسی لباس میں دیکھ کر اپنی رانی بنانے کا فیصلہ کیا تھا۔ جام تماچی نے نوری کی اس ادا کو قبولیت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اسے مہارانی بنانے کا اعلان کر دیا۔

اس واقعے کے بعد نوری کے لیے دل میں پہلے سے زیادہ محبت ہوگئی ۔ وہ جب بھی جھیل کی سیر کو جاتا نوری کو ضرور ساتھ لے جاتا۔

مشق

سوال نمبر۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) نوری کون تھی اور کہاں رہتی تھی؟

(ب) جام تماچی کون تھا؟

(ج) جام تماچی نے نوری کو مہارانی کس بنیاد پر بنایا؟

(د) نوری نے جام تماچی کے دل میں کیسے گھر کرلیا؟

سوال نمبر۲۔ دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) جام تماچی...............کی سیر کے لیے آیا۔

دریا	سمندر	نہر	جھیل

(ب) نوری...............کی بیٹی تھی۔

لکڑہارے	لوہار	مچھیرے	مزدور

(ج) جام تماچی سندھ کا مشہور...............گزرا۔

بادشاہ	حاکم	حکیم	طبیب

(د) اس کہانی کو...............نے اپنی شاعری میں بیان کیا۔

شاہ عبداللطیفؒ بھٹائی	سچل سرمستؒ	بلھے شاہؒ	علامہ اقبالؒ

(ہ) جام تماچی نے نوری کو...............بنانے کا اعلان کیا۔

نوکرانی	مہارانی	بیوی	رانی

سوال نمبر۳۔ درج ذیل الفاظ کے معنی لغت میں تلاش کر کے لکھیے۔

زندہ و جاوید	باحیا	زیب تن	زرق برق	عش عش

سوال نمبر۴۔ نوری جام تماچی کی کہانی کو اپنے لفظوں میں لکھیے۔

سوال نمبر۵۔ سندھ کی اور کون کون سی لوک کہانیاں مشہور ہیں؟ ان کے نام لکھیے۔

سرگرمی

☆ طلبہ گروپوں میں تقسیم ہو کر کہانی کے کرداروں کے مکالمے ادا کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ: اسکول کی لائبریری سے طلبہ کو لوک کہانیوں کی کتابیں فراہم کیجیے۔

میری کہانی

حاصلاتِ تعلّم یہ نظم پڑھ کر طلبہ:
۱۔ نظم کو لے اور آہنگ سے پڑھیں گے۔ ۲۔ نظم پڑھ کر لطف اندوز ہوں گے۔
۳۔ اشعار کو سادہ نثر میں تحریر کریں گے۔ ۴۔ نظم پڑھ کر اس کا مرکزی خیال تحریر کریں گے۔

میں کیا ہوں ؟ بڑی ہے کہانی میری — سُنیں آپ بھی وہ زبانی میری
پہاڑوں میں، جھیلوں میں رہتا ہوں میں — نشیبوں میں ہر سمت بہتا ہوں میں
ہُوں دن رات سیر و سفر میں مگن — گُزر گاہ میری پہاڑ اور بَن
ہُوا جب کہ میں اپنے گھر سے جدا — نہ پوچھو تھا اُس دم مِرا حال کیا
چٹانوں سے رہ میں اٹکتا تھا میں — پہاڑوں سے سر کو پٹکتا تھا میں
کبھی اپنی تیوری پہ لاتا تھا بَل — کبھی مارے غصے کے جاتا اُچھل
کبھی منھ میں کف اپنے لاتا تھا میں — کبھی زور اپنا دکھاتا تھا میں
میں گرتا کبھی صورتِ آبشار — میں ہوتا روانہ کبھی سُوئے غار
کہیں جب نہ میرا ٹھکانہ ہوا — سمندر کی جانب روانہ ہوا
بہت سے ہوئے مُعاوِن ہم سفر — رہے ساتھ میرے وہ شام و سحر
نشیبوں میں اس طرح بہتا ہوا — جو آفت پڑے اس کو سہتا ہوا
سمندر میں بس اب تو جاؤں گا میں — سرے پر دہانہ بناؤں گا میں

سنا کر مِرا حال سب بَرملا
ہے نیّرؔ کو خاموش ہونا بھلا

(مولوی شفیع الدین نیّرؔ)

مشق

سوال نمبر ۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے :

(الف) اس نظم میں کس کی کہانی بیان ہوئی ہے؟

(ب) دریا کس صورت میں بہتا ہے؟

(ج) دریا کس جانب روانہ ہوتا ہے؟

(د) دریا کہاں جا کر ختم ہوتا ہے؟

(ر) دنیا میں سب سے اونچا کس کا نام ہے؟

سوال نمبر ۲۔ درج ذیل الفاظ کے معنی تحریر کیجیے :

گزرگاہ۔ کف۔ تیوری۔ آبشار۔ معاون۔ دہانہ

سوال نمبر ۳۔ دیے گئے مصرعوں کو درست الفاظ سے پُر کیجیے :

(الف) میں گرتا کبھی ....آبشار

مورت	صورت	دولت	حالت

(ب) سمندر کی ....روانہ ہوا

جانب	سمت	طرف	نسبت

(ج) جو .... پڑے اس کو سہتا ہوا

مشکل	راحت	آفت	دشواری

(د) سنا کر میرا ....سب برملا۔

خیال	ملال	حال	جلال

(ہ) کبھی اپنی تیوری پہ ....تھا بَل

جاتا	لاتا	ملاتا	آتا

سوال نمبر۴۔ درج ذیل اشعار کو نثر میں لکھیے:

(۱)
ہوں دن رات سیر و سفر میں مگن
گزر گاہ میری پہاڑ اور بَن

(۲)
چٹانوں سے رہ میں اٹکتا تھا میں
پہاڑوں سے سر کو پٹکتا تھا میں

(۳)
کہیں جب نہ میرا ٹھکانہ ہوا
سمندر کی جانب روانہ ہوا

سوال نمبر۵۔ درج ذیل الفاظ کی جمع لکھیے:

سمت	معاون	آفت	حال	سفر

سوال نمبر۶۔ اس نظم کا مرکزی خیال لکھیے۔

سرگرمی

☆ طلبہ میں سے جس جس نے پاکستان کی کسی جھیل یا دریا کی سیر کی ہو، وہ اپنی سیر کا قصّہ کمرۂ جماعت میں سنائے۔

ہدایات برائے اساتذہ: نظم ترنّم سے پڑھنے میں طلبہ کی رہنمائی کیجیے۔

ہمارے طور طریقے

حاصلاتِ تعلّم یہ سبق پڑھ کر طلبہ :
۱۔ آدابِ معاشرت سے واقفیت حاصل کریں گے۔ ۲۔ نئے الفاظ و محاورات کو اپنے جملوں میں استعمال کریں گے۔
۳۔ مترادف اور متضاد لکھیں گے۔ ۴۔ طور طریقوں سے متعلق مکالمہ لکھیں گے۔

معاشرے میں رہن سہن کے طور طریقوں کو ہم آدابِ معاشرت کہتے ہیں۔ آداب جمع ہے ادب کی، اِس کے معنی ہیں طور طریقے۔ ہم بازار میں ہوں یا دفتر میں، کسی تقریب میں ہوں یا سیرگاہ میں، گھر میں ہوں یا اسکول میں، سفر میں ہوں یا حضر میں۔ ہمیں ہر جگہ ان معاشرتی آداب کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ ان آداب پر عمل کرنے والے کو مہذب، خوش اطوار اور شائستہ کہا جاتا ہے۔ ہمارے والدین اور اساتذہ بچپن ہی سے سکھاتے ہیں کہ معاشرے میں ہمیں کس طرح رہنا اور دوسروں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے۔

معاشرے میں رہنے والے تمام افراد کا ادب و احترام کرنا ضروری ہے۔ کوئی کسی مذہب، رنگ یا نسل سے تعلق رکھتا ہو، وہ کوئی بھی زبان بولتا ہو، اُس کا تعلق خواہ کسی بھی پیشے سے ہو، وہ گورا ہو یا کالا، امیر ہو یا غریب، اُس سے احترام سے پیش آنا ضروری ہے۔ معاشرے میں سچّائی سے کام لینا اور جھوٹ سے بچنا چاہیے۔ بولتے وقت بہترین الفاظ کے ساتھ نرمی سے بات کی جائے، چیخ چیخ کر بولنا مناسب نہیں ہوتا۔ گالم گلوچ مُہذّب لوگوں کا کام نہیں، فضول، بے معنی اور اخلاق سے گری ہوئی گفتگو سے پرہیز کیا جائے۔ کوئی ایسی بات نہ کی جائے جس سے دل آزاری کا پہلو نکلتا ہو۔ تحقیق کے بغیر کوئی بات نہ کی جائے۔

ہمیں ہر کام میں سنجیدگی اور وقار کا دامن پکڑنا چاہیے۔ ہماری چال میں بھی سنجیدگی کا ہونا ضروری ہے۔ غرور اور تکبر سے بچنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کو عجز و انکسار پسند ہے۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ بارش کے دنوں میں سڑک پر پانی جمع ہو جاتا ہے، گاڑی چلانے والے گاڑی کی رفتار کم کیے بغیر

اس طرح گزرتے ہیں کہ پیدل چلنے والوں یا سائیکل پر سوار افراد کے کپڑوں پر گندے پانی کی چھینٹیں پڑ جاتی ہیں اور انھیں اس بات کا احساس تک نہیں ہوتا کہ اُن کی اس بے احتیاطی سے لوگ اذیت کا شکار ہوتے ہیں۔ اگر غلطی ہو جائے تو اُس پر شرمندہ ہو کر اپنے عمل کی معافی مانگنی چاہیے، اور جب کوئی آپ سے معافی کا طلب گار ہو تو اُسے صدقِ دل سے معاف کر دینا چاہیے۔

دوسروں کے بارے میں ہمیشہ مثبت سوچ رکھیں، بدگمانی سے بچیں۔ ہر سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق آگے پھیلانا بگاڑ کا باعث بن سکتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ بات کو بغیر جانچنے پرکھے آگے نہ پھیلایا جائے۔ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ آدابِ معاشرت کا تقاضا ہے کہ اگر کوئی بھائی دُکھ درد میں مبتلا ہو، تو اس کے درد کو محسوس کیا جائے اور اُس کا غم بانٹنے کی کوشش کی جائے۔ خاص طور پر ہمسایوں کے ساتھ عمدہ سلوک کیا جائے۔ اُن کے آرام و سکون کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے۔ مشہور ہے 'ہم سایہ ماں جایا۔' اس لیے ہم سایوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے جیسے وہ ہمارے ہی کنبے کا حصہ ہیں۔ معاشرت کے آداب ہم سے اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ کسی کا مذاق نہ اڑائیں۔ جب کسی کو بلانا ہو تو اُس کا پورا نام لے کر پکاریں۔ اسی طرح کسی کی ٹوہ اور جاسوسی میں رہنا بھی بُری حرکت ہے۔ غیبت بہت بڑا گناہ ہے۔ ان باتوں سے معاشرے میں انتشار اور افراتفری پھیلتی ہے، اس لیے ان سے بچنا ضروری ہے۔

کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت حاصل کرنی چاہیے۔ والدین، رشتے داروں اور اساتِذہ کِرام کے ساتھ ادب و احترام سے پیش آنا فرض ہے۔ یتیموں، لاوارثوں، محتاجوں، معذوروں، بے کسوں اور بے سہاروں کے کام آنا ہم سب کا فرض ہے۔ معاشرتی آداب میں عہد کی پاس داری کرنا بھی شامل ہے۔ جب کسی سے کوئی وعدہ کریں تو اُسے پورا کریں۔

صفائی اور پاکیزگی بھی معاشرتی آداب میں شامل ہے۔ ہمیں اپنے لباس اور گھر کے علاوہ اپنے گلی محلے، اسکول، دفتر، گاؤں اور شہر کو بھی صاف ستھرا رکھنا چاہیے۔ اگر ہم ان معاشرتی آداب پر دل و جان سے عمل کریں تو ہمارا معاشرہ زمین پر جنت کا نمونہ پیش کرے گا۔ ہر شخص اطمینان اور سکون سے زندگی گزارے گا اور ہمارا پیارا وطن ترقی کرے گا۔

مشق

سوال نمبر ۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) معاشرتی آداب سے کیا مراد ہے؟

(ب) گفتگو کرتے وقت کن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے؟

(ج) غلطی سرزد ہو جائے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

(د) ہمسایوں کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیے؟

(ہ) غیبت کسے کہتے ہیں؟

سوال نمبر ۲۔ اعراب لگا کر تلفظ واضح کیجیے:

معاشرہ — نسل — مہذب — احترام — نادم — تکبر

سوال نمبر ۳۔ واحد جمع لکھیے:

انوار — الفاظ — ادب — افراد — مذہب — اساتذہ

سوال نمبر ۴۔ دیے گئے الفاظ و محاورات کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

راست بازی — دروغ گوئی — اذیت — نظرانداز کرنا — عمل پیرا ہونا

سوال نمبر ۵۔ دیے گئے الفاظ کے مترادف اور متضاد لکھیے:

متقی — بدگمانی — خوش گوار — امن — مہذب

سوال نمبر۶۔ کالم (الف) اور کالم (ب) کو ملا کر کالم (ج) سے درست لفظ چنیے اور کالم (د) میں درست مرکب لکھیے:

کالم "الف"	کالم "ب"	کالم "ج"	کالم "د"
امن	و	احترام	امن وسکون
ادب	و	توہین	
عدل	و	شوکت	
شان	و	سکون	
تحقیر	و	انصاف	

سوال نمبر۷۔ نیچے چند باتیں لکھی گئی ہیں۔ان میں سے کچھ پر عمل کرنا چاہیے جب کہ کچھ سے پرہیز کرنا چاہیے۔آپ ہر بات کے سامنے مناسب خانے میں (✓) نشان لگائیے:

باتیں	عمل کریں	پرہیز کریں
سیدھی اور صاف بات		
فضول اور بے معنی بات چیت		
غلطی پر ندامت		
عجز وانکسار		
تکبر اور غرور		
بدگمانی		
غیبت		
عہد کی پاس داری		

سوال نمبر۸۔ معاشرے میں زندگی گزارنے کے لیے ہمیں کن باتوں کو اہمیت دینی چاہیے۔اس موضوع پر دو، دوستوں کے مابین مکالمہ لکھیے۔

سرگرمی

☆ معاشرے میں اچھے اخلاق کے لیے جن خوبیوں کا ہونا ضروری ہے طلبہ ان کا ایک چارٹ بنائیں اور کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ: طلبہ کو اخلاقی خوبیوں پر مبنی کہانی سنائیے نیز ان پر عمل کرنے کی بھی تلقین کیجیے۔

پاکستان کی سیر

حاصلاتِ تعلّم یہ سبق پڑھ کر طلبہ:

۱۔ پاکستان کے شہروں کے بارے میں جانیں گے۔ ۲۔ واحد جمع لکھیں گے۔

۳۔ الفاظ اور محاوروں کو جملوں میں استعمال کریں گے۔ ۴۔ پاکستان کے شہروں پر مضمون لکھیں گے۔

پاکستان ہمارا پیارا وطن ہے۔ یہ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو دُنیا کے نقشے پر اُبھرا۔ پاکستان چار صوبوں پر مشتمل اسلامی جمہوریہ ہے۔ صوبوں میں سندھ، پنجاب، خیبر پختون خوا اور بلوچستان شامل ہیں۔ ہر صوبہ پاکستان کی ترقی اور خوش حالی میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔ کسی بھی صوبے کا رہنے والا پاکستانی، اپنے وطن سے دلی محبت کرتا ہے۔ کچھ قبائلی علاقے گلگت اور بلتستان بھی پاکستان میں شامل ہیں۔ یہاں کے باشندوں کی بھی اپنی پہچان ہے۔

پاکستان قدرتی وسائل سے مالا مال ہے۔ اس کی زمینیں سونا اگلتی ہیں۔ اس کے سینے پر بہنے والے دریا کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں۔ یہاں ہر طرح کی فصل پیدا ہوتی ہے۔ کہیں خوش ذائقہ پھلوں کے باغات ہیں تو کہیں فلک بوس پہاڑ

ہیں۔ کہیں گیت گاتی آبشاریں اس کے حسن کو چار چاند لگا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ملک کو سمندر سے بھی نوازا ہے۔

پاکستان کا ایک صوبہ سندھ ہے جسے مہران کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ سندھ کا لفظ 'سندھو' سے نکلا ہے۔ سندھی زبان میں ''سندھو'' کے معنیٰ ہیں ''بڑا دریا''۔ دریائے سندھ ہے بھی پاکستان کا سب سے بڑا دریا۔ کراچی، پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے۔ یہ سندھ کا دارالحکومت ہے۔ اسے روشنیوں کا شہر کہا جاتا ہے۔ بانیِ پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ کا مزار بھی کراچی میں واقع ہے۔ یہاں دو بندرگاہیں بھی ہیں۔

محمد بن قاسم نے ۷۱۲ء میں راجا داہر کو شکست دی اور سندھ فتح کیا۔ محمد بن قاسم کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر غیر مسلموں کی ایک کثیر تعداد حلقہ بہ گوش اسلام ہوگئی۔ سندھ میں بولی جانے والی بڑی زبان سندھی ہے۔ سندھ کی تہذیب نہایت قدیم ہے۔ موئن جودڑو سے ملنے والے آثارِ قدیمہ یہاں کے قدیم لوگوں کی فنی مہارت اور اعلیٰ معیارِ زندگی کا پتا دیتے ہیں۔ ٹھٹھے کا قدیم تاریخی شہر اسی صوبے میں ہے۔ یہاں کی شاہ جہانی مسجد اور منچھر جھیل بہت مشہور ہیں۔ ساتھ ہی ''مکلی'' کا قبرستان دنیا کے بڑے قبرستانوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

سندھ میں جہاں جہاں آب پاشی کے لیے پانی موجود ہے، وہاں فصلیں بہتر ہوتی ہیں۔ یہاں آم، کھجور، اور کیلے کے باغات ہیں۔ بیش تر رقبہ بنجر اور غیر آباد ہے۔ یہاں کے لوگ بھیڑ، بکریاں، گائے، بھینس اور اُونٹ پالتے ہیں۔ سندھی ٹوپی اور اجرک خاص ثقافتی علامات ہیں۔ مشہور شہروں میں حیدر آباد، سکھر، نواب شاہ، میر پور خاص، خیر پور اور لاڑکانہ شامل ہیں۔

بلوچستان رقبے کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ اس کا دارالحکومت کوئٹہ ہے۔ اس صوبے کی آبادی گنجان نہیں، قریب قریب ستّر لاکھ لوگ آباد ہیں۔ بلوچستان کی سرحدیں پاکستان کے باقی تینوں صوبوں سے ملتی ہیں۔ یہاں بولی جانے والی زبانوں میں بلوچی، براہوی اور پشتو شامل ہیں۔ بلوچستان کے کچھ حصوں میں سندھی بھی بولی جاتی ہے۔ بلوچستان کا زیادہ تر رقبہ بنجر پہاڑوں پر مشتمل ہے۔ یہاں سردیوں میں خوب سردی پڑتی ہے۔ گرمیوں کے موسم میں درجہ حرارت خوب بڑھ جاتا ہے۔ سبی یہاں کا گرم ترین مقام ہے۔

بلوچستان کی سرزمین پھلوں کی پیداوار کے لحاظ سے مشہور ہے۔ پاکستان کا نوے فی صد انگور یہاں پیدا ہوتا ہے۔ چیری اور بادام بھی وافر مقدار میں پیدا ہوتے ہیں۔ دیگر پھلوں میں خوبانی، آڑو، انار، سیب اور کھجور شامل ہیں۔ یہ صوبہ معدنی وسائل سے مالا مال ہے۔ سوئی کے مقام سے قدرتی گیس بھی نکلتی ہے۔ بلوچستان میں گوادر کے مقام پر بندرگاہ تعمیر کی گئی ہے۔ اس صوبے کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ قائد اعظمؒ نے زندگی کے آخری ایّام یہاں کے ایک صحت افزا مقام ''زیارت'' میں گزارے۔ یہاں کے لباس میں پگڑی اہم حصہ ہے۔ گھٹنوں تک لمبے کرتے اور بڑے گھیر والی شلواریں پہننے کا رواج ہے۔

خیبر پختون خوا کا قدیم نام شمالی مغربی سرحدی صوبہ تھا۔ اس کا صوبائی دارالحکومت پشاور ہے۔ مردان، چارسدہ، ڈیرہ اسماعیل خان، ایبٹ آباد ہری پور اور بنوں اس صوبے کے مشہور شہر ہیں۔ یہاں زیادہ تر لوگ پشتو زبان بولتے ہیں۔ خیبر پختون خوا کے مشرقی حصوں ہزارہ ڈویژن خاص طور پر ایبٹ آباد، مانسہرہ اور ہری پور میں "ہندکو بولی" جاتی ہے۔ آپ نے درّہ خیبر کا نام تو سنا ہوگا۔ یہ بھی اسی صوبے میں ہے۔ افغانستان جانے کے لیے اس پہاڑی درّے سے گزرنا پڑتا ہے۔ یہاں سوات اور کاغان کی وادیوں کا فطری حسن دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے۔ یہاں کی جھیل سیف الملوک اس قدر حسین و دل کش ہے کہ انسان اس کے مناظر میں کھو جاتا ہے۔ دنیا بھر سے آنے والے سیاح ان علاقوں کی سیر کرتے ہیں۔ سوات کی وادی اس قدر حسین و جمیل ہے کہ اسے پاکستان کا سوئٹزرلینڈ بھی کہا جاتا ہے۔ خیبر پختون خوا کے لوگ اپنی مہمان نوازی اور جفاکشی کی وجہ سے شہرت رکھتے ہیں۔ یہاں گندم، مکئی، تمباکو کے علاوہ مختلف پھل بھی پیدا ہوتے ہیں۔

پنجاب دو لفظوں ''پنج'' اور'' آب'' سے مل کر بنا ہے، پنج کے معنی ہیں پانچ اور آب کے معنی ہیں پانی۔ یعنی پانچ دریاؤں کی سرزمین۔ اس صوبے کی سرحدیں بھی باقی تینوں صوبوں سے ملتی ہیں۔ پنجاب کا دارالحکومت لاہور ہے۔ اسے پاکستان کا دل کہا جاتا ہے۔ یہ شہر صدیوں سے علم و ثقافت کا مرکز رہا ہے۔ ملتان، فیصل آباد، راولپنڈی، سیالکوٹ، گوجرانوالہ اور بہاول پور کا شمار پنجاب کے بڑے شہروں میں ہوتا ہے۔ فیصل آباد کو پاکستان کا مانچسٹر کہا جاتا ہے۔ یہاں کپڑا بنانے کی صنعت ہے، کھیلوں کے سامان اور آلاتِ جرّاحی بنانے میں سیالکوٹ کا کوئی ثانی نہیں۔ عظیم فلسفی شاعر علامہ محمد اقبالؒ اسی شہر میں پیدا ہوئے۔ وزیرآباد میں اعلیٰ قسم کے چاقو چُھریاں بنائی جاتی ہیں۔ گجرات کی پہچان عمدہ قسم کے فرنیچر کے ساتھ ساتھ پنکھا سازی کی صنعت بھی ہے۔ گوجرانوالہ میں بجلی سے چلنے والی اشیا، مثلاً: واشنگ مشینیں، پنکھے، روم کولر اور ہیٹر بنتے ہیں۔ چنیوٹ میں بنا ہوا فرنیچر اپنی مثال آپ ہے۔ یہاں کی زمین نہایت زرخیز ہے، بہترین نہری نظام کی وجہ سے یہاں فصلیں خوب اُگتی ہیں۔ گندم، کپاس، گنا اور چاول یہاں پیدا ہونے والی مشہور فصلیں ہیں۔ چھانگا مانگا کا جنگل دنیا میں انفرادیت رکھتا ہے۔ یہ دنیا کا سب سے بڑا جنگل ہے جسے خود اُگایا گیا ہے۔ چولستان کا ریگستان بھی اسی صوبے میں ہے۔ دنیا کی دوسری بڑی نمک کی کان کھیوڑہ کے مقام پر ہے۔ پنجاب میں کوئلے کے وافر ذخائر موجود ہیں۔ اس کے علاوہ پنجاب میں ساہیوال کے قریب ہڑپّا سے ملنے والے آثارِ قدیمہ بھی خاص اہمیت رکھتے ہیں۔

مشق

سوال نمبر۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) پاکستان کا کون سا صوبہ رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا ہے؟

(ب) سندھو کس زبان کا لفظ ہے اور اس کے کیا معنی ہے؟

(ج) پاکستان میں بندرگاہیں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(د) لفظ 'پنجاب' کن لفظوں کا مرکب ہے؟

(ہ) سونا اُگلتی زمین سے کیا مراد ہے؟

(و) چھانگا مانگا کے جنگل کی کیا انفرادیت ہے؟

(ز) کھیوڑہ کی شہرت کس وجہ سے ہے؟

سوال نمبر۲۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) بلوچستان کا زیادہ تر رقبہ ہے:

پتھریلا | میدانی | زرخیز | ریتیلا

(ب) اجرک کا تعلق اس صوبے سے ہے:

سندھ | خیبرپختون خوا | بلوچستان | پنجاب

(ج) درّہ خیبر اس صوبے میں ہے:

بلوچستان | پنجاب | سندھ | خیبرپختونخوا

(د) انگور پاکستان کے اس صوبے میں زیادہ ہوتا ہے:

خیبرپختونخوا | سندھ | پنجاب | بلوچستان

(ہ) محمد بن قاسم نے سندھ فتح کیا:

۵۱۲ء میں | ۶۱۲ء میں | ۷۱۲ء میں | ۸۱۲ء میں

(و) سوات کو کہا جاتا ہے:

پاکستان کا مانچسٹر | پاکستان کا سوئٹزرلینڈ | پاکستان کا ہالینڈ | پاکستان کا فن لینڈ

(ز) مکلی کا قبرستان اِس شہر کے ساتھ ہے:

ٹھٹھہ | پشاور | کوئٹہ | ملتان

سوال نمبر۳۔ کالم ''الف'' میں دیے گئے الفاظ کو کالم ''ب'' سے ملایئے:

کالم ''الف''	کالم ''ب''
پاکستان کا دل	سوات
پاکستان کا مانچسٹر	سیالکوٹ
پاکستان کا سوئٹزرلینڈ	سبی
روشنیوں کا شہر	فیصل آباد
پاکستان کا گرم ترین شہر	زیارت
کھیلوں کا سامان	لاہور
ہوادانوں کا شہر	کراچی
قائداعظمؒ کے آخری ایام	حیدرآباد

سوال نمبر۴۔ دیے گئے الفاظ اور محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

مالا مال ، حسن سلوک ، چار چاند لگانا ، حلقہ بگوشِ اسلام ، فلک بوس ، کھو جانا

سوال نمبر۵۔ دیے گئے الفاظ کے متضاد لکھیے:

قدرتی ، خوش ذائقہ ، پستہ قد ، کثیر

سوال نمبر۶۔ دیے گئے جملوں میں سے صحیح جملوں پر (✓) کا نشان لگایئے:

(الف) بلوچستان کا دارالحکومت پشاور ہے۔
(ب) سبی پاکستان کا سب سے گرم شہر ہے۔
(ج) خیبر پختونخوا کا پُرانا نام شمال مغربی سرحدی صوبہ تھا۔
(د) جھیل سیف الملوک صوبہ بلوچستان میں ہے۔
(ہ) ٹھٹھہ صوبہ سندھ کا قدیم شہر ہے۔
(و) درّہ خیبر صوبہ پنجاب میں واقع ہے۔
(ز) محمد بن قاسم نے راجا داہر کو شکست دی۔

سوال نمبر۷۔ واحد جمع لکھیے:

ملک ، باغات ، مناظر ، ایام ، وطن ، مقام

سوال نمبر۸۔اعراب کی مدد سے تلفظ واضح کیجیے:

وطن ، معیار ، صنعت ، مثال ، لباس

سرگرمی

☆ طلبہ، پاکستان کے چاروں صوبوں کے اہم شہروں کے بارے میں معلومات جمع کر کے مضمون نویسی کا مقابلہ کریں۔
☆ طلبہ چار گروپ بنا کر ایک ایک صوبے کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنے شہروں کے نام بتائیں۔

ہدایات برائے اساتذہ: طالب علموں کو پاکستان کے مختلف علاقوں کے موسموں اور وہاں کے رہن سہن کے بارے میں معلومات فراہم کیجیے۔

شہد کی مکّھی

حاصلاتِ تعلّم

یہ نظم پڑھ کر طلبہ:

۱۔ نظم کو لے سے پڑھ کر یاد کریں گے۔ ۲۔ مصرعوں کی سادہ نثر لکھیں گے۔

۳۔ علم کی اہمیت سے واقفیت حاصل کریں گے۔

اِس پھول پہ بیٹھی کبھی اُس پھول پہ بیٹھی — بتلاؤ تو کیا ڈھونڈتی ہے شہد کی مکّھی

کیوں آتی ہے، کیا کام ہے گلزار میں اِس کا — یہ بات جو سمجھاؤ تو سمجھیں تمھیں دانا

کیوں باغ میں آتی ہے؟ یہ بتلاؤ تو جانیں — کیا لینے کو آتی ہے؟ یہ سمجھاؤ تو جانیں

بے وجہ تو آخر کوئی آنا نہیں اِس کا — ہشیار ہے مکّھی اِسے غافل نہ سمجھنا

بے سُود نہیں باغ میں اِس شوق سے اُڑنا — کچھ کھیل میں یہ وقت گنواتی نہیں اپنا

کرتی نہیں کچھ کام اگر عقل تمھاری

ہم تم کو بتاتے ہیں سُنو بات ہماری

کہتے ہیں جسے شہد وہ اِک طرح کا رَس ہے
آوارہ اِسی چیز کی خاطر یہ مگس ہے

رکھا ہے خدا نے اِسے پُھولوں میں چُھپا کر
مکّھی اِسے لے جاتی ہے چھتّے میں اُٹھا کر

ہر پُھول سے یہ چُوستی پھرتی ہے اِسی کو
یہ کام بڑا ہے اِسے بے سُود نہ جانو

مکّھی یہ نہیں ہے،کوئی نعمت ہے خدا کی
ملتا نہ ہمیں شہد ، یہ مکّھی جو نہ ہوتی

خود کھاتی ہے اَوروں کو کھلاتی ہے یہ مکّھی
اِس شہد کو پُھولوں سے اُڑاتی ہے یہ مکّھی

انسان کی، یہ چیز غذا بھی ہے ، دوا بھی
قوّت ہے اگر اِس میں تو ہے اِس میں شِفا بھی

رکھتے ہو اگر ہوش تو اِس بات کو سمجھو
تم شہد کی مکّھی کی طرح علم کو ڈھونڈو

یہ علم بھی اِک شہد ہے اور شہد بھی اَیسا
دنیا میں نہیں شہد کوئی اِس سے مُصَفّا

ہر شہد سے جو شہد ہے میٹھا وہ یہی ہے
کرتا ہے جو اِنساں کو توانا، وہ یہی ہے

یہ عقل کے آئینے کو دیتا ہے صفائی
یہ شہد ہے اِنساں کی ، وہ مکّھی کی کمائی

سچ سمجھو تو اِنسان کی عظمت ہے اِسی سے
اِس خاک کے پُتلے کو سنوارا ہے اِسی نے

پُھولوں کی طرح اپنی کتابوں کو سمجھنا
چَسکا ہو اگر تم کو بھی کچھ علم کے رَس کا

(علامہ اقبالؒ)

مشق

سوال نمبر۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) شہد کی مکھی کیا کام کرتی ہے؟ (ب) وہ باغ میں کیوں اُڑتی پھرتی ہے؟

(ج) شہد کی مکھی اپنے چھتے میں کیا کرتی ہے؟ (د) شہد غذا ہے یا دوا؟

سوال نمبر۲۔ علامہ اقبال نے ''چسکا ہو اگر تم کو بھی کچھ علم کے رَس کا'' کہہ کر طالب علموں کو کیا سمجھانا چاہا ہے؟

سوال نمبر۳۔ شہد کی مکھی کی جستجو' طالب علموں سے کیا تقاضا کرتی ہے؟ پانچ سطروں میں لکھیے۔

سوال نمبر۴۔ اس شعر کی تشریح کیجیے:

سچ سمجھو تو انسان کی عظمت ہے اِسی سے
اس خاک کے پتلے کو سنوارا ہے اِسی نے

سوال نمبر۵۔ نظم کے کس شعر میں شہد کے فائدے بتائے گئے ہیں؟ شعر تحریر کیجیے۔

سوال نمبر۶۔ علم کے جن فائدوں کا ذکر اس نظم میں ہے، وہ لکھیے۔

سوال نمبر۷۔ درج ذیل خالی جگہوں کو درست الفاظ کی مدد سے پُر کیجیے:

(الف) شہد کی مکھی.......................پر بیٹھتی ہے۔

کانٹوں	زمین	پھولوں	دیوار

(ب) مکھی پھولوں سے رَس.......................ہے۔

کھاتی	پیتی	چوستی	دیکھتی

(ج) مکھی شہد بناتی ہے.......................میں۔

گھر	چھتے	گھونسلے	زمین

(د) یہ.......................بھی ایک شہد ہے اور شہد بھی ایسا۔

شہد	پھول	گلاب	علم

(ہ) اس خاک کے پُتلے کو.......................ہے اِسی نے۔

بنایا	سجایا	سنوارا	دکھایا

سرگرمی

☆ طلبہ درسی کتب کے علاوہ جن کتب کا مطالعہ کرتے ہیں وہ کمرۂ جماعت میں لائیں اور آپس میں تبادلے کے ذریعے نئی کتب کا مطالعہ بھی کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ: طلبہ کو علم کی اہمیت کے بارے میں بتاتے ہوئے کتب بینی پر زور دیجیے۔ طلبہ کو چھپنے والی اور کتب کی معلومات فراہم کیجیے۔

عوامی خدمت کے ادارے

حاصلاتِ تعلّم یہ سبق پڑھ کر طلبہ:
۱۔ اپنے قومی اداروں کے بارے میں جانیں گے۔ ۲۔ دو دوستوں کے درمیان مکالمہ تحریر کریں گے۔
۳۔ دس سطروں پر مشتمل مضمون لکھیں گے۔

فرحان کے ابو اُسے گھر سے اچانک ساتھ لے کر چل دیے۔ کچھ ہی دیر میں وہ ''پاکستان ریلویز'' کی عمارت کے سامنے کھڑے تھے۔ وہ دونوں اندر داخل ہوئے، یہاں خاصا ہجوم تھا۔ مختلف کھڑکیوں سے لوگ اپنی اپنی منزل کی طرف جانے کے لیے اگلے دنوں کے ٹکٹ بُک کرا رہے تھے۔ اُس کے ابو بھی راولپنڈی ایک میٹنگ میں جانے کے لیے ٹکٹ بُک کرانے آئے تھے۔ وہ ایک قطار میں لگ گئے۔ جب وہ ٹکٹ لے کر فارغ ہو گئے تو انھوں نے فرحان کا ہاتھ پکڑا اور ریلوے اسٹیشن سے باہر آ گئے۔

''شکر ہے، مجھے مطلوبہ تاریخ کی کے ٹکٹ مل گئے۔''

قلفہ اسے اور اس کے سب بہن بھائیوں کو بے حد پسند تھا۔ اس کے ابو نے سامنے قلفے کی دکان سے اسے قلفہ کھلانے کو کہا تو وہ خوش ہو گیا۔ کچھ دیر بعد ان کے سامنے دو پیالوں میں لذیذ قلفہ رکھا تھا۔

''ابو! کیا ریلوے سرکاری ادارہ ہے؟''

''ہاں بیٹا! یہ ہمارا قومی ادارہ ہے۔ ریلوے کے ذریعے دن بھر ٹرینیں کراچی تا پشاور ہزاروں مسافروں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کا فریضہ انجام دیتی ہیں۔ ریلوے کا نظام بہت قدیم اور برق رفتار ہے۔ یہ محفوظ ذریعۂ سفر ہے۔ ٹرینوں کے ذریعے سفر میں لطف بھی بہت آتا ہے اور راستے میں کئی شہروں کا نظارہ بھی آنکھوں کو تسکین فراہم کرتا ہے۔''

''آپ نے بجا فرمایا ابو! کیا سفری سہولیات کی فراہمی کے لیے اور بھی کوئی قومی ادارہ ہے؟''

''ہاں کیوں نہیں! ریلوے تو زمینی سفر کے لیے ہے جب کہ فضائی سفر کے لیے ہمارا قومی ادارہ 'پی آئی اے' ہے جس کے ذریعے ہزاروں مسافر روزانہ اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک سفر کرتے ہیں۔''

''واہ ابو! آپ نے تو خوب معلومات فراہم کیں۔ کیا یہ دو ادارے ہی سفر کرانے والے ادارے ہیں؟''

’’بیٹا! یہ تو سفری ادارے ہیں۔ ان میں بسوں کے بھی سرکاری ادارے ہیں جو عوام کو سفری سہولیات پہنچاتے ہیں۔ ان میں صوبائی سطح پر روڈ ٹرانسپوٹ کمپنیاں ہیں جو عوام کو سفر کی سہولیات دیتی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی سیکڑوں ادارے ہیں جو عوام الناس کی خدمت میں مصروف ہیں۔‘‘

’’ابو! کیا آپ مختصراً عوامی خدمت کے دوسرے قومی اداروں کے بارے میں بتا سکتے ہیں؟‘‘

’’ہاں! کیوں نہیں۔ کسی بھی ملک میں اس کے زیرِ انتظام چلنے والے ادارے اس کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہیں۔ وہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ حکومت اپنی عوام کے لیے کیا کیا وسائل بہ روئے کار لاتی ہے۔‘‘

’’جی ابو!‘‘

’’عوام کو صحت عامّہ کی سہولیات فراہم کرنے کے لیے پورے ملک میں محکمہ صحت کے تحت سیکڑوں اسپتال، صحت کے مراکز اور گشتی شفا خانے موجود ہیں۔ عوام کو تعلیمی سہولیات پہنچانے کے لیے محکمہ تعلیم کے زیرِ انتظام لاکھوں کی تعداد میں اسکول، ہزاروں کالجز اور یونی ورسٹیاں اپنی اپنی ذمے داریاں نبھا رہی ہیں اور یہ کم سے کم اخراجات میں معیاری تعلیم فراہم کرتے ہیں۔‘‘

’’ہاں! یہ تو ہے۔‘‘ اس نے حیرت سے دانتوں میں انگلی دباتے ہوئے کہا۔ ’’مگر حکومت کو کیا فائدہ کہ وہ لوگوں کو مفت علاج اور سستی تعلیمی سہولیات فراہم کرے۔‘‘

’’عوامی سطح پر قائم کی جانے والی حکومت کی یہ اہم ذمے داری ہوتی ہے کہ وہ اپنی عوام کو بنیادی ضروریات کی سہولیات فوری، بروقت اور سہل انداز میں پہنچائے۔ سرکاری طور پر ہمارے لیے بنکوں کا ایک نظام موجود ہے جہاں ہم اپنی رقم کو نہ صرف محفوظ رکھ سکتے ہیں بلکہ اپنے ملک یا دنیا کے کسی بھی کونے میں رقم کو آسانی سے منتقل کر سکتے ہیں، یہ کام انتہائی برق رفتاری سے ہوتا ہے۔‘‘

’’واقعی! یہ تو ہے۔‘‘ فرحان نے کہا۔ ’’اسی طرح ڈاک کا جو محکمہ ہے وہ بھی سرکار کے ذمے ہے؟‘‘

’’جی بالکل بیٹا! پاکستان پوسٹ کا ادارہ محکمہ مواصلات کے تحت ہوتا ہے۔ اس محکمے کے پاس ہزاروں ملازمین کا مستعد اور تربیت یافتہ عملہ پاکستان کے کونے کونے میں موجود ہے جو انتہائی مربوط طریقے سے کام کرتا ہے اور موصول ہونے والے خطوط کو ذمّے داری کے ساتھ مقرّرہ پتے پر پہنچا دیتا ہے۔‘‘

اس دوران وہ قلفہ کھا کر فارغ ہو چکے تھے۔ وہ اٹھنے ہی کو تھے کہ ان کے ابو نے اسے کہا کہ دو تین اور اداروں کے بارے میں وہ اسے اور احوال سناتے ہیں تاکہ وہ یہ تمام باتیں اپنے ذہن میں محفوظ رکھے اور کہیں اس کے بارے میں بتانے کی ضرورت پیش آئے تو دیگر دوستوں کو بتا بھی سکے۔ یہ سن کر وہ ایک بار پھر کرسی پر بیٹھ گیا۔

''ہمارے ملک میں عوام کو سہولیات پہنچانے کے لیے پانی، بجلی اور گیس کے محکمے بھی سرکاری سطح پر کام کر رہے ہیں۔'' وہ بولے۔ ''بجلی کے لیے واپڈا، ٹیلی فون کے لیے پاکستان ٹیلی کمیونی کیشن، گیس کے لیے سوئی سدرن اور سوئی ناردرن جب کہ پانی کے لیے بھی ایک ادارہ 'واسا' موجود ہے۔ ہمارے گھروں میں تمام سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔''

''ہاں! یہ تو ہے ابو! ایک ادارے کے بارے میں کچھ میں بھی بتا سکتا ہوں۔''

''ہاں ہاں بتاؤ!'' انھوں نے اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا۔

''ابو! ہر شہر میں صفائی ستھرائی کی سہولیات بہم پہنچانے کے لیے بلدیہ کا محکمہ بھی ہوتا ہے جس کے ذریعے شہر بھر کی گلیوں اور محلوں کی صفائی بھی کرائی جاتی ہے اور صفائی کے بعد جمع ہونے والے کوڑے اور آلائشوں کو مناسب انداز سے ٹھکانے لگانے کا کام بھی کرتے ہیں۔''

''تم نے ایک اہم ادارے کی طرف توجہ دلائی۔ اس ادارے کا کام شہریوں کو صحت عامہ اور بہتر ماحول کی فراہمی ہوتا ہے۔ گندگی سے پیدا ہونے والے مکھی مچھروں سے بچاؤ کے لیے اسپرے کرانا، برسات کے دنوں میں پانی کی نکاسی کو ممکن بنانا اور کھانے پینے کے لیے بازاروں میں بکنے والی اشیا مثلاً دودھ، گوشت، کھانے اور سبزیاں ان سب کی کوالٹی کو چیک کر کے خوراک کو بہتر انداز سے پہنچانا بھی اسی ادارے کے فرائض بھی شامل ہے۔''

''سڑکوں کی مرمت اور تعمیر کے ساتھ ساتھ شہر کی تعمیر و ترقی کے منصوبے بنانا اور اس پر عمل درآمد بھی تو اسی ادارے کی ذمے داری ہے ناں ابو!'' فرحان بولا۔

''سو فی صد درست کہا تم نے!'' اس کے ابو نے خوشی سے اس کے گال تھپتھپائے۔

''شکریہ ابو! آپ نے قلفے کے ساتھ ساتھ مجھے بے حد مفید معلومات سے بھی نوازا۔''

وہ اُٹھے۔ اُس کے ابو نے کاؤنٹر پر بل ادا کیا اور دونوں دکان سے باہر نکل آئے۔

مشق

سوال نمبر۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) فرحان کے ابوا سے کہاں لے کر گئے؟

(ب) انھوں نے وہاں پر کون سا کام سرانجام دیا؟

(ج) فرحان کو اس کے ابو نے کیا چیز کھلائی؟

(د) کون سا محکمہ ہمیں بجلی فراہم کرتا ہے؟

(ہ) بلدیہ کے ذمے کون کون سے اہم کام ہوتے ہیں؟

(و) واسا کے ذریعے ہمیں کون سی سہولت حاصل ہوتی ہے؟

سوال نمبر۲۔ خالی جگہوں کو درست الفاظ سے پُر کیجیے:

(الف) پاکستان پوسٹ کا ادارہ محکمہ.................. کے تحت ہوتا ہے۔

پولیس | بلدیات | شماریات | مواصلات

(ب) فضائی سفر کے لیے ہمارا قومی ادارہ.................. ہے۔

پاکستان ریلویز | پاکستان پوسٹ | پی آئی اے | واپڈا

(ج) انھوں نے.................. کی ٹکٹ بک کرائی۔

راول پنڈی | کراچی | لاہور | ملتان

(د) آپ نے قلفی کے ساتھ ساتھ مجھے بے حد مفید.................. سے بھی نوازا۔

خبروں | خیالات | معلومات | تحائف

(ہ) ابو نے کاؤنٹر پر.................. ادا کیا اور دونوں دکان سے باہر نکل آئے۔

مال | بل | روپیا | پیسا

سوال نمبر۳۔ دُرست بیان پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) ابو نے اسے چائے پلائی۔

(ب) محکمہ بلدیہ، مسافروں کو سفری سہولیات بہم پہنچاتا ہے۔

(ج) سوئی سدرن کا محکمہ عوام کو گیس فراہم کرتا ہے۔

(د) بسوں کے ذریعے سفر آسان اور محفوظ ہوتا ہے۔

(ہ) ایئرپورٹ پر جہازوں کے ذریعے مسافروں کی آمدورفت ہوتی ہے۔

سوال نمبر۴۔ شہروں میں بلدیہ کا محکمہ کیا کیا سہولیات فراہم کرتا ہے۔ اس پر دس سطروں میں ایک مضمون تحریر کیجیے۔

سوال نمبر۵۔ دو دوستوں کے درمیان ایک مکالمہ تحریر کیجیے جس میں شہر میں صفائی کی ابتر صورت حال کا تذکرہ ہو۔

سرگرمی

☆ سرکاری اسپتالوں میں ملنے والی سہولیات پر دو طالب علم مکالمہ پیش کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ: طلبہ کو سماجی خدمت کے دیگر اداروں کے بارے میں مفید معلومات فراہم کیجیے۔

حرکت کا قانون

حاصلاتِ تعلّم یہ سبق پڑھ کر طلبہ :

۱۔ سائنس کی اہمیت کے بارے میں جانیں گے۔ ۲۔ کسی نامور سائنس دان پر مکالمہ لکھیں گے۔
۳۔ متضاد اور مترادف لکھیں گے۔ ۴۔ سائنس کی اہمیت پر مضمون لکھیں گے۔

’’تم نے آج پھر ہوم ورک نہیں کیا۔‘‘ اُستاد نے آنکھیں گھما کر اس کے کان مروڑے۔

’’سر سر.... پلیز! کل میں ضرور ہوم ورک کر کے آؤں گا۔‘‘

اُس نے استاد سے معافی طلب کر کے انھیں مطمئن کر دیا اور سزا سے بچ گیا۔

لا اُبالی پن اس کی پُرانی عادت تھی۔ وہ اپنے دوستوں سے کہتا کہ ’’جانے کیوں اسے کاپیاں بھرنے سے کچھ چِڑ سی ہوتی ہے، وہ کچھ اور کرنا چاہتا ہے۔‘‘ اسکول کے دوست اسے بدھو جانتے تھے۔ ہاں! چیزیں تیار کرنے کے معاملے میں اس کا ذہن بے حد تیزی سے کام کرتا تھا۔ چھوٹی سی عمر میں اس نے جو چیزیں تیار کیں ان میں ہوا کی مدد سے چلنے والی ایک پَوَن چکی تھی جس میں گیہوں پیسا جا سکتا تھا۔ پانی کی قوت سے چلنے والا ایک آبی گھنٹا اس نے بنایا۔ ایک دھوپ گھڑی بنائی جو آج تک اس مکان میں بطور یادگار

محفوظ ہے جس میں وہ پیدا ہوا تھا۔اس طالب علم نے چودہ برس کی عمر میں کیمبرج یونی ورسٹی میں داخلہ لیا۔اس کی مشہور کتاب 'پرنسپیا' (Principia) ۱۶۸۷ء میں شایع ہوئی۔

کلاس روم میں کل بدّھو کہلایا جانے والا طالب علم ۱۷۰۳ء میں رائل سوسائٹی کا صدر منتخب ہوا اور وفات تک اسی عہدے پر فائز رہا۔۱۷۰۵ء میں اس نے 'سر' کا خطاب حاصل کیا۔آپ کو علم ہے کہ یہ طالب علم کون تھا؟ اگر ہم اُس کے سر پر درخت سے گرنے والے سیب کا ذکر کریں تو آپ کو فوراً یاد آجائے گا کہ یہاں سر آئزک نیوٹن کا ذکر ہو رہا ہے جس نے کششِ ثقل کا اصول دریافت کیا۔ نیوٹن سے پہلے اجسام کے زمین پر گرنے اور سیّاروں کے سورج کے گرد گھومنے کا باہمی تعلق بھی کسی کو معلوم نہ تھا۔ یہ قانون بھی نیوٹن ہی نے دریافت کیا۔

نیوٹن نے طبیعیات (Physics) کے علم میں خصوصیت سے کام کیا۔ اُس نے حرکت کے اصول پر تین قوانین وضع کیے۔ نیوٹن کے ان قوانین کے مطابق اگر کوئی ذرّہ ساکن ہو تو اپنی حالتِ سکون کو ہمیشہ قائم رکھتا ہے لیکن اگر کوئی ذرّہ متحرک ہو تو ایک خطِ مستقیم میں یکساں رفتار سے چلتا ہے۔اس کی رفتار یا سمت میں اس وقت تک کوئی فرق نہیں آتا جب تک کوئی بیرونی طاقت اپنے عمل سے اس کی حالت کو بدل نہ دے۔ اسے حرکت کا پہلا قانون کہتے ہیں۔ حرکت کا دوسرا قانون، کسی جسم یا ذرّے کی حرکت کی رفتار میں تبدیلی کی شرح اس جسم یا ذرّے پر عمل کرنے والی قوت کی نسبت سے ہوتی ہے اور یہ اسی سمت میں واقع ہوتی ہے جس سمت میں وہ قوّت عمل کر رہی ہو۔ تیسرا قانونِ حرکت یہ ہے کہ ہر عمل کا ایک ردِ عمل ہوتا ہے۔عمل اور ردِ عمل آپس میں برابر لیکن ایک دوسرے کی مخالف سمت میں ہوتے ہیں۔

جب ہم اپنے گرد و پیش دیکھتے ہیں تو مختلف اجسام اور اشیا ہمیں سوچنے پر مجبور کرتی ہیں۔مثلاً: مادّے کے مشاہدے سے ذہن میں یہ سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ مادّہ کیوں ٹھوس، مایع اور گیس کی صورت میں پایا جاتا ہے۔ بادل کیسے وجود میں آتے ہیں اور ان کی گرج چمک کے اسباب کیا ہیں؟ کیوں پلاسٹک کی کنگھی بالوں میں پھیرنے کے بعد چھوٹے چھوٹے لکڑی کے ٹکڑوں' تنکوں اور کاغذ کو کشش کرتی ہے؟ پتھر کو جب گوپھن سے پھینکا جاتا ہے تو وہ ہاتھ سے پھینکنے کے مقابلے میں دور کیوں گرتا ہے؟ اس طرح کے سوالات

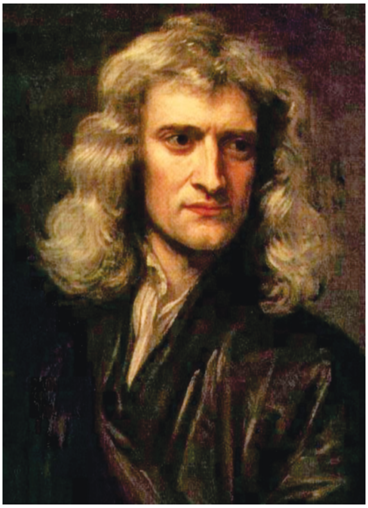

انسانی ذہن میں ابتدا سے تھے اور اب بھی موجود ہیں۔
اللّٰہ تعالیٰ نے انسان میں تجسّس اور جستجو کا مادّہ رکھا ہے۔
اس بنا پر انسان نے کائنات کی نوعیت، بناوٹ اور اپنے آس پاس ہونے والے واقعات اور حادثات کا بغور مشاہدہ کیا اور ان اسباب کے علم کو اس نے اپنی آسانی اور آرام کے لیے استعمال کیا ۔سائنس کی یہ شاخ جو کہ تجسّس سے پیدا ہونے والے سوالات کا جواب فراہم کرتی ہے، طبیعیات (Physics) کہلاتی ہے یعنی طبیعیات، سائنس کی وہ شاخ ہے جو مادّے کی خصوصیات اور توانائی اور ان میں پائے جانے والے باہمی تعلق سے بحث کرتی ہے۔ابتداً میں سائنس کی صرف دو شاخیں تھیں۔ ایک طبیعی اور دوسری حیاتیاتی ۔ سائنس میں ترقی کی وجہ سے طبیعی سائنس کو مزید شاخوں میں یعنی طبیعات، فلکیات اور کیمیا میں تقسیم کر دیا گیا۔

جدید دنیا میں بجلی جسے ہم اپنے گھروں اور کارخانوں میں استعمال کرتے ہیں۔بجلی گھر میں بجلی کی پیداوار، مقناطیسی فیلڈ کی تبدیلی کی مرہون منت ہے۔طبی سائنس، میٹلر جی ،فلکیات و دفاعی سائنس وغیرہ میں اب لیزر کا عام استعمال ہو رہا ہے، یہ لیزر اٹامک فزکس کے اصولوں سے حاصل کی جاتی ہے۔ برقی آلات جو کہ ہمارے روزمرہ کے استعمال میں ہیں، یہ بھی فزکس کی تحقیقات کا نتیجہ ہیں۔آٹو موبائل ٹیکنالوجی اور ریڈار ٹیکنالوجی کا انحصار فزکس کے اصولوں پر ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ گھریلو استعمال سے لے کر خلائی تحقیق میں استعمال ہونے والے آلات اور مشینوں میں طبیعیات موجود ہے۔پس ثابت ہوا کہ طبیعیات ہماری روزمرہ زندگی میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔سائنس میں نام پیدا کرنے والے طلبہ کے لیے اس علم کا حاصل کرنا بے حد ضروری ہے۔

مشق

سوال نمبر ۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) حرکت کا قانون کس نے دریافت کیا؟

(ب) آئزک نیوٹن نے کس یونی ورسٹی سے تعلیم حاصل کی؟

(ج) ابتدا میں سائنس کی کتنی شاخیں تھیں؟

(د) سائنس کی ترقی کے بعد اسے کون کون سی شاخوں میں تقسیم کیا گیا؟

(ہ) آئزک نیوٹن کے گھر میں کون سے چیز یادگار کے طور پر اب بھی موجود ہے؟

سوال نمبر ۲۔ دیے گئے جملوں کی خالی جگہوں کو درست جوابات سے پُر کیجیے:

(الف) آٹو موبائل ٹیکنالوجی اور..............ٹیکنالوجی کا انحصار فزکس کے اصولوں پر ہے۔

(ب) لا اُبالی پن اس کی .... عادت تھی۔

(ج) اس نے حرکت کے اصولوں پر..............قوانین وضع کیے۔

(د) پانی کی قوت سے چلنے والا ایک............اس نے بنایا۔

(ہ) ۱۷۰۵ء میں آئزک نیوٹن نے..............کا خطاب حاصل کیا۔

سوال نمبر ۳۔ سائنس کی اہمیت پر ۲۰۰ الفاظ پر مشتمل ایک مضمون لکھیے۔

سوال نمبر ۴۔ دیے گئے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

مرہونِ منت	روزمرہ	انحصار	انعکاس	ساکن

سوال نمبر ۵۔ مترادف لکھیے:

قانون	ترقی	باہمی	طاقت	عقل

سوال نمبر۶۔ دیے گئے بیانات میں درست پر (✓) اور غلط پر (✗) کا نشان لگائیے:

(الف) تیسرا قانونِ حرکت' قوت کے ہر عمل کا ایک ردِ عمل ہوتا ہے۔

(ب) اس کی مشہور کتاب ''پرنسپا'' ۱۹۸۷ء میں شایع ہوئی۔

(ج) برقی آلات کیمیا کی تحقیقات کا نتیجہ ہیں۔

(د) اُس نے استاد سے معافی طلب کر کے انھیں مطمئن کر دیا اور سزا سے بچ گیا۔

(ہ) اسکول کے دوست اسے عقل مند جانتے تھے۔

(و) اللہ تعالیٰ نے انسان میں تجسّس کا مادّہ رکھا ہے۔

سوال نمبر۷۔ دو دوستوں کے درمیان ایک مکالمہ تحریر کیجیے جس میں کسی نامور سائنس دان کا ذکر ہو۔

سوال نمبر۸۔ ان الفاظ کے متضاد لکھیے:

ترقی	طاقت	جواب	حاصل	عام

سرگرمیاں

☆ طلبہ مختلف سائنسی ایجادات کی تصاویر پر مشتمل ایک چارٹ تیار کر کے کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں۔

☆ اشارات کی مدد سے شخصیت پر معلومات اکٹھی کریں۔

پاکستانی سائنس دان	ڈاکٹر عبدالسلام	پی ایچ ڈی	نوبل انعام
نیوٹن کا نظریہ اضافت	فزکس اور ریاضی میں نمایاں خدمات		

ہدایات برائے اساتذہ: طالب علموں کو سائنسی ترقی کے حوالے سے مسلمان سائنس دانوں کی خدمات سے آگاہ کیجیے۔

مِلّی نَغمہ

حاصلاتِ تعلّم یہ نظم پڑھ کر طلبہ:

۱۔ نغمہ لے سے پڑھ کر سنائیں گے۔ ۲۔ دیے گئے مصرعوں کی نثر لکھیں گے۔
۳۔ نغمے میں استعمال ہونے والے نئے الفاظ کے معنی بتائیں گے۔ ۴۔ ملّت کی اہمیت سے واقف ہوں گے۔

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر

ہم تا بہ ابد سَعی و تغَیُّر کے ولی ہیں
ہم مصطفوی مصطفوی مصطفوی ہیں

دین ہمارا ، دینِ مُکمل
استعمار ہے باطِل ارذل
خیر ہے جدِّ و جہدِ مُسلسل

عنداللّٰہ عنداللّٰہ عنداللّٰہ عنداللّٰہ
اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر

امن کی دعوت کل عالَم میں مسلک عام ہمارا
دادِ شُجاعت دورِ ستم میں، یہ بھی کام ہمارا
حق آئے باطل مٹ جائے، یہ پیغام ہمارا

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر

(جمیل الدین عالؔی)

مشق

سوال نمبر۱۔ درج ذیل دیے گئے سوالات کے جواب لکھیے:

(الف) مصطفوی سے کیا مراد ہے؟

(ب) دینِ مکمل کیا مطلب ہے؟

(ج) ہمارا عام مسلک کیا ہے؟

(د) سعی وتغیر کے ولی سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

(ہ) اس نغمے کا مرکزی خیال کیا ہے؟

سوال نمبر۲۔ درج ذیل مرکبات کے معنی لکھیے:

تا بہ ابد — باطلِ ارذل — جد و جہدِ مسلسل — دادِ شجاعت — دورِ ستم

سوال نمبر۳۔ درج ذیل کے ہم قافیہ تحریر کیجیے:

ولی — باطل — پیغام — مکمل — اکبر

سوال نمبر۴۔ اس نغمے کو سادہ نثر میں لکھیے۔

سوال نمبر۵۔ ملّت کی اہمیت پر سو الفاظ کا مضمون لکھیے۔

سرگرمی

☆ طلبہ اس نغمے کو کورَس کی شکل میں ترنّم کے ساتھ پڑھیں۔

ہدایات برائے اساتذہ: طلبہ کو ملّی اور قومی نغمے کا فرق سمجھایئے اور دیگر ملّی نغموں سے روشناس کرایئے۔

فرہنگ

حمد

راغب	رغبت کرنے والا
داورا	انصاف کرنے والا
سرچشمہ	منبع۔خزانہ۔
بالا	اونچا، بلند
رازدار	راز رکھنے والا

ایثار

بےگانہ	انجان۔تعلق نہ رکھنے والا
میعاد	مدّت
بے باک	بےخوف، نڈر، بہادر

نعت

ملجا	جائے پناہ۔ٹھکانا
ماوٰی	ٹھکانا۔رہنے کی جگہ
بداندیش	بُرا چاہنے والا۔دُشمن
سُو	جانب۔سمت۔طرف
کُندن	خالص سونا
غُل	شور۔ہنگامہ
دشت	جنگل
جبل	پہاڑ

املی کا درخت

بنجارہ	غلے کا سوداگر جنگلوں میں پھرنے والا
چوپال	بیٹھک۔بیٹھنے کی جگہ
مکھیا	چودھری۔سردار۔قوم کا بڑا آدمی
کوسنا	برا بھلا کہنا
اقتدار	قوت۔حکومت
انتشار	پریشانی۔بےچینی
نفاق	پھوٹ۔کینہ۔دُشمنی۔
ضعف	کمزوری

ہمدردی

چشم زدن	فوری طور پر۔یکا یک۔آنکھ جھپکتے ہی
غافل	غفلت کرنے والا
قدسیہ	پاکیزہ۔پاک صاف
غنودگی	اونگھ۔جاگتے ہوئے نیند میں ہونا
ہشاش بشاش	نہایت خوش خوش

نظم وضبط

چست	تیز۔چالاک
درپے	پیچھے
کوس	دومیل کا فاصلہ
مجروح	زخمی
ضابطے	قوانین
شعار	رکھ رکھاؤ۔سلیقہ

پانی

گرہ	گانٹھ
سانچہ	ایسا برتن جس میں کوئی شے ڈھالی جائے
تری	گیلا پن
تواضع	خاطر مدارات ۔ مہمان نوازی
پستی	نشیبی علاقہ ۔ نچلا حصّہ
جفا	ظلم وستم ۔ دُشمنی

تحریک پاکستان میں خواتین کا حصہ

استقامت	مضبوطی سے کھڑا ہونا
شمولیت	شامل ہونا
کٹھن	مشکل ۔ دشوار
حربے	وار ۔ حملے
منظّم	تنظیم کیا گیا ۔ باقاعدہ

ابتدائی طبّی امداد

بہم	ان تک
متبادل	بدلے میں ۔ کسی اور کی جگہ
بحال	بدستور دوبارہ وہی حالت
مصنوعی	بناوٹی ۔ نقلی ۔ نقل
متلی	دل الٹی کی طرف مائل ہونا
حتی الوسع	جہاں تک ممکن ہو

اونچی اُڑان

مصداق	صداقت کے طور پر
تجسس	تلاش ۔ جستجو
رجحان	توجہ ۔ رغبت ۔ دلچسپی
مساوی	برابر ۔ ایک جتنا
سروکار	تعلق

وطن کے پاسباں

جادے	راستے
کارواں	قافلہ ۔ سفر کرنے والے لوگ
پاسباں	رکھوالے ۔ نگہباں
مقدس	پاک کیا گیا ۔
برگ وبار	پتے اور پھل

یوم استقلال

ولولہ	جوش وخروش ۔ جذبہ
مترنم	ترنم سے گایا ہوا ۔ میٹھی آواز
ایثار	قربانی ۔ کام آنا
حُریت	آزادی ۔ بہادری
غلبہ	زبردست ہونا ۔ غالب آنا
مراتب	درجے ۔ رتبے ۔ مرتبے کی جمع
نفاذ	حکم کا جاری ہونا

فٹ بال

بیگانہ	غیر ۔ اجنبی
دانستہ	جان بوجھ کر ۔ جانتے ہوئے
دفاع	حفاظت

شہر اور گاؤں

دشوار	تکلیف دہ۔سخت۔مشکل
زحمت	مصیبت۔تکلیف
تاخیر	دیر

رات

عجب	حیران کن۔مختلف
خلقت	عوام

ہمارا پرچم

اقلیت	کم تعداد میں
گامزن	تیز چلنا
نکتے	اہم باتیں
روندنا	پیروں سے کچلنا۔بےعزتی کرنا

سر عبداللہ ہارون

تمسخر	مذاق اُڑانا۔توہین کرنا
اوصاف	خوبیاں
فلاحی	عوام کی بھلائی کا کام
توقع	امید۔آسرا۔بھروسا

قصہ ایک دعوت کا

ماہی	مچھلی
گشت لگانا	چکر لگانا
ضیافت	دعوت
بفے	کھانے کی میز پر جا کر کھانا لینا

زمین کی کہانی

حتمی	مکمل۔آخری
آثار	نشانیاں
تگ ودو	کوشش۔محنت۔دوڑ دھوپ
قناعت	صبر- تھوڑی چیز کو کافی سمجھنا
بخرے	حصے۔ٹکڑے
فراموش	بھلانا۔
مہلک	ہلاکت خیز۔نقصان دہ
شگاف	پھٹنا۔جان سے مارنے والا
زیب	خوبصورتی

پاکستان کی خوشحالی

منسلک	متعلق ہونا۔راستہ
معیشت	زندگی
مفلوج	کام کرنے کے قابل نہ رہنا
نرخ	بھاؤ۔دام۔قیمت

نوری جام تماچی

لجانا	شرمانا۔حیا کرنا
زربفت	سونے کے تاروں سے بنا ہوا

میری کہانی

نشیب	اُترائی۔پستی۔نچلا علاقہ
تیوری	ماتھا-پیشانی
معاون	مددگار۔حمایتی
کف	تھوک
سوئے غار	غار کی جانب
دہانہ	منھ۔

ہمارے طور طریقے

شائستہ	تہذیب یافتہ۔مہذّب ۔ادب والا
مثبت	درست ۔جائز
جانچنا	پرکھنا۔دیکھنا۔معائنہ کرنا
بدگمانی	شک وشبہ

پاکستان کی سیر

فلک بوس	آسمان چومنے والی۔بہت بلند
آبشار	پانی کا چادر کی طرح گرنا
ڈویژن	بڑا علاقہ
درّے	پہاڑوں کے درمیان تنگ راستہ
انفرادیت	ذاتی خوبی

شہد کی مکھی

گلزار	چمن ۔پھولوں کا باغ
مصفّا	صاف کیا ہوا
غافل	بے پروا۔غفلت کرنے والا

عوامی خدمت کے ادارے

سہل	آسان
آرائش	سجاوٹ
نکاسی	کسی چیز کا نکلنا

حرکت کا قانون

پون	ہوا
وضع	بناوٹ
انحصار	آسرا رکھنا،بھروسا کرنا

مِلّی نغمہ

سعی	کوشش
تغیّر	تبدیلی
استعمار	باطل۔ناحق ۔ظلم وستم
ارذل	رذیل۔گھٹیا۔کم تر
دادِشجاعت	بہادری کی تعریف
تیغ	تلوار

ختم شد